ماہنامہ

اخبارِ احمدیہ

مغربی جرمنی

فروری ۱۹۹۰ء

صد سالہ جشن تشکر کا سال مبارک

"سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا، ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذرّیت و نسل ہوگا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے اس کو مقدس روح دی گئی ہے اور وہ رجس سے پاک ہے اور وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ اس کے ساتھ فضل ہے جو اسکے آنکے ساتھ آئے گا، وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اسے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا، اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا (اس کے معنے سمجھ میں نہیں آئے) دو شنبہ ہے مبارک دو شنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند مَظْهَرُ الْاَوَّلِ وَالْاٰخِرِ مَظْهَرُ الْحَقِّ وَالْعُلَاۤءِ كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَاۤءِ جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نُور آتا ہے نُور۔ جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی رُوح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی تب اپنے نفسی نقطۂ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا"

(اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء منقول از تبلیغ رسالت جلد اول صد ۶۰)

ارشاداتِ عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

پیشگوئی مصلح موعودؓ کے نشانِ الٰہی ہونے میں کسی کو شک نہیں رہ سکتا

"اللہ نے ایسی بابرکت رُوح بھیجنے کا وعدہ فرمایا ہے جس کی ظاہری و باطنی برکتیں تمام زمین پر پھیلیں گی"

زمین و آسمان ٹل سکتے ہیں پر اُس خُدا کے وعدوں کا ٹلنا ممکن نہیں

"میں جانتا ہوں اور یقین محکم سے جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ اپنے وعدہ کے موافق مجھ سے معاملہ کرے گا"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام پیشگوئی مصلح موعود کے بارہ میں فرماتے ہیں :

"مفہوم پیشگوئی کا اگر بنظرِ یکجائی دیکھا جائے تو ایسا بشری طاقتوں سے بالا تر ہے جس کے نشان الٰہی ہونے میں کسی کو شک نہیں رہ سکتا۔ اور اگر شک ہو تو ایسی قسم کی پیشگوئی جو ایسے ہی نشان پر مشتمل ہو پیش کرے۔ اس جگہ آنکھیں کھول کر دیکھ لینا چاہیئے کہ یہ صرف پیشگوئی ہی نہیں بلکہ ایک عظیم الشان نشانِ آسمانی ہے جس کو خدائے کریم جلّشانہ نے ہمارے نبی کریم رؤف و رحیم محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی صداقت و عظمت ظاہر کرنے کے لئے ظاہر فرمایا ہے اور درحقیقت یہ نشان ایک مردہ کے زندہ کرنے سے صدہا درجہ اعلیٰ و اولیٰ و اکمل و افضل و اتم ہے"

(مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ ۱۱۴)

"بفضلہ تعالیٰ و احسانہ و ببرکت حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم خداوند کریم نے اس عاجز کی دعا کو قبول کر کے ایسی بابرکت رُوح بھیجنے کا وعدہ فرمایا جس کی ظاہری و باطنی برکتیں تمام زمین پر پھیلیں گی۔ سو اگرچہ بظاہر یہ نشان احیاء موتٰی کے برابر معلوم ہوتا ہے مگر غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ یہ نشان مردوں کو زندہ کرنے سے صدہا درجہ بہتر ہے۔ مردہ کی بھی روح ہی دعا سے واپس آتی ہے اور اس جگہ بھی دعا سے ایک روح ہی منگائی گئی ہے مگر اُن روحوں اور اس رُوح میں لاکھوں کوسوں کا فرق ہے"۔

(مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ ۱۱۵)

"جن صفاتِ خاصہ کے ساتھ لڑکے کی بشارت دی گئی ہے۔ کسی لمبی میعاد سے گو نو برس سے بھی دوچند ہوتی اس کی عظمت اور نشان میں کچھ فرق نہیں آسکتا بلکہ صریح دلی انصاف ہر یک انسان کا شہادت دیتا ہے کہ ایسی عالی درجہ کی خبر جو ایسے خاص اور اخص آدمی کے تولّد پر مشتمل ہے انسانی طاقتوں سے بالا تر ہے اور دعا کی قبولیت ہو کر ایسی خبر کا ملنا بیشک یہ بڑا بھاری آسمانی نشان ہے نہ یہ کہ صرف پیشگوئی ہے"

(مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ ۱۱۷)

"میں جانتا ہوں اور محکم یقین سے جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ اپنے وعدہ کے موافق مجھ سے معاملہ کرے گا۔ اور اگر ابھی اس موعود لڑکے کے پیدا ہونے کا وقت نہیں آیا تو دوسرے وقت میں وہ ظہور پذیر ہوگا، اور اگر مدت مقررہ سے ایک دن بھی باقی رہ جائے گا تو خدائے عزّوجل اس دِن کو ختم نہیں کرے گا جب تک اپنے وعدہ کو پورا نہ کرے"۔

(اشتہار تکمیل تبلیغ مورخہ ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ماہنامہ

المصلح الموعودؓ نمبر

اخبارِ احمدیہ

مغربی جرمنی

تبلیغ ——— ۱۳۶۹ ہش

فروری ——— ۱۹۹۰ء

مجلسِ ادارت:

نگران : مولانا عطاء اللہ کلیم

ایڈیٹر : مغفور احمد

نائب ایڈیٹر : عبدالرحیم احمد

معاونین : ڈاکٹر وسیم احمد
شیخ عبدالہادی

○○○

پبلشر : اسماعیل نوری

○○○

فہرست مضامین

- ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام
- ارشادات حضرت سیدنا مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- احکام القرآن
- خطبہ جمعہ
- حیات طیبہ
- پیشگوئی مصلح موعودؓ کا مصداق
- پیشگوئی مصلح موعودؓ کا پس منظر (نظم)
- حضرت مصلح موعودؓ کا علم القرآن
- حضرت مصلح موعودؓ کی قرآن دانی
- رحمۃ اللعالمین اور عالم اطفال
- عظیم سعادت
- افریقہ اور غلبۂ اسلام
- یہ درد رہے گا بن کے دوا...
- نظم
- آپ کی صحت
- نماز مترجم
- ندائے حق
- ہماری مساعی
- خدام کا صفحہ
- نقطۂ نظر
- اس کے علاوہ اور بہت کچھ

احکام القرآن

مولانا عطاء اللہ صاحب کلیم

"جو شخص قرآن کے سات سو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے، وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے اوپر بند کرتا ہے" (ارشاد سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

احباب جماعت کے استفادہ کے لئے مولانا موصوف کی یہ کاوش قسط وار شائع کی جا رہی ہے (ادارہ)

(۱۲) وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ط (سورۃ بقرہ ۴۶) اور صبر اور دعا کے ذریعے سے اللہ سے مدد مانگو۔

(۱۳) فَتُوْبُوْٓا اِلٰى بَارِئِكُمْ اس لئے تم اپنے پیدا کرنے والے کی طرف جھکو۔

(سورۃ البقرۃ آیت ۵۵)

(۱۴) فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ط اور ہر شخص اپنے آپ کو قتل کر دے یعنی اپنے نفس کی گندی خواہشات کو زہد و تقویٰ کے ساتھ مار دے۔

(سورۃ البقرۃ آیت ۵۵)

(۱۵) كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ط ان پاک چیزوں میں سے جو ہم نے تم کو دی ہیں کھاؤ۔

(سورۃ البقرۃ آیت ۵۸)

(۱۶) وَادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا اور اس کے دروازے میں پوری فرمانبرداری کے ساتھ داخل ہو جاؤ۔

(سورۃ البقرۃ آیت ۵۹)

(۱۷) وَقُوْلُوْا حِطَّةٌ اور کہتے جاؤ کہ ہم بوجھ ہلکا کرنے کی التجا کرتے ہیں۔

(سورۃ البقرۃ آیت ۵۹)

(۱۸) كُلُوْا وَاشْرَبُوْا مِنْ رِّزْقِ اللّٰهِ اللہ کے رزق میں سے کھاؤ اور پیو۔

(سورۃ البقرۃ آیت ۶۱)

(۱۹) خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ اور جو کچھ ہم نے تمہیں دیا ہے اسے مضبوطی سے پکڑ لو۔

(سورۃ البقرۃ آیت ۶۴)

(۲۰) وَاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ اور جو کچھ اس میں ہے اسے یاد رکھو تاکہ تم متقی بن جاؤ۔

(سورۃ البقرۃ آیت ۶۴)

(۲۱) وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا اور لوگوں کے ساتھ ملاطفت کے ساتھ کلام کرو۔

(سورۃ البقرۃ آیت ۸۴)

(۲۲) وَقُوْلُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا ط اور انظرنا کہا کرو اور توجہ سے اس کی بات سنا کرو (یعنی رسول کی)

(سورۃ البقرۃ آیت ۱۰۵)

(۲۳) فَاعْفُوْا پس انہیں معاف کر دو۔

(سورۃ البقرۃ آیت ۱۱۰)

بندے اور خدا سے تعلق مذہبی قوموں کی تعمیر کیلئے نہایت اہم ہے

اپنی نمازوں کو اتنا مستحکم کر دیں کہ کوئی زلزلہ اور مشکل انہیں گرا نہ سکے

ہر شخص فجر کی نماز کے بعد تلاوت قرآن کریم کی عادت ڈالے

یہ تصور باطل ہے کہ انسان بد اخلاق بھی ہو پھر باخدا بھی ہو جائے

ذیلی تنظیموں کو پانچ بنیادی اخلاق اور عبادات کے قیام کیلئے خصوصی ہدایات

خطبہ جمعہ فرمودہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

بتاریخ ۲۴ نومبر ۱۹۸۹ء، بمقام مسجد فضل، لندن۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"وہ لوگ جو بڑے بڑے منصوبے بناتے ہیں، ان کو یہ رجحان پیدا کرنا چاہیئے کہ ابتدائی باتوں کی طرف خصوصی توجہ دیں۔ بعض دفعہ بعض بہت ہی بلند بانگ منصوبے بنانے والے اور بلند بانگ دعاوی کرنیوالے ابتدائی باتوں سے بے خبر رہ جاتے ہیں اور وہ چیزیں جو ان کی نظر میں ابتدائی ہیں، درحقیقت بنیادی حیثیت رکھنے والی باتیں ہوا کرتی ہیں اور جب تک بنیادیں قائم نہ ہوں کوئی بلند عمارت قائم نہیں کی جاسکتی۔ یہ ایک ایسا قانون ہے جسے دنیا کا کوئی انجینئر، کوئی ماہر فن نظر انداز نہیں کر سکتا۔ قوموں کی تعمیر میں، اور میری مراد مذہبی قومیں ہیں۔ مذہبی قوموں کی تعمیر میں دو باتیں بہت ہی اہمیت رکھتی ہیں اور انہیں کے گرد سارا فلسفہ حیات گھومتا ہے، یعنی بندے سے تعلق اور خدا سے تعلق۔ ان دونوں تعلقات میں (دین حق۔ ناقل) نے بہت ہی وسیع تعلیمات دی ہیں اور بہت ہی بلند منصوبے پیش کیئے ہیں، لیکن ان منصوبوں پر عمل تبھی ممکن ہے جب ان کے ابتدائی حصوں پر خصوصیت سے توجہ دی جائے اور صبر کے ساتھ پہلے بنیادیں تعمیر کی جائیں پھر خدا تعالیٰ کے فضل سے توقع رکھی جائے کہ ان بنیادوں پر عظیم الشان عمارتیں تعمیر ہوں گی۔

جماعت احمدیہ کا جو موجودہ دور ہے، یہ غیر معمولی اہمیت رکھنے والا دور ہے اور جیسا کہ میں نے بارہا پہلے توجہ دلائی ہے ہم حضرت اقدس (مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ۔ ناقل) کی پہلی صدی سے دور ہو رہے ہیں یعنی زمانے اور وقت کے لحاظ سے دور ہو رہے ہیں لیکن عین ممکن ہے بلکہ قرآن کریم نے اس کی معیّن پیشگوئی بھی فرمائی ہے کہ زمانے کی دوری پاٹی جاسکتی ہے، عبور ہوسکتی ہے اگر اخلاق کو دور نہ ہونے دیا جائے، اگر اعمال کو دور نہ ہونے دیا جائے وَّاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ

میں یہی تو پیغام ہے اور یہی تو خوشخبری ہے جس کو پورا ہوتے دیکھ کر ہمارے ایمان پھر زندہ ہوئے ہیں۔ پس بہت ہی اہم بات ہے ہم نے آخرین ہوکر، قرآن کریم کی اس پیشگوئی کا مصداق بنتے ہوئے قطعی طور پر یہ دیکھ لیا اور دنیا پر ثابت کر دیا کہ زمانے کی دوری کو اخلاق کی قربت کے ذریعے مٹایا جاسکتا ہے اور نیک اعمال کے نتیجے میں زمانے کے فاصلے ماضی میں بھی طے ہو سکتے ہیں اور مستقبل میں بھی طے ہو سکتے ہیں۔ پس اس پہلو سے ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم ہر صدی کے قدم پر یہ دیکھیں کہ ہمارا قدم پچھلی صدی کے ساتھ ملا ہوا ہے کہ نہیں، اور ہمارا اخلاق اور عملی فاصلہ کہیں بڑھ تو نہیں رہا پس آگے بڑھنا دو طرح سے ہوگا۔ ایک زمانے میں آگے بڑھنا۔ وہ تو ایسی مجبوری ہے جس پر کسی کا اختیار نہیں۔ اور ایک آگے بڑھنا یہ بھی ہو سکتا ہے جیسے قومیں بظاہر آگے بڑھتی ہیں لیکن بنیادی طور پر انحطاط کا شکار ہو جاتی ہیں۔ اخلاقی قدروں کے لحاظ سے انحطاط کا شکار ہو جاتی ہیں۔ وہ آگے بڑھنا تو تنزل کی علامت ہے۔ ہم نے اس پہلو سے آگے نہیں بڑھنا بلکہ واپس جانا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی جو سب سے بڑا معجزہ دکھایا، جو سب سے بڑا عظیم الشان کارنامہ کر کے دکھایا، وہ واپسی کا کارنامہ ہے، آگے بڑھنے کا کارنامہ نہیں۔ ۱۳۰۰ سال کے فاصلے حائل تھے، کس طرح ایک ہی جست میں آپ اس زمانہ میں جا پہنچے جو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا زمانہ تھا۔ پس ہر صدی کی زمانی جست کے ساتھ ہمیں واپسی کی ایک جست بھی لگانی ہوگی۔ اور بڑے معین فیصلے اور بڑے قطعی فیصلے کے ساتھ ایسا پروگرام طے کرنا ہوگا کہ جب ہم وقت میں آگے بڑھیں تو اعمالی اور اخلاقی قدروں میں واپس جا رہے ہوں۔ اس پہلو سے اس دور میں جب میں چاروں طرف دیکھتا ہوں تو جماعت کے پھیلاؤ کے ساتھ ساتھ اور بھی مسائل بڑھتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ تیزی سے بڑھ رہی ہے اور اس کی رفتار ہر طرف پہلے سے بہت زیادہ ہو چکی ہے، پس بڑی جماعتوں میں رفتار کا پھیلاؤ جہاں مبارک بھی ہے وہاں خدشات بھی پیدا کرنے والا ہے اور فکریں بھی پیدا کرنے والا ہے، اسی طرح بڑی جماعتوں میں نسل پھیلتی ہے، تولید کے ذریعہ جماعتیں بڑھتی ہیں، اس پہلو سے بھی ساتھ ہی تربیتی فکریں بڑھنے لگتی ہیں۔

پس جب میں نے مجلس خدام الاحمدیہ، انصار اللہ اور لجنہ کو تمام ملکوں میں براہِ راست اپنے تابع کرنے کا فیصلہ کیا تو اس میں یہ ایک بڑی حکمت پیشِ نظر تھی تاکہ میں ان مجالس سے براہ راست ایسے کام لوں جن کے نتیجے میں خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ ہماری تربیتی ضرورتیں پوری ہو سکیں اور خدام الاحمدیہ اور انصار اللہ اور لجنہ اماء اللہ محض خوابوں کے محل تعمیر نہ کریں بلکہ چھوٹے چھوٹے ایسے اقدام کریں جن کے نتیجے میں غریبانہ سر چھپانے کی ضرورت تو پوری ہو۔ یہ وہ ضرورت ہے جس کے پیشِ نظر جیسا کہ میں نے بیان کیا مجھے یہ اقدام کرنا پڑا۔ اسی سلسلہ میں آج میں دو ابتدائی پروگرام جماعت کے سامنے رکھتا ہوں اور یہ تینوں مجالس خصوصیت کے ساتھ میری مخاطب ہیں۔ ان کو تنظیمی ہدایات انشاء اللہ تعالیٰ پہنچتی رہیں گی اور چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں، چھوٹے چھوٹے آسان خطوں میں عملی پروگرام ان کے سپرد کئے جائیں گے۔ لیکن بنیادی باتیں میرے پیشِ نظر ہیں، وہ میں آپ سب کے سامنے پہلے بھی مختلف حیثیتوں میں رکھتا رہا ہوں۔ آج پھر ان باتوں میں سے بعض کو دہرانا ضروری سمجھتا ہوں۔

اخلاقی تعمیر کی اہمیت :

مذہبی قومیں بغیر اخلاقی تعمیر کے تعمیر نہیں ہو سکتیں، اور یہ تصور بالکل باطل ہے کہ انسان بد اخلاق ہو اور باخدا ہو۔ اس لئے مذہبی قوموں کی تعمیر میں سب سے اہم بات ان کے اخلاق کی تعمیر ہے اور یہ تعمیر جتنی جلدی شروع ہو اتنا ہی بہتر اور اتنا ہی آسان ہوتی ہے۔ پس اس پہلو سے لجنہ اماء اللہ نے سب سے ابتدائی اور بنیادی کام کرنے ہیں اور یہی بنیادی اور ابتدائی کام عمر کے دوسرے حصوں میں خدام کے سپرد بھی ہوں گے اور انصار کے بھی سپرد ہوں گے لیکن بنیادی طور پر ایک ہی چیزیں ہیں جو عمر کے مختلف حصوں میں مختلف مجالس کو خصوصیت سے سرانجام دینی ہیں۔

سچ کی عادت :

سب سے پہلی بات سچ کی عادت ہے۔ آج دنیا میں جتنی بدی پھیلی ہوئی ہے اس میں خرابی کا سب سے بڑا عنصر جھوٹ ہے۔ وہ قومیں جو ترقی یافتہ ہیں جو بظاہر اعلیٰ اخلاق والی کہلاتی ہیں وہ بھی اپنی ضرورت کے مطابق جھوٹ بولتی ہیں۔ اپنوں سے نہیں بولتیں تو غیروں سے جھوٹ بولتی ہیں۔ ان کے فلسفے جھوٹ پر مبنی ہیں، ان کا نظام حیات جھوٹ پر مبنی ہے، ان کی اقتصادیات جھوٹ پر مبنی ہے۔ غرض یہ کہ آپ اگر باریک نظر سے دیکھیں تو اگرچہ بظاہر ان کے زندگی کے کاروبار پر سویلائزیشن (CIVILIZA-TION) اور اعلیٰ تہذیب کے ملمع چڑھے ہوئے ہیں لیکن فی الحقیقت ان کے اندر مرکزی نقطہ جس کے گرد یہ قومیں گھوم رہی ہیں اور جن کے اوپر ان کی تہذیبیں مبنی ہیں وہ جھوٹ ہی ہے۔ لیکن یہ الگ بحث ہے مجھے تو اس وقت جماعت احمدیہ کے اندر دلچسپی ہے اور جماعت احمدیہ کے بچوں کے اوپر میں خصوصیت کے ساتھ نظر رکھتا ہوں، اور میرے نزدیک جب تک بچپن سے سچ کی عادت نہ ڈالی جائے، بڑے ہو کر سچ کی عادت ڈالنا

بہت مشکل کام ہو جاتا ہے۔ اور جیسا کہ میں نے اپنے بعض خطبات میں تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے سچ بولنا بھی مختلف درجات سے تعلق رکھتا ہے اور مختلف مراحل سے تعلق رکھتا ہے اور کم سچا اور زیادہ سچا اور اس سے زیادہ سچا، اور اس سے زیادہ سچا، اتنے بے شمار مراحل ہیں سچ کے بھی کہ ان کو طے کرنا بالآخر نبوت تک پہنچاتا ہے۔ اور صدیق کے مرحلے سے آگے خدا تعالیٰ نے سچائی کا جو مقام تجویز فرمایا ہے اس کو نبوت کہا جاتا ہے ایسا سچا کہ جس کا کوئی پہلو بھی جھوٹ کی ملونی اپنے اندر نہ رکھتا ہو لیکن یہ ہیں بڑے اور اونچے اور بلند منصوبے جو قرآن کریم نے ہمارے سامنے پیش کئے ہیں۔ (جس نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی وہ ان لوگوں میں شامل ہوں گے جو نبی، صدیق شہید اور صالح ہیں اور یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۔ ترجمہ از ناقل) کتنے عظیم الشان اور بلند منصوبے ہیں لیکن ان کا آغاز سچ سے ہوتا ہے اور کوئی شخص صالح بھی نہیں بن سکتا جب تک وہ سچا نہ ہو۔ اس لئے بہت ہی اہم بات ہے کہ ہم اپنے بچوں کو شروع ہی سے نرمی سے بھی اور سختی سے بھی سچ پر قائم کریں اور کسی قیمت پر بھی ان کے جھوٹے مذاق کو بھی برداشت نہ کریں۔ یہ کام اگر مائیں کر لیں تو باقی مراحل جو ہیں قوم کے لئے بہت ہی آسان ہو جائیں گے، اور ایسے بچے جو سچے ہوں وہ اگر بعد میں لجنہ کی تنظیم کے سپرد کئے جائیں یا خدام الاحمدیہ کی تنظیم کے سپرد کئے جائیں ان سے وہ ہر قسم کا کام لے سکتے ہیں کیونکہ سچ کے بغیر وہ فائبر میسر نہیں آتا، وہ تانا بانا نہیں ملتا جس کے ذریعے آپ بوجھ ڈال سکتے ہیں یا منصوبے بنا کر ان میں استعمال کر سکتے ہیں۔ جھوٹی قومیں کمزور ہوتی ہیں۔ ان کے اندر اعلیٰ قدریں برداشت کرنے کی طاقت نہیں ہوا کرتی۔ لیکن یہ ایک بڑا لمبا تفصیلی مضمون ہے اس کو آپ فی الحال نظر انداز فرمائیں اور یہ یقین رکھیں کہ سچ کے بغیر کسی اعلیٰ قدر کی کسی اعلیٰ منصوبے کی تعمیر ممکن نہیں ہے۔ اس لئے جماعت احمدیہ میں بچپن سے ہی سچ کی عادت ڈالنا اور مضبوطی سے اپنی اولادوں کو سچ پر قائم کرنا نہایت ضروری ہے، اور جو بڑے ہو چکے ہیں ان پر اس پہلو سے نظر رکھنا اور ایسے پروگرام بنانا کہ بار بار خدام اور انصار اور لجنات اس طرف متوجہ ہوتے رہیں کہ سچائی کی کتنی بڑی قیمت ہے اور اس وقت جماعت کو اور دنیا کو جماعت کی وساطت سے کتنی بڑی ضرورت ہے۔

نرم اور پاک زبان کا استعمال :

تربیت کا دوسرا پہلو نرم اور پاک زبان استعمال کرنا اور ایک دوسرے کا ادب کرنا (ہے) یہ بھی بظاہر چھوٹی سی بات ہے ابتدائی چیز ہے، لیکن جہاں تک میں نے جائزہ لیا ہے وہ سارے جھگڑے جو جماعت کے اندر بھی طور پر پیدا ہوتے ہیں یا ایک دوسرے سے تعلقات میں پیدا ہوتے ہیں ان میں جھوٹ کے بعد سب سے بڑا دخل اس بات کا ہے کہ بعض لوگوں کو نرم خوئی کے ساتھ کلام کرنا نہیں آتا۔ ان کی زبان میں درشتگی پائی جاتی ہے، ان کی باتوں اور طرز میں تکلیف دینے کا ایک رجحان پایا جاتا ہے جس سے بسا اوقات وہ باخبر ہی نہیں ہوتے۔ جس طرح کانٹے دکھ دیتے ہیں اور ان کو پتہ نہیں کہ ہم کیا کر رہے ہیں، اسی طرح بعض لوگ روحانی طور پر سوکھ کر کانٹے بن جاتے ہیں اور ان کی روزمرہ کی باتیں چاروں طرف دکھ بکھیر رہی ہوتی ہیں۔ تکلیف دے رہی ہوتی ہیں اور ان کو خبر بھی نہیں ہوتی کہ ہم کیا کر رہے ہیں۔ ایسے اگر مرد ہوں تو ان کی عورتیں بیچاری ہمیشہ ظلموں کا نشانہ بنی رہتی ہیں۔ اور اگر عورتیں ہوں تو مردوں کی زندگی اجیرن ہو جاتی ہے۔ یہ بات بھی ایسی ہے جس کو بچپن سے ہی پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔ گھر میں بچے جب آپس میں ایک دوسرے سے کلام کرتے ہیں، اگر وہ آپس میں ادب اور محبت سے کلام نہ کریں اگر چھوٹی چھوٹی بات پر تُو تُو، مَیں مَیں، جھگڑے شروع ہو جائیں تو آپ یقین رکھیں کہ آپ ایک گندی نسل پیچھے چھوڑ کر جانے والے ہیں۔ ایک ایسی نسل پیدا کر رہے ہیں جو آئندہ زمانوں میں قوم کو تکلیفوں اور دکھوں سے بھر دے گی اور آپ اس بات کے ذمہ دار ہیں، ان کی آنکھوں کے سامنے ان کے بچوں نے ایک دوسرے سے زیادتیاں کیں، سختیاں کیں اور بدتمیزیاں کیں اور آپ نے ان کو ادب سکھانے کی طرف کوئی توجہ نہ کی۔ اور یہی نہیں ایسے بچے پھر ماں باپ سے بھی بدتر ہوتے چلے جاتے ہیں۔ اور جن ماں باپ کے بچوں کی تعزیر کیلئے جلد ہاتھ اٹھتے ہیں، ان کے بچوں کے پھر ان پر ہاتھ اٹھنے لگتے ہیں۔ اس لئے روزمرہ کے حسنِ سلوک اور ادب کی طرف غیر معمولی توجہ دینے کی ضرورت ہے اور یہ بھی گھروں میں اگر بچپن ہی میں تربیت دی جائے تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت ہی آسانی کے ساتھ یہ کام ہو سکتے ہیں۔ لیکن جب یہ اخلاق زندگی کا جزو بن چکے ہوں، جب ایسے بچے بڑے ہو جائیں تو پھر آپ دیکھیں گے کہ اسکول میں جائیں تو کلاس میں یہ بچے بدتمیزی کے مظاہرے کرتے، شور ڈالتے، ایک دوسرے کو تکلیفیں پہنچاتے اور اساتذہ کے لئے ہمیشہ سردردی بنے رہتے ہیں۔ یہی بچے جب اطفال الاحمدیہ کے سپرد ہوں یا لجنات کے سپرد بچیوں کے طور پر ہوں تو وہاں ایک مصیبت کھڑی کر دیتے ہیں، ان بچوں کی تربیت کرنا بڑا مشکل کام ہے اور ہم نے جو تربیت کے بڑے بڑے کام کرنے ہیں وہ ہو ہی نہیں سکتے اگر ابتدائی طور پر یہ مادہ تیار نہ ہو۔ مادہ تیار ہو تو پھر اس کے اوپر جتنا کام آپ کرنا چاہیں، جتنا اس کو سجانا چاہیں اتنا اس کو سجا سکتے ہیں۔ لیکن وہ مٹی ہی نرم نہ ہو اور اس کے اندر ڈھلنے کی طاقت نہ ہو تو پھر کیسا بڑا صناع ہی کیوں نہ ہو وہ اس مٹی کو خوبصورت

شکلوں میں تبدیل نہیں کر سکتا۔ پس اس پہلو سے نرم کلامی، ادب واحترام کے ساتھ ایک دوسرے سے سلوک کرنا یہ بہت ہی ضروری ہے۔ بڑے بڑے خطرناک جھگڑے اس صورتِ حال کی طرف توجہ نہ دینے کے نتیجے میں پیدا ہوتے ہیں اور چونکہ مجھ تک ساری دنیا سے مختلف نزاع کبھی بالواسطہ کبھی بلاواسطہ پہنچتے رہتے ہیں اس لئے میں نے محسوس کیا ہے کہ جب تک بچپن سے اپنی اولاد کو زبان کا ادب نہیں سکھاتے اس وقت تک آئندہ بڑے ہو کر قوم میں ان کے کردار کی کوئی ضمانت نہیں دے سکتے۔ اور ان کی بدخلقیاں بعض نہایت ہی خطرناک فساد پیدا کر سکتی ہیں جن کے نتیجے میں دکھ پھیل سکتے ہیں، جماعتیں بٹ سکتی ہیں، منافقتیں پیدا ہو سکتی ہیں۔ سلسلے سے انحراف کے واقعات ہو سکتے ہیں کیونکہ یہی چھوٹی چھوٹی باتیں جن کو لوگ معمولی سمجھتے ہیں لیکن جن کے اوپر آئندہ قوموں کی تعمیر ہوتی ہے اور اس کے نتیجے میں بہت بڑے بڑے واقعات رونما ہو جاتے ہیں۔

وسعت حوصلہ :

تیسری چیز وسعت حوصلہ ہے، بچپن ہی سے اپنی اولاد کو یہ سکھانا چاہیئے کہ اگر تمہیں کسی نے تھوڑی سی کوئی بات کہی ہے یا تمہارا کچھ نقصان ہو گیا ہے تو گھبرانے کی ضرورت نہیں، اپنا حوصلہ بلند رکھو، اور حوصلے کی یہ تعلیم بھی زبان سے نہیں بلکہ اس سے بڑھ کر اپنے عمل سے دی جاتی ہے، بعض بچوں سے نقصان ہو جاتے ہیں، گھر کا کوئی برتن ٹوٹ گیا، سیاہی کی دوات گر گئی، کھانا کھاتے ہوئے پانی کا گلاس الٹ گیا اور ان چھوٹی چھوٹی باتوں پر میں نے دیکھا ہے کہ بعض ماں باپ برافروختہ ہو کر بچوں کے اوپر برس پڑتے ہیں، ان کو گالیاں دینے لگ جاتے ہیں۔ چپیڑیں مارتے ہیں اور کئی طرح کی سزائیں دیتے ہیں اور صرف یہی نہیں بلکہ جن قوموں میں یا جن ملکوں میں ابھی تک ان کا ایک طبقہ یہ توفیق رکھتا ہے کہ وہ نوکر رکھے، وہاں نوکروں کے ساتھ تو اس سے بھی بہت بڑھ کے بدسلوکیاں ہوتی ہیں، تو ان جگہوں میں جہاں نوکروں سے بدسلوکیاں ہو رہی ہوں، ان گھروں میں جہاں بچوں سے بدسلوکیاں ہو رہی ہوں وہاں آئندہ قوم میں بڑا حوصلہ پیدا نہیں ہو سکتا۔ (حضرت مصلح موعود جب بچے تھے) حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک بہت ہی قیمتی مقالہ جو آپؑ نے تحریر فرمایا تھا اور اس کو طباعت کے لئے تیار فرمایا تھا، وہ آپ نے کھیل کھیل میں جلا دیا اور سارا گھر ڈرا بیٹھا تھا کہ اب پتہ نہیں کیا ہوگا اور کیسی سزا ملے گی۔ (لیکن) جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم ہوا تو آپ نے فرمایا کوئی بات نہیں، خدا اور توفیق دے دے گا۔ حوصلہ اپنے عمل سے پیدا کیا جاتا ہے اور وہ ماں باپ جن کے دل میں حوصلے نہ ہوں وہ اپنے بچوں میں حوصلے نہیں پیدا کر سکتے اور نرم گفتاری کا بھی حوصلے سے بڑا گہرا تعلق ہے چھوٹے حوصلے ہمیشہ بدتمیز زبان پیدا کرتے ہیں بڑے حوصلوں میں زبان میں بھی تحمل پیدا ہوتا ہے اور زبان کا معیار بھی بلند ہوتا ہے، پس محض زبان میں نرمی پیدا کرنا کافی نہیں جب تک حوصلہ بلند نہ کیا جائے اور وسیع حوصلگی جماعت کے لئے آئندہ بہت ہی کام آنے والی چیز ہے۔ جس کے غیر معمولی فوائد ہمیں اندرونی طور پر اور بیرونی طور پر بھی نصیب ہو سکتے ہیں۔ لیکن وسیع حوصلگی کا یہ مطلب نہیں کہ ہر نقصان کو برداشت کیا جائے اور نقصان کی پرواہ نہ کی جائے۔ یہ ایک فرق ہے جو میں کھول کر آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ اس کو سمجھ کر ان دونوں باتوں میں توازن کرنا پڑے گا۔

نقصان ایک بری چیز ہے۔ اگر نقصان کا رجحان بچوں میں پیدا ہو تو ان کو سمجھانا اور عقل دینا اور یہ بات ان کے ذہن نشین کرنا بہت ضروری ہے کہ خدا تعالیٰ نے جو چیزیں پیدا فرمائی ہیں وہ ہمارے فائدہ کیلئے ہیں اور ہمیں چاہیئے کہ چھوٹی سے چھوٹی چیز کا بھی نقصان نہ ہو۔ وضو کرتے وقت پانی کا نقصان بھی نہیں ہونا چاہیئے۔ برتن دھوتے وقت پانی کا نقصان نہیں ہونا چاہیئے، کپڑے دھوتے وقت پانی کا نقصان نہیں ہونا چاہیئے صرف ایک پانی ہی کو لے لیں تو آپ دیکھیں گے کہ ہماری قوم میں اور بعض ترقی یافتہ قوموں میں بھی نقصان کا کتنا رجحان ہے، میں نے دیکھا ہے بعض لوگ ٹوٹیاں کھول کر کھڑے ہو جاتے ہیں، ان کو کوئی پرواہ نہیں ہوتی کہ گرم پانی یا ٹھنڈا پانی جیسا بھی ہے وہ اکثر ضائع ہو رہا ہے اور بہت تھوڑا ان کے کام آ رہا ہے، حالانکہ پانی خدا تعالیٰ کی ایک ایسی نعمت ہے جس کی قدر کرنا ضروری ہے اور قطع نظر اس سے کہ اس سے آپ کا مالی نقصان کیا ہوتا ہے یا قوم کا مجموعی نقصان کیا ہوتا ہے، یہ بات ناشکری میں داخل ہے کہ کسی نعمت کی بے قدری کی جائے، تو حوصلے سے مراد ہرگز یہ نہیں کہ نقصان کی پرواہ نہ کرنے کی عادت ڈالی جائے۔ یہ دو باتیں پہلو بہ پہلو چلنی چاہئیں۔ حوصلے سے مراد یہ ہے کہ اگر اتفاقاً کسی سے کوئی نقصان پہنچتا ہے تو اس پر برداشت کیا جائے اور اسے کہا جائے کہ اس قسم کی باتیں ہوتی رہتی ہیں، اور جن کے حوصلے بلند ہوں وہ پھر بڑے ہو کر بڑے نقصان برداشت کرنے کے بھی زیادہ اہل ہو جاتے ہیں۔ بعض دفعہ آفات سماوی پڑتی ہیں اور دیکھتے دیکھتے انسان کی فصلیں تباہ ہو جاتی ہیں، جن کو چھوٹی چھوٹی باتوں کا حوصلہ نہ ہو وہ ایسے موقعوں کے اوپر پھر خدا سے بھی بدتمیز ہو جاتے ہیں اور بے حوصلگی کے ساتھ خودغرضی کا ایک ایسا گہرا رشتہ ہے کہ اس خودغرضی کے نتیجے میں ہر دوسری چیز اپنی تابع دکھائی دینے لگتی ہے، اگر وہ فائدہ پہنچا رہی ہے تو ٹھیک ہے ذرا سا بھی نقصان کسی سے پہنچے تو انسان حوصلہ چھوڑ بیٹھتا ہے اور جب

بندوں سے بے حوصلگی شروع ہو تو بالآخر انسان خدا سے بھی بے حوصلہ ہو جاتا ہے، اسی لیئے حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ہمیں یہ گُر سمجھایا کہ ... کہ جو بندے کا شکر ادا کرنا نہ سیکھے وہ خدا کا کہاں کرسکتا ہے۔ جو بندے کا نہیں کرتا وہ خدا کا بھی نہیں کرتا۔ یہ جو گہرا فلسفہ ہے یہ ہم روزمرہ کی زندگی میں دیکھتے ہیں۔ حوصلے پر بھی اسی بات کا اطلاق ہوتا ہے، اسی لیئے میں نے کہا تھا کہ یہ معمولی بات نہیں۔ بڑے ہو کر اس کے بہت بڑے بڑے نتائج پیدا ہو سکتے ہیں۔ وہ نقصان جس میں انسان بے اختیار ہو اسی پر صبر کا نام حوصلہ ہے، نقصان کی طرف طبیعت کا میلان ہونا یہ حوصلہ نہیں ہے، یہ بے وقوفی ہے، جہالت ہے اور بعض صورتوں میں یہ خود ناشکری بن جاتا ہے اس لیئے بچوں کو جب حوصلہ سکھاتے ہیں تو چیزوں کی قدر کرنا بھی سکھائیں۔ جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے یہاں انگلستان میں بھی میں نے دیکھا ہے کہ پانی کا نقصان اور گرمی کا نقصان۔ یہ دو چیزیں ایسی ہیں جو قوم میں عام پائی جاتی ہیں، کوئی پرواہ نہیں ہوتی۔ ہمارے خود پاکستان سے یہاں آکر جو بسنے والے ہیں، بے ضرورت ہیٹر جلاتے ہیں۔ بے ضرورت آگ جلتی رہتی ہے، اس کے اوپر پتیلی ہو یا نہ ہو، عورتیں پرواہ نہیں کرتیں بے ضرورت پانی بہتے رہتے ہیں، اس سے بہت کم ہیں انسان اپنی ضرورت کو پوری کر سکتا ہے اور قومی طور پر جو فائدہ ہے وہ تو ہے لیکن بنیادی طور پر ہر انسان کو ان باتوں کی طرف توجہ دینے کے نتیجے میں اپنی اخلاقی تعمیر میں مدد ملتی ہے اور اس سے بچوں کی تربیت میں بہت فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ بجلیوں کو دیکھ لیجیئے۔ میں نے دیکھا ہے کہ گھروں میں لوگ بے وجہ بجلیاں جلتی چھوڑ جاتے ہیں۔ ریڈیو آن کیا ہے یا ٹیلی وژن آن ہیں۔ کئی دفعہ میں اپنے گھر میں اپنے بچوں سے کہا کرتا ہوں کہ ہمارے گھر جن ہیں کیونکہ میں کمرے میں گیا وہاں بجلی جل رہی تھی اور ٹیلی وژن چلا ہوا تھا۔ معلوم ہوتا ہے کوئی ایسی غیر مرئی مخلوق ہے جو آکر یہ کام کر جاتی ہے، انسانوں کو تو زیب نہیں دیتا کہ اس طرح بے وجہ خدا کی ان نعمتوں کو ضائع کریں تو بارہا یہ دیکھا ہے۔ تربیت کرنی پڑتی ہے لیکن صبر کے ساتھ۔ بدتمیزی کے ساتھ نہیں اور یہ جو دو باتیں ہیں یہ اکٹھی چلیں گی۔ یعنی حوصلے کی تعلیم اور نقصان سے بچنے کا رجحان کسی قسم کا قومی نقصان نہ ہو، اس کے نتیجے میں اندرونی طور پر بھی آپ کی ذات کو آپ کے خاندان کو فوائد پہنچیں گے اور بڑے ہو کر تو اس کے بہت ہی عظیم الشان نتائج نکلتے ہیں، وہ لوگ جن کو چھوٹے چھوٹے نقصانوں کی پرواہ نہیں ہوتی جب وہ تجارتیں کرتے ہیں تو اپنی طرف سے وہ حوصلہ دکھا رہے ہوتے ہیں کہ اچھا یہ ہو گیا، کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اچھا وہ نقصان ہو گیا کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ہم اور آگے کمالیں گے۔ یہ جہالت کی باتیں ہیں۔ اچھے تاجر وہی ہوتے ہیں جو چھوٹے سے چھوٹا نقصان بھی برداشت نہ کریں اور حوصلے کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ اپنے نقصان کو آنکھوں کے سامنے ہوتا دیکھیں اور روکنے کی کوشش نہ کریں۔ ....

تیسری دنیا کے ملکوں میں تو غریب اور امیر ساتھ ساتھ رہتے ہیں۔ ہر روز ان کی گلیوں، ان کے بازاروں میں غربت تکلیف اٹھاتی ہوئی دکھائی دیتی ہے اور محسوس ہوتی ہے۔ وہاں تو نہ صرف یہ کام بہت آسان ہے کہ عملاً بچوں کو بچپن ہی سے لوگوں کی تکلیفیں دور کرنے کی عادت ڈالی جائے بلکہ مشکل بھی ہے کہ تکلیفیں اتنی ہیں کہ انسان کے حد استطاعت سے بہت بڑھی ہوئی دکھائی دیتی ہیں۔ ایسے ہی ملکوں کے متعلق غالباً ایسے ہی ماحول میں غالبؔ نے یہ کہا تھا کہ ؎

کون ہے جو نہیں ہے حاجت مند
کس کی حاجت روا کرے کوئی!

لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ چونکہ حاجتیں پوری کرنا ہمارے بس سے بڑھ گیا ہے، اس لیئے ہم حاجت پوری کرنا چھوڑ دیں بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ کس کس کی کرے۔ دل یہ چاہتا ہے کہ ہر ایک کی کرے۔ پس جس کسی کی بھی جتنی حاجت بھی آپ دور کر سکتے ہیں خود بھی کریں اور بچوں سے کروائیں۔ اور بچپن میں اگر اس کی عادت پڑ جائے تو اس کے نتیجے میں بچہ جو لذت محسوس کرتا ہے وہ اس نیکی کو دوام بخشتی ہے اور پھر بڑے ہو کر خدام الاحمدیہ میں جا کر یا لجنہ کی بڑی عمر کو پہنچ کر پھر ان تنظیموں کو ان میں محنت نہیں کرنی پڑے گی اور نئے بنائے با اخلاق افرادِ قوم میسر آئیں گے جو پھر بڑے بڑے کام کرنے کیلئے اپنے آپ کو مستعد اور تیار پائیں گے۔

مضبوط عزم اور ہمّت کی ضرورت :

آخر پر پانچویں بات جو میں نے آج کے خطاب کیلئے چنی ہے وہ مضبوط عزم اور ہمت ہے۔ مضبوط عزم اور ہمت اور نرم دلی اکٹھے رہ سکتے ہیں، اگر یہ نہ ہوں تو ایسا انسان کمزور تر ہوگا، با اخلاق نہیں ہوگا۔ نرم دلی جب آپ پیدا کرتے ہیں تو اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ ایسا نرم دل انسان اور ایسا نرم خو انسان مشکلات کے وقت گھبرا جائے اور مصائب کا سامنا کرنے کی طاقت نہ پائے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، صدیق اکبرؓ اس لحاظ سے ہمیشہ ہمیش کے لیئے تاریخ میں ایک کامل نمونہ کے طور پر پیش کیئے جا سکتے ہیں۔ یہ نمونہ اگرچہ حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی سے حاصل کیا مگر آپ کی زندگی میں ایک ایسا مقام آیا جہاں اسی خلق نے نمایاں ہو کر ایک عظیم الشان کردار ادا کیا

ہے کہ جس کے نتیجے میں ہمیشہ کے لیئے ہم آپ کی مثال دنیا کے سامنے رکھ سکتے ہیں۔ بے حد نرم خو اور نرم دل ہونے کے باوجود جب اسلام پر آپ کی خلافت کے پہلے دن ہی مصیبت کا دور پڑا ہے، عظیم مصیبت واقع ہوئی ہے اور مشکلات کا دور شروع ہوا ہے تو وہ شخص جو دنیا کی نظر میں اتنا نرم دل تھا، اتنا نرم خو تھا کہ معمولی سی تکلیف کی بات سے ہی اس کے آنسو رواں ہو جایا کرتے تھے، کسی کی چھوٹی سی تکلیف بھی وہ برداشت نہیں کر سکتا تھا، اتنے حیرت انگیز عزم کے ساتھ ان مشکلات کے مقابل پر کھڑا ہو گیا ہے کہ جیسے سیلاب کے سامنے کوئی عظیم الشان چٹان کھڑی ہو جاتی ہے ایک ذرّہ بھی اس کے سرکنے کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔ اسی طرح حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس وقت اپنے نرم دل سے عظمت کا ایک پہاڑ نکلتا ہوا دنیا کو دکھایا۔ پس نرم دلی کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ انسان مشکلات کے وقت کمزور ہو یا بڑھتی ہوئی مشکلات کے سامنے ہمت ہار جائے، بچپن سے یہ خلق پیدا کرنا چاہیئے کہ ہم نے شکست نہیں کھانی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق یہ جو فقرہ ہے یہ ایک عظیم الشان فقرہ ہے جو آپ کے اس عظیم خلق پر روشنی ڈالتا ہے کہ

"میری سرشت میں ناکامی کا خمیر نہیں"

بہت ہی بلند تعلیم ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عظیم خلق پر روشنی ڈالنے والا یہ ایک بہت ہی پیارا فقرہ ہے کہ میری سرشت میں ناکامی کا خمیر نہیں ہے، پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وابستہ ہونے والوں کی سرشت میں بھی ناکامی کا خمیر نہیں ہونا چاہیئے اور یہ عزم اور ہمت بچپن ہی سے پیدا کیئے جائیں تو پیدا ہوتے ہیں۔ وہ لوگ جو چھوٹی چھوٹی باتوں پر ہمتیں ہار جاتے ہیں امتحان میں فیل ہو جائیں تو زندگی سے بیزار ہو جاتے ہیں۔ زندگی کی کوئی مراد پوری نہ ہو تو ان کا سارا فلسفۂ حیات ایک زلزلے میں مبتلا ہو جاتا ہے، وہ سوچتے ہیں پتہ نہیں خدا بھی ہے یا نہیں۔ ان کی چھوٹی سی کائنات تنکوں کی بنی ہوئی ہوتی ہے اور معمولی سا زلزلہ بھی ان کی خاک اڑا دیتا ہے۔ اس لیئے وہ قومیں جنہوں نے دنیا میں بہت بڑے بڑے کام کرنے ہیں، عظیم الشان مقاصد کو حاصل کرنا ہے اور عظیم الشان ذمہ داریوں کو ادا کرنا ہے، جن کا مشکلات کا دور چند سالوں سے تعلق نہیں رکھتا بلکہ صدیوں تک پھیلا ہوا ہے، ہر مشکل کو انہوں نے سر کرنا ہے، ہر مصیبت کا مردانگی کے ساتھ مقابلہ کرنا ہے، ہر زور آور دشمن سے ٹکر لینی ہے اور اس کو ناکام اور نامراد کر کے دکھانا ہے، ایسی قوموں کی اولادیں اگر بچپن ہی سے عزم کی تعلیم نہ پائیں تو آئندہ نسلیں پھر اس عظیم الشان کام کو سرانجام نہیں دے سکیں گی۔ اس لیئے بہت ہی ضرورت ہے کہ جہاں نرم کلام بچے پیدا کریں، جہاں نرم دل بچے پیدا کریں، جہاں نرم خو اولاد پیدا کریں جو دوسروں کی ادنیٰ سی تکلیف سے بھی بے چین و بے قرار ہو جائے اور ان کے دل کسی دوسرے کے دل کے غم سے پگھلنا شروع ہو جائیں اس کے باوجود اس اولاد کو پہاڑ کا عزم بنا دیں اور بلند ہمتوں کا ایک ایسا عظیم الشان نمونہ بنا دیں کہ جس کے نتیجے میں قومیں اس سے سبق حاصل کریں۔

یہ وہ پانچ بنیادی اخلاق ہیں جو میں سمجھتا ہوں کہ ہماری تنظیموں کو خصوصیت کے ساتھ اپنے تربیتی پروگرام میں پیشِ نظر رکھنے چاہیئں ان پر اگر وہ اپنے سارے منصوبوں کی بناء ڈال دیں اور سب سے زیادہ توجہ ان اخلاق کی طرف کریں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کا فائدہ آئندہ سو سال ہی نہیں بلکہ سینکڑوں سال تک بنی نوع انسان کو پہنچتا رہے گا۔ کیونکہ آج کی جماعت احمدیہ اگر ان پانچ اخلاق پر قائم ہو جائے اور مضبوطی کے ساتھ قائم ہو جائے اور ان کی اولادوں کے متعلق بھی یہ یقین ہو جائے کہ یہی آئندہ انہی اخلاق کی نگران اور محافظ بنی رہیں گی اور ان اخلاق کی روشنی دوسروں تک پھیلاتی رہیں گی اور پہنچاتی رہیں گی تو پھر میں یقین رکھتا ہوں کہ ہم امن کی حالت میں اپنی جان دے سکتے ہیں۔ سکون کے ساتھ اپنی جان جانِ آفریں کے سپرد کر سکتے ہیں اور یقین رکھ سکتے ہیں کہ جو عظیم الشان کام ہمارے سپرد کیئے تھے ہم نے جہاں تک ہمیں توفیق ملی ان کو سرانجام دیا۔

عبادت کے پہلو کی اہمیت

دوسرا پہلو مختصراً عبادت کا پہلو ہے، اس سلسلے میں میں بارہا جماعت کو پہلے بھی متوجہ کر چکا ہوں کہ ابتدائی چیزوں کی طرف بہت ہی توجہ دینے کی ضرورت ہے اور ان میں سب سے ابتدائی اور سب سے اہم نماز ہے۔ ہماری نمازوں میں بھی کئی قسم کے خلاء ہیں، جو بلند تر منازل سے تعلق رکھنے والے خلاء ہیں ان کا میں تفصیل سے ذکر کر چکا ہوں۔ لیکن اب میں آپ کو اس بنیادی کمزوری کی طرف متوجہ کرتا ہوں کہ ہمارے اندر آج کی نسلوں میں بھی بہت سے بچے ایسے ہیں جن کو پانچ وقت نماز پڑھنے کی عادت نہیں ہے، بہت سے بوڑھے ایسے ہیں جن کو پانچ وقت نماز پڑھنے کی عادت نہیں ہے اور یہ بات ہمیں روزمرہ نظر آنی چاہیئے اور ہمیں اس سے بے چین ہو جانا چاہیئے۔ تنظیمیں کیوں اس سے بے چین نہیں ہوتیں۔ تنظیمیں کیوں یہ کمزوری نہیں دیکھتیں اور کیوں خصوصیت کے ساتھ ان باتوں کی طرف متوجہ نہیں ہوتیں۔ صرف نماز پڑھنا کافی

نہیں، نماز ترجمے کے ساتھ پڑھنا بہت ضروری ہے اور نماز کا ترجمہ ہر احمدی کو آنا چاہیئے، خواہ وہ بچہ ہو، جوان ہو یا بوڑھا۔ مرد ہو یا عورت، ہر شخص کیلئے ضروری ہے کہ وہ نماز کا ترجمہ جانتا ہو اور اس حد تک یہ ترجمہ رواں ہو کہ جب وہ نماز پڑھے تو سمجھ کر نماز پڑھے، عبادت کے مضمون میں تو بہت سی وسیع باتیں ہیں۔ بہت سی باتیں ہیں جو اپنے اندر پھر بہت سی منازل رکھتی ہیں لیکن سب سے بنیادی بات یہی ہے کہ ہم اپنی جماعت کو مکمل طور پر نماز پر قائم کر دیں۔ کسی اور نیکی کی اتنی تلقین قرآن کریم میں آپ کو نہیں ملے گی جتنی قیام عبادت کی تلقین ہے۔ قیام صلوٰۃ کی تلقین ہے اور بنی نوع انسان کی ہمدردی کی تلقین بھی ہمیشہ اس کے ساتھ وابستہ کی گئی ہے۔ پس قرآن کریم کی تعلیم کی رُوح یہی ہے کہ ہم اپنی عبادات کو کھڑا کر دیں اور اپنے پاؤں پر مضبوطی کے ساتھ ان کو اس طرح مستحکم کر دیں کہ کوئی ابتلاء کوئی زلزلہ کوئی مشکل ہماری نمازوں کو گرا نہ سکے۔ اس کے لئے پہلا بنیادی قدم یہی ہے کہ ہم میں سے ہر ایک شخص نماز با ترجمہ جانتا ہو، اور نماز پانچ وقت پڑھنے کا عادی ہو اور دوسری چیز اس کے ساتھ ملانے والی یہ ضروری ہے کہ صحیح تلاوت کی عادت ڈالیں۔ ہر شخص جو نماز پڑھتا ہے اس کو یہ عادت پڑ جائے کہ کچھ نہ کچھ تلاوت ضرور کرے۔ یہ بنیاد اگر قائم ہو جائے تو اس کے اوپر پھر عظیم الشان عبادات کی عمارتیں قائم ہو سکتی ہیں۔ منازل نئی سے نئی بن سکتی ہیں، عبادتوں کو نئی رفعتیں حاصل ہو سکتی ہیں مگر یہ بنیاد نہ ہو تو اوپر کی منزلیں بن ہی نہیں سکتیں۔ اس لئے خدام الاحمدیہ انصاراللہ اور لجنات کو اپنے آئندہ کے پروگراموں میں سب سے زیادہ اہمیت اس بات کو دینی چاہیئے کہ ان مجالس کے اندر ایک بھی فرد نہ رہے جو نماز کا ترجمہ نہ جانتا ہو اور پنج وقتہ نماز پر قائم نہ ہو۔ باقی ساری باتیں انشاء اللہ رفتہ رفتہ سکھائی جائیں گی۔

ذیلی تنظیموں کے لئے ہدایات : میرا پروگرام یہ ہے کہ تمام مجالس پر اس پہلو سے نظر رکھوں اور ان کی رپورٹوں کو سردست مختصر بنا دوں، ان سے یہ توقع رکھوں کہ آپ لمبی تفصیلی رپورٹیں مجھے نہ کریں جن سے میں خود براہ راست گزر نہ سکوں بلکہ مجھ تک آپ جو کام پہنچانا چاہتے ہیں وہ مختصر کر دیں اور بجائے اس کے کہ یہ بتائیں کہ آپ نے کتنے پیڑ لگائے اور کتنی محنتیں کیں اور کس طرح ان پودوں کو تناور درختوں میں تبدیل کیا مجھے صرف یہ بتا دیا کریں کہ پھل کتنے لگے۔ پیڑوں سے مجھے غرض نہیں ہے تو پھلوں کے لحاظ سے ان پانچ عادات کے متعلق رپورٹ مل جائے کہ آپ نے کتنے احمدیوں میں یہ عادت راسخ کرنے میں کام کیا ہے؟ کتنے لوگوں نے، بچوں نے، بڑوں نے، مردوں اور عورتوں نے عہد کیا ہے کہ وہ آئندہ جھوٹ نہیں بولیں گے اور اس کے سلسلے میں آپ نے کیا کارروائیاں کی ہیں؟ سردست صرف یہ بتائیں یعنی نظر رکھنے کیلئے کیا کارروائیاں کی ہیں؟ عادتوں کو مزید راسخ کرنے کیلئے کیا کارروائیاں کی ہیں؟ اتنا حصہ بے شک مزید بھی بتا دیں جو پھلوں کی حفاظت سے تعلق رکھنے والا حصہ ہے، پھل پیدا کریں۔ ان کی حفاظت کا انتظام کریں اور وہ حفاظت کی جو کارروائیاں ہیں وہ اپنی رپورٹ میں بے شک مختصراً لکھ دیا کریں دوسرا پہلو یہ ہے کہ یہ پتہ لگ جایا کرے کہ عرصہ زیر رپورٹ میں کتنے ایسے احمدی بچے، بڑے تھے جو نماز پنجوقتہ نہیں پڑھتے تھے جن کو آپ نے نماز پنجوقتہ کی عادت ڈالی ہے یا کوئی نماز نہیں پڑھتے تھے اور آپ نے ایک یا دو نمازوں کی عادت ڈالی ہے۔ صرف یہ تعداد کافی ہے اگلی رپورٹ میں ان کا ذکر نہ ہو بلکہ مزید جو آپ نے اسمیں سے شامل کئے ہوئے ہیں ان کا ذکر ہو یا اگر دو پڑھتے تھے اور تین پڑھنے لگ گئے تو ان کا ذکر ہو سکتا ہے، اور اسی طرح یہ ذکر ہو کہ کتنے ایسے احمدی تھے جن کو نماز کا ترجمہ نہیں آتا تھا اور ان کو آپ نے کسی حد تک ترجمہ پڑھایا ہے، اس کے بھی مختلف مراحل ہیں۔ کسی کو ترجمہ شروع کروا دیا گیا ہے، کسی کا ترجمہ مکمل ہو گیا ہے تو دو حصوں میں بیان کیا جا سکتا ہے کہ اتنے ترجمہ پڑھ رہے ہیں اور اتنے ایسے خوش نصیب ہیں جو اگرچہ پہلے ترجمہ نہیں جانتے تھے اور اب ہم یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ ان کو ترجمہ آگیا ہے، تو یہ چھوٹے چھوٹے کام ہیں ان کی طرف ساری مجالس اپنی ساری توجہ مبذول کر دیں۔ ان کے علاوہ جو دوسرے کام ہیں سردست وہ جاری تو رہیں گے مگر ان کو مقابلتہً ثانوی حیثیت دیں۔ اس سے میں امید رکھتا ہوں کہ انشاء اللہ جماعت کی عظیم الشان تعمیر کی ایسی بنیادیں قائم ہو جائیں گی جو اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ تمام دنیا میں اسلام کی عمارت کو مستحکم اور بلند تر کرنے میں عظیم الشان کارنامے سرانجام دیں گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے ⁂

(الفضل ۱۱ دسمبر ۱۹۸۹ء)

احمدیت کی دوسری صدی کا آغاز

"اس صدی کے آغاز کے ساتھ ہی خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے ہمارے لئے سعی و جزاء کے سابقہ پیمانے بدلا دیئے ہیں اور ہماری ادنیٰ کوششوں کو اپنی بے پایاں برکتوں سے غیر معمولی طور پر مثمر بثمرات حسنہ فرمایا ہے"

(ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

قسط نمبر (۵)

مکرم شیخ عبدالہادی صاحب

(سابق کنسلٹنٹ انجنیئر۔ الجزائر)

حیاتِ طیّبہ

سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام

نوٹ : "حیاۃ طیّبہ" محترم شیخ عبدالقادر صاحب رضؓ (سابق سوداگرمل) مربّی جماعت احمدیہ کی تصنیف ہے بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود ومہدی معہود علیہ السلام کے حالات و سوانح پر یہ ایک مبسوط تالیف ہے، اس تالیف کا خلاصہ قسط وار احباب جماعت کی خدمت میں پیش کیا جارہا ہے تاکہ ہم اندازہ کرسکیں کہ جس شخص کے سپرد آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی پیش گوئیوں کے ماتحت اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا عظیم الشّان کام کیا گیا ہے وہ کس درجہ اور کس معرفت کا انسان ہے۔

براہینِ احمدیّہ کی تصنیف کا پس منظر

براہین احمدیہ کی تصنیف کا پس منظر پیش کرنے کیلئے اس زمانہ کی تین قابلِ ذکر مذہبی تحریکات کا مطالعہ ضروری ہے۔ عیسائی تحریکات کا تو گذشتہ اقساط میں ذکر ہوچکا ہے، اس کے علاوہ ہندوستان میں آریہ سماج اور برہمو سماج کی دو مشہور تحریکات اور بھی پیدا ہوچکی تھیں اور ان تینوں تحریکات کا مقصد اسلام پر مسلسل حملے کرکے مسلمانوں کو مذہبی طور پر ختم کرنا تھا۔

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ ۱۸۵۷ء کا غدر ہندوؤں کی طرف سے مسلمانوں کو آلۂ کار بنا کر انگریزی حکومت کے خلاف بپا کیا گیا تھا (تاریخ عروج عہد سلطنت انگلشیہ ہند صفحہ ۶۶)۔ چنانچہ انگریز تو مسلمانوں سے پہلے ہی بدظن تھے، ہندوؤں نے بھی اس موقعہ سے فائدہ اٹھایا اور اپنی تحریک "آریہ سماج" کے ذریعہ یہ پروگرام تجویز کیا کہ اسلام اور بانیٔ اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام پر دلآزار حملے کرکے مسلمانوں کے خلاف منافرت کی فضا قائم کی جائے۔ اسلام کے خلاف دوسری زبردست تحریک "برہمو سماج" کی تھی۔ آریہ سماجی ویدوں کے بعد کسی الہام الٰہی کے قائل نہ تھے اور برہمو سماج والے تو سرے سے ہی الہام کے منکر تھے اور نجات کے حصول کے لئے صرف عقل کو ہی کافی سمجھتے تھے۔ ان تحریکات سے نہ صرف یہ کہ ہندو اور سکھ بہت بڑی تعداد میں متاثر ہوئے بلکہ مسلمانوں کی کافی تعداد بھی گمراہ ہونے لگی مسلمانوں کا ایک طبقہ مغربی فلسفہ اور یورپ کی مادی ترقیات کے زیرِ اثر الہام الٰہی سے انکار کی طرف مائل ہورہا تھا۔ علمائے اسلام ذرا ذرا سی باتوں پر ایک دوسرے پر کفر کے فتوے لگانے میں مصروف تھے اور اسلام نہایت بے بسی اور بے کسی کی حالت میں تھا۔ حضرت اقدسؑ نے جلد ہی پرزور دلائل سے بھرپور مضامین کے ذریعہ ان تحریکات کے باطل عقائد کی تردید اور ان کے لیڈروں کو مقابلہ کے لئے بار بار للکارنا شروع کردیا۔ چنانچہ پنڈت دیانند صاحب بانی آریہ سماج نے اپنی خفت کو مٹانے کے لئے حضرت اقدسؑ کو بھی مباحثہ کا چیلنج دیا جسے آپ نے فوراً منظور فرمالیا۔ لیکن پنڈت جی پھر خود ہی مباحثہ سے فرار اختیار کرگئے۔ اس مقابلہ سے فرار کی ایک مصنوعی وجہ بیان کرتے ہوئے ایک آریہ سماجی مہاشہ لکھتے ہیں " آریہ سماج کے اندرونی اختلافات کی وجہ سے مرزا غلام احمد قادیانی کو موقعہ مل گیا۔ اس نے آریہ سماج کے خلاف "سفیرِ ہند" امرتسر میں مضامین کا ایک لمبا سلسلہ شروع کیا اور اس میں سوامی دیانند جی مہاراج کو بھی چیلنج دیا۔ چونکہ سوامی دیانند جی ان دنوں راجپوتان کا دورہ کر رہے تھے اس لئے انہوں نے بختاور سنگھ اور منشی اندرمن مراد آبادی سے کہا کہ وہ ان کا چیلنج قبول کرلیں لیکن افسوس ہے کہ انہی ایام میں بعض وجوہ کی بناء پر سوامی جی نے اندرمن مراد آبادی کو آریہ سماج سے نکال دیا، اس لئے مناظرہ نہ ہوسکا۔ (حضرت) مرزا غلام احمد (صاحب) نے اس درگھٹنا سے پورا پورا فائدہ اٹھایا اور آریوں کے خلاف ایسا زہریلا لٹریچر لکھا کہ جس میں مسلمانوں کے دلوں میں آریہ دھرم کے متعلق نفرت پیدا کردی"۔

(کتاب آریہ سماج اور پرچار کے سادھنا، صہ۱۲ مؤلفہ پنڈت دیودت)

اسی طرح حضرت اقدس ؑ کا دلائل کے میدان میں' برہمو سماج کی تحریک پر حملہ بھی بہت کامیاب ثابت ہوا۔ چنانچہ ایک برہمو سماجی لیڈر لکھتے ہیں :

"راجہ رام موہن رائے کی زبردست شخصیت نے انگلستان اور امریکہ میں برہمو سماج کو یونیٹرین چرچ کی شکل میں قائم کیا لیکن افسوس ہے کہ بھارت کے مسلمانوں پر قادیانی سمپر وائے (فرقہ) کی وجہ سے بہت برا بھاد پڑا اور مسلمانوں میں سے شردھالو جو برہمو سماج کے نیموں کی وجہ سے بھاوت ہو چکے تھے پیچھے ہٹ گئے"۔ (ہندوتو صہ ۹۸۲۔ مصنفہ رام داس گوڑ)

براہین احمدیہ کی تصنیف اور اشاعت ۱۸۸۰ء

حضرت اقدس علیہ السلام کے دلائل سے بھرپور مضامین کی اشاعت سے مندرجہ بالا اسلام دشمن تحریکات کے اسلام پر حملے نہ صرف بہت کم ہو گئے بلکہ یہ تحریکات خود اپنے دفاع پر مجبور ہو گئیں۔ مگر قادیان کی گمنام بستی سے اٹھنے والے اس خدائی پہلوان نے صرف ان مضامین کی اشاعت پر اکتفا نہ کیا بلکہ مستقل بنیادوں پر اسلام کے دفاع کی منصوبہ بندی کرنے کیلئے ایک مستقل تصنیف "براہین احمدیہ" کے نام سے شائع کرنا شروع کر دی، آپ نے قرآن مجید اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت" الہام کی ضرورت اور اس کی حقیقت پر مشتمل ایک ایسی عدیم النظیر کتاب تصنیف فرمائی کہ جس سے مندرجہ بالا اسلام دشمن تحریکات کے خطرناک ارادے اور منصوبے خاک میں مل گئے اور مسلمانان ہند کے حوصلے بلند ہو گئے۔ اس کتاب کا پہلا حصہ ۱۸۸۰ء میں شائع ہوا۔ اس حصہ میں آپ نے جملہ مذاہب کے لیڈروں کو چیلنج کرتے ہوئے فرمایا کہ قرآن مجید کی حقیقت اور آنحضرت صلعم کی صداقت کے ثبوت میں جو دلائل ہم نے اپنی الہامی کتاب۔ یعنی قرآن کریم سے نکال کر پیش کئے ہیں اگر کوئی غیر مسلم ان سے نصف یا تیسرا حصہ، یا چوتھا یا پانچواں حصہ ہی اپنے مذہب کے عقائد کی صداقت کے ثبوت میں اپنی الہامی کتاب سے نکال کر دکھا دے یا اگر دلائل پیش کرنے سے عاجز ہو تو ہمارے دلائل کو ہی نمبروار توڑ کر دکھا دے تو میں بلا تامل اپنی دس ہزار روپے کی جائیداد اس کے حوالے کر دوں گا۔ مگر یہ شرط لازمی ہو گی کہ تین مسلمہ ججوں کا ایک بورڈ یہ فیصلہ دے کہ جواب شرائط کے مطابق تحریر کیا گیا ہے۔

اس چیلنج کے جواب میں بعض مخالفین اسلام نے اس کتاب کا رد لکھنے کے پرجوش اعلانات کیے جس پر آپ نے فوراً لکھا کہ :

"سب صاحبوں کو قسم ہے کہ ہمارے مقابلہ پر ذرا توقف نہ کریں۔ افلاطون بن جاویں بیکن کا اوتار دھاریں، ارسطو کی نظر اور فکر لاویں۔ اپنے مصنوعی خداؤں کے آگے استمداد کے لیئے ہاتھ جوڑیں، پھر دیکھیں جو ہمارا خدا غالب آتا ہے یا آپ لوگوں کے الٰہہ باطلہ"

(براہین احمدیہ، حصہ دوم، سرورق صہ ۲، ۳، ۴)

مخالفین اسلام کے پرجوش اعلانات کے باوجود عیسائیوں' آریہ سماجیوں اور برہمو سماجیوں میں سے کسی کو بھی اس کتاب کے جواب میں اپنی طرف سے کوئی کتاب شائع کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ البتہ آریہ سماج پشاور کے ایک شخص پنڈت لیکھرام نامی نے' جو بعد میں آپ کے مقابلہ میں آکر ہمیشہ کے لئے آریہ دھرم کی شکست پر مہر لگا کر اس دنیا سے رخصت ہوا، ایک کتاب" تکذیب براہین احمدیہ" کے نام سے شائع کی۔ اگرچہ یہ کتاب صرف لایعنی باتوں کا مجموعہ تھی مگر اسے بھی بغیر جواب کے نہیں چھوڑا گیا۔ آپ کے نامور مرید حضرت مولانا نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ نے جو بعد میں آپ کے خلیفہ اوّل قرار پائے، "تصدیق براہین احمدیہ" کے نام سے اس کا جواب شائع کیا جو قابل دید ہے، براہین احمدیہ کے پہلے دو حصوں کی اشاعت ۱۸۸۰ء میں' تیسرے حصہ کی ۱۸۸۲ء میں اور چوتھے حصہ کی اشاعت ۱۸۸۴ء میں ہوئی۔ چوتھے حصہ کے آخر میں آپ نے یہ اطلاع شائع فرمائی کہ :

"ابتداء میں جب یہ کتاب تالیف کی گئی تھی اس وقت اس کی کوئی اور صورت تھی۔ پھر بعد اس کے قدرت الٰہیہ کی ناگہانی تجلّی نے اس احقر عباد کو موسیٰ کی طرح ایک ایسے عالم سے خبر دی جس سے پہلے خبر نہ تھی۔ یعنی یہ عاجز بھی حضرت ابن عمران کی طرح اپنے خیالات کی شب تاریک میں سفر کر رہا تھا کہ ایک دفعہ پردۂ غیب سے انی انا ربک کی آواز آئی اور ایسے اسرار ظاہر ہوئے کہ جن تک عقل اور خیال کی رسائی نہ تھی۔ سو اب اس کتاب کا متولّی اور مہتمم ظاہراً و باطناً حضرت رب العالمین ہے"۔

("ہم اور ہماری کتاب" آخری صفحہ براہین احمدیہ حصہ چہارم)

چنانچہ دعویٰ مجددیت اور ماموریت کے بعد الٰہی منشاء کے ماتحت تیئیس سال تک براہین احمدیہ کے اگلے حصہ کی اشاعت معرض التواء میں رہی' آخر ۱۹۰۵ء میں اس کتاب کا پانچواں اور آخری حصہ شائع ہوا جو گو سابقہ مضمون کے تسلسل میں نہیں تھا لیکن اس لمبے عرصہ میں براہین احمدیہ کے پہلے چار حصوں میں درج شدہ پیشگوئیاں جو پوری ہوئی تھیں ان کا ذکر کر کے حضور نے ایک رنگ میں اسے سابقہ حصص سے مربوط بھی کر دیا۔

براہینِ احمدیہ پر ریویو

جیسا کہ اوپر ذکر آچکا ہے' اس بیش قیمت کتاب کی بدولت مسلمانانِ

ہند کے حوصلے بڑھ گئے اور انہوں نے اس کو نعمت غیر مترقبہ سمجھ کر اس کی بہت قدر کی، چنانچہ چند ایک فاضل مسلمانوں کے ریویو کے کچھ اقتباسات درج ذیل ہیں۔

مشہور اہلحدیث لیڈر مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کی رائے

مشہور اہلحدیث لیڈر مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی نے لکھا

"ہماری رائے میں یہ کتاب اس زمانہ میں اور موجودہ حالات کی نظر سے ایسی کتاب ہے کہ جس کی نظیر آج تک اسلام میں تالیف نہیں ہوئی، اور آئندہ کی خبر نہیں۔ لعل اللہ یحدث بعد ذالک امرا۔ اور اس کا مؤلف بھی اسلام کا مالی و جانی و قلمی و لسانی و حالی و قالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے جس کی نظیر پہلے مسلمانوں میں بہت ہی کم پائی گئی ہے۔

ہمارے ان الفاظ کو کوئی ایشائی مبالغہ سمجھے تو ہم کو کم سے کم ایک ایسی کتاب بتا دے جس میں جملہ فرقہ ہائے مخالفین اسلام خصوصاً آریہ و برہم سماج سے اس زور و شور سے مقابلہ پایا جاتا ہو اور دو چار ایسے اشخاص انصار اسلام کی نشاندہی کرے، جنہوں نے اسلام کی نصرت مالی و جانی و قلمی و لسانی کے علاوہ حالی نصرت کا بھی بیڑہ اٹھا لیا ہو اور مخالفین اسلام اور منکرین الہام کے مقابلہ میں مردانہ تحدی کے ساتھ یہ دعویٰ کیا ہو کہ جس کو وجود الہام میں شک ہو وہ ہمارے پاس آکر تجربہ و مشاہدہ کر لے اور اس تجربہ و مشاہدہ کا اقوام غیر کو مزہ بھی چکھا دیا ہو۔"

(اشاعت السنہ جلد ہفتم نمبر ۶۔ صد ۱۶۹۔ ۱۷۰)

صوفی احمد جان صاحب آف لدھیانہ کا ریویو

لدھیانہ کے مشہور و معروف

صوفی حضرت حاجی احمد جان صاحبؒ ایک کامل صوفی تھے، ہزاروں عقیدت مند بیعت کر کے آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہو چکے تھے مگر جب "براہین احمدیہ" آپ کی نظر سے گزری تو ناظرین کتاب کی ترجمانی کرتے ہوئے حضرت اقدسؑ کو مخاطب کر کے آپ نے یہ فرمایا کہ ؎

ہم مریضوں کی ہے تمہیں پہ نظر ؛ تم مسیحا بنو خدا کے لئے

اور اپنا طریق یہ مقرر کیا کہ جب کوئی شخص آپ کے پاس مرید ہونے آتا تو آپ فرماتے "سورج نکل آیا ہے، اب تاروں کی ضرورت نہیں۔ جاؤ حضرت صاحب کی بیعت کرو"۔ (انعامات خداوند کریم مؤلفہ پیر افتخار احمد صاحب)

مشہور ہے کہ آپ نے حضرت اقدسؑ کی خدمت میں بیعت لینے کی درخواست بھی کی مگر حضور نے فرمایا مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے جب تک حکم نہ ہو میں بیعت لینے کے لئے تیار نہیں۔

"براہین احمدیہ" کے بارہ میں حضرت حاجی صاحبؒ فرماتے ہیں"...... یہ کتاب دین اسلام اور نبوت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن شریف کی حقانیت تین سو مضبوط دلائل عقلی و نقلی سے ثابت کرتی ہے اور عیسائی، آریہ نیچریہ ہنود اور برہمو سماج وغیرہ جمیع مذاہب مخالف اسلام کو ازروئے تحقیق رد کرتی ہے...... اس چودھویں صدی کے زمانے میں ہر ایک مذہب و ملت میں ایک طوفان بے تمیزی برپا ہے۔ بقول شخصے ع کافر نئے نئے ہیں مسلمان نئے نئے۔ ایک ایسی کتاب اور ایک ایسے مجدد کی بے شک ضرورت تھی جیسی کہ کتاب براہین احمدیہ۔ اس کے مؤلف جناب مخدومنا مولانا میرزا غلام احمد صاحب دام فیوضہ ہیں، جو ہر طرح سے دعویٰ اسلام کو مخالفین پر ثابت فرمانے کیلئے موجود ہیں...... آگاہ ہو کہ امتحان کا وقت آگیا ہے اور حجت الٰہی قائم ہو چکی ہے اور آفتاب عالمتاب کی طرح بدلائل قطعیہ ایسا ہادی کامل بھیج دیا گیا ہے جو سچوں کو نور بخشے اور ظلمات و ضلالت سے نکالے اور جھوٹوں پر حجت قائم کرے۔"

(منقول از "تاثرات قادیان" صد ۶۴۔ ۶۸۔ مرتبہ ملک فضل حسین صاحب)

مولوی محمد شریف صاحب بنگلوری کا ریویو

مولانا محمد شریف صاحب مشہور مسلم اخبار

"منشور محمدی" بنگلور کے مدیر تھے۔ آپ نے "جاء الحق و زھق الباطل ان الباطل کان زھوقا" کے عنوان سے لکھا کہ "مدت سے ہماری آرزو تھی کہ علمائے اہل اسلام میں سے کوئی حضرت جن کو خدا نے دین کی تائید اور حمایت کی توفیق دی ہے کوئی کتاب ایسی تصنیف یا تالیف کریں جو زمانہ موجودہ کی حالت کے موافق ہو اور جس میں دلائل عقلیہ اور براہین نقلیہ قرآن کریم کے کلام اللہ ہونے پر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ثبوت نبوت پر قائم ہوں۔ خدا کا شکر ہے کہ یہ آرزو بھی پوری ہوئی۔"

(منشور محمدی۔ بنگلور ۲۵ رجب المرجب ۱۳۰۰ ہجری)

کئی ماہ کے بعد پھر لکھا کہ:۔

"اس کتاب کی زیادہ تعریف کرنی حد امکان سے باہر ہے" اور حقیقت یہ ہے کہ جس تحقیق اور تدقیق سے اس کتاب میں مخالفین اسلام پر حجت اسلام قائم کی گئی ہے وہ کسی تعریف و توصیف کی محتاج نہیں۔ ؏

حاجت مشاطہ نیست روئے دلآرام را۔

مگر اتنا تو کہنے سے ہم بھی نہیں رک سکتے کہ بلاشبہ کتاب لاجواب ہے، اور جس زور و شور سے دلائل حقہ بیان کئے گئے ہیں اور مصنف مدظلہ نے اپنے کشوف و الہامات کو بھی مخالفین اسلام پر ظاہر کر دیا ہے اور اس میں اگر کسی کو شک ہو تو مکاشفات الٰہی اور انوار نا متناہی جو (باقی صد 44)

پیشگوئی مُصلح موعودؓ

کا مصداق

مکرم خالد رشید رانا صاحب ۔ کولون

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے احیائے دینِ اسلام اور قیام شریعت اسلامیہ کے لئے مبعوث فرمایا اور آپ کو حقائق و معارف قرآن مجید سے نوازا، آسمانی و زمینی نشانات سے آپ کی تائید و نصرت فرمائی اور آپ کی دعاؤں کو قبول فرمانے کا شرف و اعجاز بھی عطا فرمایا۔ جنوری ۱۸۸۶ء میں دعویٰ ماموریت سے قبل آپ نے ہوشیار پور میں چلّہ کشی کی اور اسلام کی زندگی اور غلبہ کے لئے بارگاہِ ربّ العزّت میں دعائیں کیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعاؤں کو قبول فرماتے ہوئے ایک اہم بشارت سے نوازا۔ اور آپ نے اس بشارت و پیشگوئی کو بصورت اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو شائع فرمایا، اس بشارت میں ایک موعود فرزند کی پیدائش کی خبر دی گئی کہ

"سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ یہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذرّیت و نسل سے ہوگا...... اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحبِ شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا وہ اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا... علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائیگا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا، اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا، اور قومیں اس سے برکت پائیں گی"۔

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کو اس اشتہار کے بعد یہ الہام بھی ہوا کہ یہ لڑکا نو سال کے اندر اندر ضرور پیدا ہوگا۔ چنانچہ اس بشارت کے مطابق جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے دی تھی ۱۲۔ جنوری ۱۸۸۹ء کو سیّدنا مرزا البشیر الدّین محمودؔ احمد حضرت ام المومنین نصرت جہاں بیگم کے بطن مبارک سے پیدا ہوئے۔ سیدنا محمود المصلح الموعودؓ کے بارہ میں جن صفات کا ذکر کیا گیا تھا وہ آپ کے مبارک وجود میں جلد جلد ظاہر ہونے لگیں۔ آپ نے دینی تعلیم حضرت مولانا نورالدین صاحبؓ خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے حاصل کی اور دنیوی تعلیم میٹرک تک لوکل ہائی اسکول میں۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے آپ کے دل و دماغ کو روشن فرمایا اور آپ علوم ظاہری و باطنی سے پر کیئے گئے۔ جب ایک دفعہ حضرت پیر منظور محمد صاحبؓ نے حضرت مولانا نورالدین صاحبؓ کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے اشتہارات پڑھ کر معلوم ہوگیا ہے کہ پسرِ موعود میاں محمود صاحب ہی ہیں تو آپ نے فرمایا ہمیں تو پہلے ہی سے معلوم ہے، کیا تم نہیں دیکھتے کہ ہم میاں صاحب کے ساتھ کس خاص طرز سے ملا کرتے ہیں اور ان کا ادب بھی کرتے ہیں۔ چھ سال کی عمر میں حضور کی قرآنی تعلیم کی ابتداء ہوئی۔ حافظ احمد اللہ صاحب نے آپ کو قرآن کریم ناظرہ پڑھایا۔ سیّدنا محمودؓ نے نوجوانوں میں تحریر تقریر کا جذبہ پیدا کرنے کیلئے حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی ہی میں یعنی ۱۹۰۰ء میں جب کہ آپ کی عمر صرف بارہ سال کی تھی انجمن تشحیذ الاذہان کی بنیاد رکھی، اور پھر ۱۹۰۶ء میں آپ کی ادارت میں رسالہ تشحیذ الاذہان کا اجراء ہوا۔ یہ رسالہ نوجوانوں کے لیئے علمی مضامین لکھنے کا ایک بہت بڑا محرک ثابت ہوا اور آپ کے علمی مضامین نے خراج تحسین حاصل کی۔

آپ کا ایک تاریخی عہد

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو لاہور میں ہوئی۔ حضرت اقدسؑ کے خاندان کے افراد بھی وہاں ہی تھے۔ آپ نے جن کی عمر

اس وقت ۱۹ سال کی تھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نعش مبارک کے سرہانے کھڑے ہو کر کہا کہ " اے خدا میں تجھ کو حاضر و ناظر جان کر تجھ سے سچے دل سے یہ عہد کرتا ہوں کہ اگر ساری جماعت احمدیت سے پھر جائے تب بھی وہ پیغام جو حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعے تو نے نازل فرمایا ہے میں اس کو دنیا کے کونے کونے میں پھیلاؤں گا۔ (الفضل ۲۱ جون ۱۹۴۴ء)

اخبار الفضل کا اجراء

آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی اجازت سے جون ۱۹۱۳ء میں اخبار "الفضل" کا اجراء فرمایا۔ یہ اخبار آج تک جماعت احمدیہ کا مرکزی روزنامہ چلا آ رہا ہے، اس اخبار کے ابتدائی اخراجات بھی آپ نے خود ہی اٹھائے۔

سفرِ مصر اور حج بیت اللہ

۱۹۱۲ء میں آپ نے حج بیت اللہ کا مبارک سفر اختیار کیا۔ کچھ عرصہ مصر میں رہے بعد ازاں دیار حبیب تشریف لے گئے۔ اور جنوری ۱۹۱۳ء میں حج بیت اللہ سے مشرف ہوئے۔ خانہ کعبہ پر نظر پڑتے ہی آپ نے یہ دعا کی تھی کہ اے اللہ ساری عمر میری دعائیں قبول ہوتی رہیں۔

امامت و خلافت

۱۳ مارچ ۱۹۱۴ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کا وصال ہو گیا تو ۱۴ مارچ ۱۹۱۴ء بروز ہفتہ بعد نماز عصر مسجد نور میں حاضر الوقت احمدیوں کا اجتماع ہوا۔ تقریباً دو ہزار احمدیوں کا مجمع تھا جنہوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اور آپ خلیفۃ المسیح الثانی منتخب ہوئے۔ تخت خلافت پر متمکن ہونے کے بعد جس رنگ میں خدمتِ دین اور اشاعت اسلام کا کام ہوا اور کس طرح اندرونی و بیرونی حملوں کا کامیاب مقابلہ کیا تاریخ احمدیت اس پر شاہد ہے۔ نصف صدی سے زائد عہد خلافت میں اسلام کی شاندار ترقیات نے ثابت کر دیا کہ سیدنا محمود ہی "مصلح موعود" ہیں اور مصلح موعود کی ساری صفات و علامات آپ کی ذات میں پائی جاتی ہیں جنہوں نے اپنے مسیحی نفس اور روح القدس کی برکت سے لاکھوں انسانوں کو روحانی بیماریوں سے پاک و صاف کیا۔ اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتیں اور برکتیں آپ پر ہوں۔ آپ کے کارنامے تو بحرِ بیکراں کی مانند ہیں۔

حضرت مصلح موعود اور علم القرآن

آپ خود تحریر فرماتے ہیں "میں نے کوئی امتحان پاس نہیں کیا ہر دفعہ فیل ہی ہوتا رہا ہوں، مگر میں اب خدا کے فضل سے کہتا ہوں کہ کسی علم کا مدعی آجائے، ایسے علم کا مدعی آجائے جس کا میں نے نام تک نہ سنا ہو اور اپنی باتیں میرے سامنے مقابلے کے طور پر پیش کرے اور میں اسے لاجواب نہ کروں تو جو اُس کا جی چاہے کہے، ضرورت کے وقت ہر علم خدا مجھے سکھاتا ہے اور کوئی شخص نہیں ہے جو مقابلہ میں ٹھہر سکے"۔ (ملائکۃ اللہ صـ ۵۳)

ایک اور جگہ فرماتے ہیں "مجھے ایک دفعہ ایک فرشتہ نے سورۃ فاتحہ کی تفسیر پڑھائی اور اس وقت سے لے کر آج تک سورۃ فاتحہ کے اس قدر مطالب مجھ پر کھلے ہیں کہ ان کی حد ہی کوئی نہیں، اور میرا دعویٰ ہے کہ کسی مذہب و ملت کا آدمی روحانی علوم میں سے جو کچھ اپنی ساری کتاب میں سے نکال سکتا ہے اس سے بڑھ کر مضامین خدا تعالیٰ کے فضل سے میں صرف سورۃ فاتحہ سے نکال سکتا ہوں۔ مدتوں سے میں دنیا کو چیلنج دے رہا ہوں مگر آج تک کسی نے اس چیلنج کو قبول نہیں کیا۔ ہستی باری تعالیٰ کا ثبوت توحید الٰہی کا ثبوت، رسالت اور اس کی ضرورت، دعا، تقدیر، حشر نشر جنت دوزخ۔ ان تمام مضامین پر سورۃ فاتحہ سے ایسی روشنی پڑتی ہے کہ دوسری کتب کے سینکڑوں صفحات بھی اتنی روشنی انسان کو نہیں پہنچا سکتے۔" (احمدیت کا پیغام صـ ۱۱، ۱۲)

قبولیتِ دعا کا نشان

آپ نے ۱۹۴۴ء میں جب مصلح موعود ہونے کا دعویٰ فرمایا تو منجملہ دیگر امور کے آپ نے قبولیت دعا کو پیشگوئی مصلح موعود کا ایک حصّہ قرار دیا۔ اور اس کو اپنی صداقت کا ایک حصہ قرار دیتے ہوئے دنیا بھر کو قبولیت دعا کا چیلنج دیا۔ آپ نے اس ضمن میں تفصیل سے فرمایا "خدا کا سایہ سر پر ہونے کے دوسرے معنی یہ بھی ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کی کثرت سے دعائیں سنے گا۔ یہ علامت بھی اتنی واضح اور بیّن طور پر میرے اندر پائی جاتی ہے کہ اس امر کی ہزاروں نہیں لاکھوں مثالیں مل سکتی ہیں کہ غیر معمولی حالات میں اللہ تعالیٰ نے میری دعائیں سنیں، وذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء پھر یہ ہی نہیں کہ میری دعاؤں کی قبولیت کے صرف احمدی گواہ ہیں، بلکہ خدا تعالیٰ کے فضل سے ہزاروں عیسائی، ہزاروں ہندو اور ہزاروں غیر احمدی بھی اس بات کے گواہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق میری دعاؤں کو شرفِ قبولیت بخشا اور ان کی مشکلات کو دُور کیا۔ اسی معاملہ میں بھی میں نے بار بار چیلنج دیا ہے کہ اگر کسی میں ہمت ہے تو وہ دعاؤں کی قبولیت کے سلسلہ میں ہی میرا مقابلہ کر کے دیکھ لے مگر کوئی مقابل پر نہیں آیا۔ (حضرت اقدس۔ ناقل) بھی اس رنگ میں دنیا کو مقابلہ کا چیلنج

دے چکے ہیں...... یہ چیلنج میری طرف سے بھی ہے' اگر لوگ اس معاملہ میں میری دعاؤں کی قبولیت کو دیکھنا چاہتے ہیں تو وہ بعض سخت مریض قرعہ اندازی کے ذریعے تقسیم کر لیں' اور پھر دیکھیں کہ کون ہے جس کی دعاؤں کو خدا تعالیٰ قبول کرتا ہے' کس کے مریض اچھے ہوتے ہیں اور کس کے مریض اچھے نہیں ہوتے"۔ (الموعود صہ ۱۸۲۔۱۸۴)

آپ کی قرآن دانی کا غیروں کو اعتراف

حضرت مصلح موعودؓ کی خدمات قرآنیہ کے اِن عظیم کارناموں کے پیشِ نظر غیر از جماعت اصحاب کو بھی آپ کی قرآن دانی کا اعتراف ہے۔ مثلاً مولوی ظفر علی خان صاحب ایڈیٹر اخبار "زمیندار" لاہور نے ایک موقع پر بعض مخالفین احمدیت کو مخاطب کر کے ایک تقریر میں کہا:۔ احراریو! کان کھول کر سن لو' تم اور تمہارے لگے بندھے مرزا محمود کا مقابلہ قیامت تک نہیں کر سکتے۔ مرزا محمود کے پاس قرآن کا علم ہے، تمہارے پاس کیا دھرا ہے۔ تم میں ہے کوئی جو قرآن کے سادہ حروف بھی پڑھ سکے، تم نے کبھی خواب میں بھی قرآن نہیں پڑھا۔ تم خود کچھ نہیں جانتے تم لوگوں کو کیا بتاؤ گے۔ مرزا محمود کی مخالفت تمہارے فرشتے بھی نہیں کر سکتے۔ مرزا محمود کے پاس ایک ایسی جماعت ہے جو تن' من' دھن اس کے ایک اشارے پر اس کے پاؤں میں نچھاور کرنے کو تیار ہے۔ تمہارے پاس کیا ہے گالیاں اور بدزبانی...... مرزا محمود کے پاس مبلغ ہیں' مختلف علوم کے ماہر ہیں، دنیا کے ہر ملک میں اس نے جھنڈا گاڑ رکھا ہے۔ میں حق بات کہنے سے باز نہیں رہ سکتا، میں یہ ضرور کہوں گا کہ اگر تم نے مرزا محمود کی مخالفت کرنی ہے تو پہلے قرآن سیکھو۔ مبلغ تیار کرو، عربی مدرسے جاری کرو، غیر ممالک میں ان کے مقابلہ میں تبلیغ اسلام کرو"۔

آپ کا عشقِ رسول

آپ صُلح کے شہزادے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیٹے تھے، خود بھی صلح کے شہزادے تھے اور صلح کے لیئے اپنی ہر چیز قربان کرنے کیلئے تیار تھے۔ مگر عشق رسول اور غیرت دینی کے تقاضوں کے تحت صلح کے لیئے آپ کی ایک کڑی شرط یہ تھی کہ میں سے صاف صاف کہتا ہوں کہ صلح اور آشتی کے لیئے ہم ہر قربانی کے لیئے تیار ہیں' مگر اس کے ساتھ ہی پوری قوت اور زور کے ساتھ اعلان کرتا ہوں کہ جنگل کے درندوں اور سانپوں سے ہم صلح کر سکتے ہیں مگر ہم ان سے کبھی بھی صلح نہیں کر سکتے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتے ہیں"۔ (لیکچر شملہ صہ ۴۰)

ارشادات مصلح موعود رضی اللہ عنہ

۱۔ "میں خدا کے فضلوں پر بھروسہ رکھتے ہوئے کہتا ہوں کہ میرا نام ہمیشہ دنیا میں قائم رہے گا اور گو میں مر جاؤں گا مگر میرا نام کبھی نہیں مٹے گا یہ خدا کا فیصلہ ہے جو آسمان پر ہو چکا' وہ میرے نام اور میرے کام کو دنیا میں قائم رکھے گا"۔ (از خطاب جلسہ سالانہ ربوہ ۲۸ دسمبر ۱۹۶۱ء)

۲۔ "میرے آخری سانس تک خدا تعالیٰ کے فضل سے ہماری جماعت کے لیئے غلبہ اور ترقی اور کامیابی مقدر ہے اور کوئی اس الٰہی تقدیر کو بدلنے میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اِس بات پر خواہ کوئی ناراض ہو، شور مچائے گالیاں دے یا برا بھلا کہے اس سے خدائی فیصلہ میں فرق نہیں پڑتا۔ یہ تقدیر مبرم ہے جس کا خدا آسمان پر فیصلہ کر چکا ہے۔

(خطاب بر موقع جلسہ سالانہ ۱۹۴۵)

حرفِ آخر!

آپ کی پیدائش سے متعلق الٰہی بشارات جماعت میں پیشگوئی مصلح موعود کے نام سے مشہور ہیں اور سبھی جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے حق میں جو کچھ بیان فرمایا تھا وہ لفظ بہ لفظ پورا ہوا۔ اس پیشگوئی میں بیان کردہ ایک ایک علامت روز روشن کی طرح آپ کے وجود باجود میں پوری ہوئی اور ایسے حالات میں پوری ہوئی جبکہ اپنے اور بیگانوں سبھی نے آپ کی مخالفت کے لیئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ آپ اللہ تعالیٰ کا ایک عظیم الشان نشان تھے۔ آپ کی ذات ایک مقناطیسی قوت رکھتی تھی۔ بے شمار روحانی اور جسمانی فیوض و برکات آپ کے ساتھ وابستہ تھے جن سے جماعت برابر باون سال تک فیض یاب ہوتی رہی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اثر و جذب کی ایک غیر معمولی قوت عطا فرمائی تھی۔ جس کی وجہ سے لاکھوں انسان آپ کے ادنیٰ اشارہ پر ہر قسم کی قربانی پیش کرنے کیلئے ہمیشہ تیار رہتے تھے، غیر معمولی تنظیمی' تقریری اور تحریری صلاحیت اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائی تھی' آپ جب خطبہ یا تقریر کے لیئے کھڑے ہوتے (جلسہ سالانہ پر کئی کئی گھنٹے آپ کی تقریر جاری رہتی تھی) تو حاضرین پر چھا جاتے تھے۔ ان پر وجد کی سی کیفیت طاری ہو جاتی تھی اور وہ محسوس کرتے تھے کہ ہم گویا اور ہی عالم میں پہنچ گئے ہیں۔ آپ کی نہایت انمول اور قیمتی تصنیفات اور بالخصوص تفسیر کبیر پر مشتمل قرآن مجید کی معارف و نکات سے پُر تفسیر اسلامی لٹریچر کا ایک بیش بہا سرمایہ ہے۔ افراد جماعت سے اتنی محبت و شفقت کا سلوک فرماتے تھے کہ ہر احمدی آپ پر فِدا تھا۔ اور یہ سمجھتا تھا کہ مجھ سے آپ کا سب سے

زیادہ تعلق ہے۔آپ کی قبولیت دعا اور قوتِ قدسیہ نے ہزاروں بلکہ لاکھوں افراد کے قلوب میں ایک غیر معمولی انقلاب برپا کردیا۔آپ کی سیاسی بصیرت کے دوست دشمن بھی معترف ہیں۔یہی وجہ ہے کہ اشاعت اسلام اور جماعت کی تربیت کی عظیم ذمہ داریوں کے ساتھ ہی آپ نے سیاسی میدان میں کئی مسائل میں ملک کی راہنمائی فرمائی اور کئی الجھنوں کو آپ نے حل کر دکھایا۔آپ کے عہد خلافت میں کئی خطرناک فتنے رونما ہوئے جنہیں دیکھ کر لوگ سمجھتے تھے کہ ان کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا۔مگر آپ نے ہر فتنہ کا بڑی کامیابی کے ساتھ مقابلہ کیا اور اسے ناکام و نامراد کر کے دم لیا اور جماعت کی ایسے رنگ میں راہنمائی فرمائی کہ دوست دشمن سب عش عش کر اٹھے۔

جماعت کے نام آپ کے الوداعی پیغامات

۱۹۵۵ء میں جب حضور بہت بیمار ہو گئے تو حضور نے وصیت کے رنگ میں جماعت سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا "ہر انسان جو پیدا ہوا ہے اس نے مرنا ہے' ان گھڑیوں میں جب میں محسوس کرتا تھا کہ میرا دل ڈوبا کہ ڈوبا مجھے یہ غم نہیں تھا کہ میں اس دنیا کو چھوڑ رہا ہوں۔ مجھے یہ غم تھا کہ میں آپ لوگوں کو چھوڑ رہا ہوں"۔

"اے میرے وفادار آقا! میں تجھے تیری ہی وفاداری کی قسم دیتا ہوں' ان کمزوروں نے اپنی کمزوریوں کے باوجود تجھ سے وفاداری کی۔تو طاقتور ہوتے ہوئے ان سے بے وفائی نہ کیجیو۔یہ بات تیری شان کے شایان نہیں اور تیری پاکیزہ صفات کے مطابق نہیں۔میں ان لوگوں کو تیری امانت میں دیتا ہوں اے سب امینوں کے بڑے امین! اس امانت میں خیانت نہ کیجیو' اور اس امانت کو پوری وفاداری کے ساتھ سنبھال کر رکھیو"۔

"اے میرے عزیزو! تم سے کوتاہیاں بھی صادر ہوئیں' تم سے قصور بھی ہوئے مگر میں نے یہ دیکھا کہ ہمیشہ ہی خدا تعالیٰ کی آواز پر تم نے لبیک کہا۔تم موت کی وادیوں میں سے گزر کر بھی خدا تعالیٰ کی طرف دوڑتے رہے ہو' مجھے یقین ہے کہ خدا تعالیٰ تمہیں اکیلا نہیں چھوڑے گا......' ہمارا خدا سچا خدا ہے، زندہ خدا ہے' وفادار خدا ہے، تم ہمیشہ اس پر توکل رکھو اور اپنی اولاد کو بھی اس پر توکل رکھنے کی تلقین کرو"۔

"میں نے ساری عمر جب بھی اس رنگ میں اخلاص کے ساتھ دعا کی ہے میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ اس دعا کے قبول ہونے میں دیر ہوئی ہو۔اگر تم اسی رنگ میں اپنے رب سے محبت کرو گے اور اس کی طرف جھکو گے تو وہ ہمیشہ تمہاری مدد کیلئے آسمان سے اترتا رہے گا۔ایک دولت میں تمہیں دیتا ہوں، ایسی دولت جو کبھی ختم نہ ہو گی۔ایک علاج میں تمہیں عطا کرتا ہوں' وہ علاج جو کسی بیماری میں خطا نہیں کرے گا۔ایک عصا میں تمہارے حوالے کرتا ہوں، ایسا عصا جو تمہاری عمر کی انتہائی کمزوری میں بھی تمہیں سہارا دے گا اور تمہاری کمر کو سیدھا کرے گا۔خدا کرے کہ میری عدم موجودگی میں تم غم نہ دیکھو۔ہم سب خدا کی گود میں ہوں' اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہمارے پاس کھڑے ہوں"۔ (الفضل ۲۲ مارچ ۱۹۵۵ء)

مصلح موعودؓ کی مختصر سوانح عمری
سنین کے آئینہ میں

۱۔ پیشگوئی مصلح موعود ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء
۲۔ ولادت باسعادت ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء بمطابق ۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۰۶ھ۔ بروز ہفتہ گیارہ بجے شب بمقام قادیان۔
۳۔ عقیقہ، ۱۸ جنوری ۱۸۸۹ء
۴۔ قرآن کریم ختم کرنے پر آمین کی مبارک تقریب' ۷ جون ۱۸۹۷ء
۵۔ تعلیم الاسلام ہائی سکول میں داخلہ ۱۸۹۸ء
۶۔ پہلی شادی (حضرت امّ ناصرؓ کے ساتھ) نکاح ۱۹۰۲ء۔ شادی ۱۹۰۳ء
۷۔ پہلی پبلک تقریر ۱۹۰۶ء
۸۔ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی وفات پر آپکا تاریخی عہد ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء
۹۔ مجلس انصار اللہ کا قیام ۱۹۱۱ء
۱۰۔ اخبار الفضل کا اجراء، جون ۱۹۱۳ء
۱۱۔ خلافت ثانیہ کے بابرکت عہد کا آغاز ۱۴ مارچ ۱۹۱۴ء
۱۲۔ قرآن مجید کے پہلے پارہ کے انگریزی ترجمہ کی اشاعت ۱۹۱۶ء
۱۳۔ منارۃ المسیح کی تکمیل ۱۹۱۶ء
۱۴۔ دنیا کے ۱۸ حکمرانوں کو تبلیغ اسلام ۱۹۱۸ء
۱۵۔ نظارتوں کے نظام کا قیام ۱۹۱۹ء
۱۶۔ لجنہ اماء اللہ کا قیام ۱۹۲۲ء
۱۷۔ پہلا سفر یورپ اور لندن میں مسجد فضل کی بنیاد ۱۹۲۴ء
۱۸۔ احمدی مستورات کے جلسہ سالانہ کا آغاز اور رسالہ مصباح کا اجراء ۱۹۲۶ء
۱۹۔ تحریکِ جدید کا آغاز ۱۹۳۴ء
۲۰۔ مجلس خدام الاحمدیہ اور مجلس اطفال الاحمدیہ کا قیام ۱۹۳۸ء (باقی صفحہ 44)

پیشگوئی مصلح موعودؓ کا پس منظر اس کے الہامی الفاظ اور اُن کا عظیم الشان ظہور

مولانا محمد صدیق امرتسری ایم اے (مرحوم) سابق مبلغ انگلستان و مغربی افریقہ

آیئے کچھ مصلح موعودؓ کی باتیں کریں
اپنے آقا حضرتِ محمودؓ کی باتیں کریں

بستی بستی جب "براہین" کی اشاعت ہو گئی
گھر میں ہر اک دشمنِ حق کے قیامت ہو گئی

ششدر و حیراں ہوئے سب دیکھتے ہی یہ کتاب
جس میں رخشاں تھی صداقت دیں کی مثلِ آفتاب

از رہِ بغض و تعصب آریہ کہنے لگے
معجزہ کوئی نیا "صاحب" ہمیں دکھلایئے

مانگئے آپ اپنے مولا سے کوئی تازہ نشاں
جس سے ہو جائے عیاں ہر اک پہ صدقِ صادقاں

اس پہ اُن کفار پر اتمامِ حجت کے لیئے
اور سعید ارواح کی رشد و ہدایت کے لیئے

حضرتِ مہدیٔ دوراں نے ارادہ کر لیا
خالقِ کونین سے پیہم دعائے خاص کا

کر کے پھر ہوشیارپور کے شہر میں تنہا قیام
کی دعائیں آپ نے چالیس دن بالالتزام

دی بشارت حق تعالیٰ نے بالآخر ایک روز
حضرتِ اقدسؑ جب اس بستی میں تھے جلوہ فروز

"التجائیں تیری ساری ہم نے کر لی ہیں سب قبول"
اہلِ حق خوش ہوں گے اب اور دشمنانِ دیں ملول

"رحمت و قربت" کا بخشیں گے تجھے ہم وہ نشاں
جس سے قائم ہوگی پھر دنیا میں دیں کی عز و شاں

ہوگا ایسا ہی نشاں یہ "فضل اور احساں" کا
ہو بہو جیسا ہے تو ہم سے طلب کرتا رہا

"اے مظفر" اے مسیحائے زماں تجھ پر سلام
اے امام و ہادیٔ اہلِ جہاں تجھ پر سلام

تجھ کو دی جائیگی اب "فتح و ظفر" کی وہ "کلید"
جس سے دنیا دیکھ لے گی دین کا اک دورِ جدید

اہلِ دنیا کو تو یہ اب دے بشارت جابجا
لوگ ہوں تا مرگِ رُوحانی کے چُنگل سے رہا

"باہر آ جائیں پڑے سوئے ہیں جو قبروں میں آج"
اور بفیضِ مصطفےٰ ہو مُردہ رُوحوں کا علاج

شرک و باطل کی نحوست مٹتی جائے کو بکو
پھیلتا جائے جہاں میں دینِ احمد چار سُو

"لوگ تا سمجھیں کہ میں قادر ہوں تیرے ساتھ ہوں"
پاسبان و رہبر و ناصر ترا دن رات ہوں

کام ہے تکذیب جن کا دینِ حق کی صبح و شام
اُن پہ ہو جائے مری جانب سے تا حُجت تمام

"سو بشارت ہو کہ اک بیٹا عطا ہوگا تجھے"،
ہوگا جو تیری طرح "محبوب" اور پیارا مجھے

ہر طرف اسلام کا کر دے گا پھر پرچم بلند
تیرا یہ "فرزندِ دلبند و گرامی ارجمند"

حشر تک زندہ رہے گا اس کا نام اور اس کا کام
"پائے گا شہرت کناروں تک زمیں کے" لاکلام

مشرق و مغرب کی "قومیں اس سے برکت پائیں گی"
رفتہ رفتہ جانب توحید آتی جائیں گی

"حسن و احساں میں" وہ ہوگا ہو بہو تیرا مثیل
ملتی جلتی تجھ سے ہوگی اس کی ہر خوئے جمیل

ہوگا وہ "ممسوح" از عطرِ رضائے ما مدام
پورے ہوں گے دور میں اس کے بہت سے تیرے کام

عالمِ رؤیا میں اک دیوارِ مسجد پر لکھا
نام اس تجھ کو ہے "محمود" دکھلایا گیا

ہوگا لاثانی وہ عقل و فہم اور ادراک میں
"روح ڈالیں گے ہم اپنی" اس کے جسم پاک میں
"تین کو وہ چار کرنے والا ہوگا" بار بار
دُھن اسے ہوگی فقط اسلام کی لیل و نہار
دین و دنیا کا اسے ہر علم بخشا جائے گا
سارے عالم میں فیوضِ مصطفیٰ پھیلائے گا
سایہ رکھیں گے ہم اپنا اس کے سر پہ تاحیات
خود مدد کو آئیں گے ہم اس کی وقتِ مشکلات
"مظہرِ اوّل و آخر مظہرِ حقّ و علاؔ"
"کلمۃ اللہ"، روحِ حق" فضلِ عمر" نورِ ہدیٰ
شکر للہ یہ بشارت سربسر پوری ہوئی
اہلِ حق کی ہر طرف دنیا میں مشہوری ہوئی
مُصلح موعودؓ اپنے وقت پر ظاہر ہوئے
کارنامے سب کے سب انجام دے کر چل دیئے
وہ نظیر "حسن و احسانِ" مسیحائے زماں
وہ سراپا فضل و احساں اور حلیم و مہرباں
ہم نے دیکھا اور مانا حق کے اس "منصور" کو
اس سراسر رحم و شفقت اور یکسر نور کو
تھا یہی بیٹا مسیحا کا وہ پسر یادگار
جس کی خاطر آپؑ نے شائع کیا "سبز اشتہار"
نور حاصل اس کو مصباحِ خداوندی سے تھا
لاجرم "ممسوح" وہ "عطرِ رضامندی" سے تھا
مذہبِ اسلام کا وہ بول بالا کر گیا
شمعِ قرآنی سے دنیا میں اُجالا کر گیا
ہاں وہی تھا مُصلحِ موعودؓ اور مردِ عظیم
سر پہ تھا سایہ کناں جس کے خداوندِ کریم
جو کناروں تک زمیں کے عزّ و شہرت پا گیا
اپنے جلوں سے جو اہلِ حق کے دل گرما گیا
اس کے انفاسِ مسیحائی میں تھا ایسا اثر
ہو گئے مُردے کئی صدیوں کے زندہ سربسر
اس کے دورِ خسروی میں مذہبِ اسلام کا
واقفینِ زندگی نے ہر طرف چرچا کیا

راز اس کا کامیابی کا اُولوالعزمی میں تھا
ہمت و حزم و ذہانت اور خردمندی میں تھا
ہے حیات افزائے انساں اس کا ہر بیاں
دینِ سرکارِ دوعالم کی سچائی کا نشاں
ہر گھڑی اس کی زباں پر امن کا پیغام تھا
عشقِ احمدؐ دل میں لب پر بھی اسی کا نام تھا
شرک و بدعت ظلم و استبداد سے بیزار تھا
غم نصیبوں، بےکسوں کا مونس و غمخوار تھا
پا کے دُکھ غیروں سے وہ آرام دیتا تھا انہیں
علم و عرفان و ہدیٰ کے جام دیتا تھا انہیں
تھا مجسّم معجزہ وہ جب تلک زندہ رہا
ہر مخالف اس کا خائب اور شرمندہ رہا
دَور میں اس کے ہوا محکم خلافت کا نظام
اور پہچانا جماعت نے امامت کا مقام
قلبِ یورپ میں مساجد اس نے بنوائیں کئی،
روز و شب جن میں ہے اب حق کی عبادت ہو رہی
"رستگاریِ" اسیرانِ ضلالت اس نے کی
دُور افریقہ سے ظلمت و جہالت اس نے کی
دیوِ کفر و شرک ــــ کو یکسر کچل کر رکھ دیا
کشتیٔ انسانیت کا رُخ بدل کر رکھ دیا
دل ہزاروں علم و عرفاں سے منور کر دیئے
آدمی کیا اُس نے تو ذرّے بھی اختر کر دیے
اَن گِنت راہیں نئی تبلیغِ حق کی کھول دیں
ہو گئی نزدیک تر اسلام کی فتحِ مبیں
لے کے اٹھا تھا وہ اس مقصد کو باعزمِ صمیم
ہر گھڑی پیشِ نظر تھا بس یہی کارِ عظیم
"ظاہری و باطنی" بخشے گئے اس کے علوم
مچ رہی ہے اب بھی ہر سُو اس کی تفسیر ولکی دھوم
زندگی ساری گزاری خدمتِ اسلام میں
غلبۂ حق کے لئے دن رات پیہم کام میں
اس کے ہر انداز میں اک تمکنت تھی شان تھی
ہر ادا پر اس کی دنیا ششدر و حیران تھی

(بقیہ صد 42)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اور

عِلمُ القرآن

محترم مولانا سیّد احمد علی شاہ صاحب

...حدیث شریف میں آتا ہے اِنَّ اَھْلَ الْقُرْاٰنِ اَھْلُ اللّٰہِ وَخَاصَّتُہٗ (مسند جلد ۳ صفحہ ۲۴۲) یعنی اہل اللہ اور خدا کے خاص بندے وہ ہیں جن کو قرآن کریم کے علوم حاصل ہوتے ہیں۔ سو اللہ تعالیٰ نے جس کو مصلح موعود اور پسرِ موعود قرار دیا ان کو علوم قرآنیہ سے نوازا اور خوب نوازا۔ آپ کے علوم قرآنیہ کی وسعت کا اندازہ آپ کے قرآنی درسوں، خطبات جمعہ، خطبات عیدین تقاریر، درس رمضان، تقاریر جلسہ سالانہ، آپ کی تصنیفات بالخصوص تفسیر کبیر کے ہزارہا صفحات، تفسیر صغیر اور مجلس علم و عرفان کی مطبوعہ روئیداد سے کسی قدر ہو سکتا ہے۔

میں اس وقت حضرت مصلح موعودؓ اور علم قرآن کے موضوع پر صرف چند امور یعنی چند جھلکیوں کا جو بطور نمونہ مشتے از خروارے اور قطرہ از بحارے ہیں ذکر کرنے کی کوشش کروں گا۔ وباللّٰہ التوفیق

مقطعاتِ قرآنی کے بارہ میں انکشاف عظیم

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں: "حروف مقطعات اپنے اندر بہت سے راز رکھتے ہیں۔ ان میں بعض راز بعض ایسے افراد کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں جن کا قرآن کریم سے گہرا تعلق ہے کہ ان کا ذکر قرآن کریم میں ہونا چاہیئے لیکن اس کے علاوہ یہ الفاظ قرآن کریم کے بعض مضامین کے لیئے قفل کا بھی کام دیتے ہیں۔ کوئی پہلے ان کو کھولے تب ان تک پہنچ سکتا ہے۔ جس جس حد تک ان کے معنوں کو سمجھا جائے اسی حد تک قرآن کریم کا مطلب کھلتا جائے گا۔ میری تحقیق یہ بتاتی ہے کہ جب حروف مقطعات بدلتے ہیں تو مضمون قرآن جدید ہو جاتا ہے، اور جب کسی سورۃ سے پہلے حروف مقطعات استعمال کیئے جاتے ہیں تو جس قدر سورتیں ان کے بعد ایسی آتی ہیں جن کے بعد مقطعات نہیں ہوتے ان میں ایک ہی مضمون ہوتا ہے۔ اسی طرح جن سورتوں میں وہی حروف مقطعات دہرائے جاتے ہیں وہ ساری سورتیں مضمون کے لحاظ سے ایک ہی لڑی میں پروئی ہوئی ہوتی ہیں"۔ (تفسیر کبیر جلد اوّل صفحہ ۱۶۵)

ہر زیر و زبر معنی رکھتا ہے،

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "میں نے ایک دفعہ رؤیا میں دیکھا کہ میں کسی کو کہتا ہوں کہ قرآن کریم کا ہر لفظ اور ہر زیر و زبر اپنے اندر معنے رکھتی ہے اور قرآن کریم میں چھوٹے چھوٹے فرق سے اس کے معنی بدل جاتے ہیں اور اس میں جس قدر حکمتیں ہیں کوئی کتاب اس کی مثال پیش نہیں کر سکتی"۔ (تفسیر سورۃ البقرۃ صفحہ ۹۸)

دوزخ ابدی نہیں

حضور فرماتے ہیں: "عیسائی عقیدہ کے مطابق دوزخ ابدی ہے اور ہر انسان جو دوزخ میں ڈالا جائے گا ہمیشہ کیلئے ڈالا جائے گا لیکن ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ کچھ مدت کے بعد خدا تعالیٰ دوزخیوں کو بھی معاف فرما دے گا اور انہیں جنت میں داخل کر دے گا۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ 'اُمُّہٗ ھَاوِیَۃٌ' (القارعۃ) یعنی دوزخ رحم مادر کی طرح ہے جس طرح رحم میں کچھ عرصہ رہنے کے بعد بچہ باہر آجاتا ہے اسی طرح دوزخی کچھ عرصہ دوزخ میں رہنے کے بعد اس میں سے نکل آئیں گے اور اللہ تعالیٰ انہیں جنت میں داخل کر دے گا۔ لیکن

عیسائی عقیدہ یہ ہے کہ دوزخ ابدی ہے اور جو بھی اس میں جائے گا وہ اس میں سے کبھی نہیں نکل سکے گا۔ (تفسیر کبیر جلد ۴ صد ۸۷)

حضرت مسیح ناصری کی پیدائش کا موسم

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ نے از روئے قرآن کریم تاریخ عیسائیت کی ایک عظیم غلطی کا اظہار کیا۔ یعنی عیسائی تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ حضرت مسیح کی پیدائش ۲۵ دسمبر کو ہوئی۔ مگر حضرت مصلح موعودؓ نے آیت قرآنیہ وَهُزِّيْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا (مریم ۲۶) سے استنباط کرتے ہوئے فرمایا کہ:

"قرآن کریم بتاتا ہے کہ مسیح اس موسم میں پیدا ہوئے جس میں کھجور پھل دیتی ہے اور کھجور کے زیادہ پھل دینے کا زمانہ دسمبر نہیں ہوتا بلکہ جولائی اگست ہوتا ہے"۔ (تفسیر کبیر مریم جلد ۴ صد ۱۷۹)

اور پھر آپ نے قرآن کریم کے بیان کی تائید میں انجیل کی یہ شہادت پیش فرمائی کہ "انجیل میں مسیح کی پیدائش کا موقع بیان کرتے ہوئے لکھا ہے "اسی علاقے میں چرواہے تھے جو رات کو میدان میں رہ کر اپنے گلہ کی نگہبانی کر رہے تھے۔ (لوقا ۲ : ۸) ظاہر ہے کہ یہ گرمی کا موسم تھا نہ کہ شدید سردی کا۔ دسمبر کا مہینہ تو علاوہ شدید سردی کے فلسطین میں بارش اور دھند کے ہوتا ہے۔ کون یہ تسلیم کر سکتا ہے کہ ایسے موسم میں کھلے میدان میں چرواہے اپنے گلوں کو لیکر باہر نکل آتے تھے۔ صاف ظاہر ہے کہ یہ گرمی کا موسم تھا۔"
(تفسیر کبیر جلد ۴ صد ۱۸۴)

اب خود عیسائیوں کے ایک فرقہ نے بھی اس حقیقت قرآنیہ کو تسلیم کرتے ہوئے اپنی تاریخی غلطی کا ازالہ کرنا شروع کر دیا ہے اور لکھ دیا ہے کہ "یسوع وہاں پر تقریباً ۲ قبل از مسیح کے اکتوبر کے مہینہ کی پہلی تاریخ کو پیدا ہوا تھا"
("خدا سچا ٹھہرے" صد ۳۶ بار دوم ۱۹۵۴)

ان حقائق سے خوب عیاں ہے کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مصلح موعودؓ کو علوم قرآنیہ سے کس قدر حصہ وافر عطا فرما رکھا تھا۔

خدائی نشان عظیم

الغرض اسلام کی صداقت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حقانیت اور خدا کی ہستی کا یہ کتنا بڑا ثبوت ہے کہ چودہ سو سال پہلے کی خدا کی بتائی ہوئی باتیں جو اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ معلوم ہوئیں اور جن کا اظہار حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ خدا نے کر کے دکھایا۔ اور پہلے سے بتایا کہ میرے ہاں ان ان صفات کا فرزند "۹ سال کی میعاد کے اندر" تولد ہوگا اور وہ لمبی عمر پائے گا۔ "علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائے گا" اور اس کے ذریعہ "دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہوگا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی"۔ خدا نے ان سب کو پورا کر کے دکھا دیا۔ اور اس موعود فرزند مصلح موعود نے بار بار یہ اعلان کر کے ان پیشگوئیوں کی صداقت کو چار چاند لگا دیے کہ:

"وہ قرآن جو لوگوں کیلئے ایک سربمہر لفافہ تھا ہمارے لیے کھلی کتاب ہے اس کی مشکلات ہمارے لئے آسان کی جاتی ہیں اور اس کی باریکیاں ہمارے لئے ظاہر کر دی جاتی ہیں۔ کوئی دنیا کا مذہب یا خیال نہیں۔ جو اسلام کے خلاف ہو اور جسے اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہم صرف قرآن کریم کی تلوار سے کاٹ کر ٹکڑے ٹکڑے نہ کر دیں اور کوئی آیت ایسی نہیں جس پر کسی علم کے ذریعہ سے کوئی اعتراض پڑتا ہو اور خدا کی مخفی وحی ہمیں اس کے جواب سے آگاہ نہ کرتے۔" (دعوۃ الامیر صد ۲۷۴)

اور یہاں تک فرمایا: "میں ساری دنیا کو چیلنج کرتا ہوں کہ اگر اس دنیا کے پردے پر کوئی شخص ایسا ہے جو یہ دعویٰ کرتا ہو خدا تعالیٰ کی طرف سے اسے قرآن سکھایا گیا ہے تو میں ہر وقت اس سے مقابلہ کرنے کیلئے تیار ہوں لیکن میں جانتا ہوں کہ آج دنیا کے پردہ پر سوائے میرے اور کوئی شخص نہیں جسے خدا کی طرف سے قرآن کریم کا علم دیا گیا ہو۔ خدا نے مجھے علم قرآن بخشا ہے اور اس زمانہ میں اس نے قرآن سکھانے کے لئے مجھے دنیا کا استاد مقرر کیا ہے۔ خدا نے مجھے اس غرض کے لئے کھڑا کیا ہے کہ میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کے نام کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دوں اور اسلام کے مقابلہ میں دنیا کے تمام باطل ادیان کو ہمیشہ کی شکست دے دوں۔"
(الموعود صد ۲۱۰/۲۱۱ - تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۴۴ء)

ع: "ملت کے اس فدائی پہ رحمت خدا کرے"

درخواست دعا

(۱) مکرم سردار فضل الٰہی صاحب ڈوگر آف BADOLDESLOE کافی عرصہ سے بیمار چلے آرہے ہیں اور گزشتہ پانچ ماہ سے مسلسل ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ احباب جماعت سے ان کی جلد اور کامل صحت یابی کے لئے عاجزانہ دعا کی درخواست ہے۔

(۲) مکرم عبد القادر صاحب آف گروس گراؤ گردہ میں پتھری ہونے کے باعث عرصہ سات آٹھ ماہ سے بیمار ۔۔ ہیں، احباب سے انکی صحت یابی کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ کی قرآن دانی کا

غیروں کو اعتراف

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد، مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدماتِ قرآنیہ کے عظیم کارناموں کے پیشِ نظر غیر از جماعت اصحاب کو بھی آپ کی قرآن دانی کا اعتراف ہے۔ مثلاً:

(۱) جناب مولوی ظفر علی خان صاحب ایڈیٹر زمیندار لاہور نے ایک موقع پر بعض مخالفین احمدیت کو مخاطب کر کے ایک تقریر میں کہا: "احرار یو! کان کھول کر سن لو۔ تم اور تمہارے لگے بندھے مرزا محمود کا مقابلہ قیامت تک نہیں کر سکتے۔ مرزا محمود کے پاس قرآن کا علم ہے، تمہارے پاس کیا دھرا ہے؟ تم میں ہے کوئی جو قرآن کے سادہ حروف بھی پڑھ سکے؟ تم نے کبھی خواب میں بھی قرآن نہیں پڑھا۔ تم خود کچھ نہیں جانتے تم لوگوں کو کیا بتاؤ گے۔ مرزا محمود کی مخالفت تمہارے فرشتے بھی نہیں کر سکتے۔ مرزا محمود کے پاس ایسی جماعت ہے جو تن من دھن اس کے ایک اشارہ پر اس کے پاؤں میں نچھاور کرنے کو تیار ہے۔ تمہارے پاس کیا ہے گالیاں اور بد زبانی ...... مرزا محمود کے پاس مبلغ ہیں، مختلف علوم کے ماہر ہیں، دنیا کے ہر ایک ملک میں اس نے جھنڈا گاڑ رکھا ہے۔ میں حق بات کہنے سے باز نہیں رہ سکتا یہ میں ضرور کہوں گا کہ اگر تم نے مرزا محمود کی مخالفت کرنی ہے تو پہلے قرآن سیکھو، مبلغ تیار کرو، عربی مدرسے جاری کرو... غیر ممالک میں ان کے مقابلہ میں تبلیغ اسلام کرو۔"

("ایک خوفناک سازش" صہ ۱۹۵ ۔ ۱۹۷ مولفہ مولوی مظہر علی صاحب اظہر)

(۲) اسی طرح اردن کے اخبار "الاردن" نے ۲۱ نومبر ۱۹۴۸ء کے پرچہ میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ کے انگریزی ترجمہ و تفسیر قرآن پر تبصرہ میں لکھا ہے: "حضرت امام جماعت احمدیہ دین کے رموز و حقائق اور اس کی اعلیٰ درجہ کی تعلیم اور روحانیت سے متعلق جملہ علوم سے غیر معمولی طور پر بہرہ ور ہیں اور دین کے بارہ میں بھرپور علم رکھتے ہیں ...... جناب امام جماعت احمدیہ نے اپنی اس تفسیر میں دشمنان اسلام کا بخوبی ردّ کیا ہے، بالخصوص مستشرقین کے پیدا کردہ غلط خیالات اور ان کے اعتراضات کا جواب بے نظیر علمی رنگ میں دیا ہے۔"

(۳) جناب مولانا عبدالماجد دریا آبادی نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات پر آپ کی خدماتِ قرآنیہ پر خراجِ تحسین و عقیدت پیش کرتے ہوئے لکھا: "قرآن و علوم قرآن کی عالمگیر اشاعت اور اسلام کی آفاق گیر تبلیغ میں جو کوششیں انہوں نے سرگرمی اور اولوالعزمی سے اپنی طویل عمر میں جاری رکھیں ان کا اللہ انہیں صلہ دے۔ علمی حیثیت سے قرآنی حقائق و معارف کی جو تشریح تبیین، ترجمانی وہ کر گئے ہیں اس کا بھی ایک بلند و ممتاز مرتبہ ہے۔" ("صدق جدید" لکھنؤ ۱۸ نومبر ۱۹۶۵ء)

(روزنامہ 'الفضل' مصلح موعود نمبر ۱۹۸۴ء)

جماعت کا فرض

"میں تو سمجھتا ہوں کہ اگر جماعت کا ایک بچہ بھی قرآن کریم پڑھنا نہیں جانتا تو ساری جماعت کو اپنی فکر کرنی چاہیئے جب تک کہ وہ بچہ قرآن کریم ناظرہ نہ جان لے۔" (تقریر تربیتی کلاس، الفضل ۶ مارچ ۶۶ء)

(نیشنل سیکرٹری وقفِ عارضی جماعت جرمنی)

قسط (۱)

رحمۃ للعالمین اور عالم اطفال

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نہایت دلچسپ اور اعلیٰ پائے کے مختلف النوع مضامین ایک عرصے تک جماعتی رسائل میں لکھتے رہے۔ ان کے مضامین کی خوبی ان کے انداز بیاں کی ندرت اور چاشنی تھی۔ ذیل کا مضمون بھی جو الفضل ۱۵ جون ۱۹۲۸ء سے لیا گیا ہے ان کی جدّت طبع اور تحریر کی لطف و خوبی کا شاہکار ہے ——— (ادارہ)

ملک تخیل کے شہر دارالسّلام میں بچوں نے ایک جلسہ منعقد کیا ۲۱ بچے اس میں شامل ہوئے۔ مضمون تھا "رحمۃ للعالمین اور عالم اطفال" اور بجائے مضمون پڑھنے کے یہ قرارداد پاس ہوئی تھی کہ حاضرین میں سے ہر ایک اپنے فہم اور علم کے مطابق "محسن اطفال" صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک خوبی یا آپؐ کی ایک ایسی بات جو مقرر کو پسندیدہ معلوم ہوتی ہو جلسہ میں بیان کرے بشرطیکہ وہ بات بچوں سے متعلق ہو۔

تقریر پریذیڈنٹ

سب سے پہلے پریذیڈنٹ نے مختصر تقریر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بچپن کا حال بیان کیا اور کہا کہ آپؐ کی پیدائش ۵۷۰ء میں عرب کے ملک میں مکہ معظمہ میں ہوئی۔ آپؐ کے والد کا نام عبداللہ اور والدہ کا نام آمنہ تھا۔ آپؐ کا نام آپؐ کے دادا عبدالمطلب نے محمدؐ رکھا۔ آپؐ کی پیدائش سے چند روز پہلے آپؐ کی والدہ نے خواب دیکھا کہ میرے اندر سے ایک نہایت چمکدار نور نکلا ہے جس سے دور دراز تک کے ملک روشن ہوگئے ہیں۔ آپؐ کی پیدائش سے کچھ دن پہلے ہی آپؐ کے والد عبداللہ فوت ہوگئے اور اس طرح آپؐ یتیمی کا داغ لے کر ہی دنیا میں داخل ہوئے۔ پیدائش کے بعد آپؐ کو حلیمہ دائی کے سپرد کر دیا گیا جو مکہ سے باہر کئی کوس میں رہا کرتی تھی۔ ۵ سال تک آپؐ نے وہیں پرورش پائی۔ اس عمر میں آپؐ نے ایک دن دیکھا کہ دو فرشتے آئے ہیں انہوں نے پکڑ کر آپؐ کو لٹا دیا۔ اور سینہ چاک کر کے دل کو صاف کیا۔ یہ نظارہ کشفی تھا۔ جسے دیکھ کر اور سن کر وہ لوگ ڈر گئے اور دائی نے آپؐ کو مکہ میں لا کر آپؐ کی والدہ کے سپرد کر دیا۔ اس دائی اور اس کے خاندان کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام عمر خیال رکھا۔ اور ہمیشہ جب ملتے تو بہت بہت سلوک فرماتے حنین کی لڑائی کے بعد اس کے قبیلہ کے چھ ہزار قیدیوں کو اسی رشتہ کی خاطر آزاد کر دیا۔ آپؐ چھ سال کے تھے کہ آپؐ کی والدہ ماجدہ نے بھی وفات پائی اور آپؐ کو اپنے دادا عبدالمطلب کے پاس رہنا پڑا عبدالمطلب آپؐ سے بہت محبت کرتے تھے مگر دو سال بعد وہ بھی فوت ہوگئے۔ پھر آپؐ کے چچا ابوطالب نے آپؐ کو اپنی نگرانی میں لے لیا۔ غرض آپؐ کی بچپن کی عمر صدموں اور یتیمی کے مصائب میں ہی گزری۔ ذرا بڑے ہوئے تو اجرت پر مکہ کے لوگوں کی بکریاں چرانے لگے۔ گیارہ بارہ سال کی عمر میں اپنے چچا ابوطالب کے ہمراہ ایک تجارت کے قافلہ کے ساتھ شام کی طرف بھی گئے۔ وہاں ایک عیسائی درویش نے آپؐ کے بعض حالات دیکھ کر یہ خیال کیا کہ یہی شخص بڑا ہو کر وہ نبی بننے والا ہے جس کا ہمیں انتظار ہے۔ اسی پر اس نے آپؐ کے چچا کو تاکید کی کہ آپؐ کی حفاظت کریں۔ اور یہودیوں کی شرارتوں سے ان کو بچائیں۔ آپؐ کے چچا ابوطالب کا بیان ہے کہ میں نے کبھی آپؐ کو بچپن میں بھی جھوٹ بولتے یا بیہودہ ہنسی اور بے وقوفی کا کام کرتے یا آوارہ لڑکوں کے ساتھ پھرتے نہیں دیکھا۔ اسی طرح سوال کرنا آپؐ کو اتنا ناگوار تھا کہ کھانا بھی مانگ کر نہ کھاتے تھے۔ گھر والے دے دیتے تو کھا لیا کرتے تھے۔

بچپن کے حالات تو مختصر یہ ہیں۔ بڑے ہو کر ۴۰ سال کی عمر میں دنیا کی ہدایت کے لیئے خدا کی طرف سے مقرر کیئے گئے۔ ۱۳ سال مکہ میں رہے پھر دشمنوں نے وہاں سے نہایت تنگ کر کے نکالا تو مدینہ میں پناہ لی ۱۰ سال وہاں رہ کر ۶۳ سال کی عمر میں وفات پائی۔ جہاں اور تمام دنیا کے لوگوں کو آپؐ نے فائدہ پہنچایا ہے وہاں بچوں پر بھی آپؐ نے بڑا احسان کیا ہے۔ اب میں نمبروار حاضرین میں سے ہر ایک کو بلاتا جاؤں گا تاکہ وہ

آنحضرت صلعم کے متعلق ایک ایک بات جو آپ نے ہماری جماعت پر احسان کے طور پر کی ہو بیان کرے اور اس طرح طریقہ سے آپ کا شکریہ ادا کرے اور دوسروں کو آپ کی عظمت اور بزرگی سے خبردار کرے۔ اب آپ صاحبان دائیں طرف سے نمبروار باری باری اپنی تقریریں شروع کریں۔

(۱)

نمبر ایک نے بیان کیا کہ صاحبان میرے نزدیک ہم پر صلعم کا ایک عظیم الشان احسان یہ ہے کہ آپ نے دختر کشی کی رسم کو دنیا سے دور کیا۔ یہ رسم نہ صرف عرب میں تھی بلکہ ہندوستان میں بھی موجود تھی مفلسی یا غیرت یا رسم و رواج کی وجہ سے معصوم بچیوں کو نہایت ظلم سے زندہ درگور کر دیا جاتا تھا اور پھر اس پر فخر کیا جاتا تھا۔ میرے نزدیک آپ کا یہی ایک احسان ہم پر ایسا وزنی ہے کہ ہم اس کے بوجھ سے سر نہیں اٹھا سکتے۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(۲)

نمبر ۲ نے اٹھ کر کہا صاحبان آنحضرت صلعم نے رہبانیت کو منع فرما کر نسل انسانی پر بڑا احسان کیا ہے۔ آپ سے پہلے دوسرے مذاہب اس پر بڑا زور دیتے تھے، اس سے نہ صرف یہ نقصان تھا کہ قوم کے ایک حصہ کی نسل نہ چلتی تھی بلکہ بہت بڑا نقصان یہ بھی تھا کہ بہترین حصہ کی نسل ضائع ہو جاتی تھی۔ کیونکہ راہب وہی لوگ بنتے تھے جو نیک عقلمند اور بزرگ ہوتے تھے یعنی وہ لوگ جو ریاضتیں اور عبادتیں کر کے اپنے اخلاق اور عادات کو نہایت درجہ درست کر لیا کرتے تھے اور برے اخلاق اور عادات اور خیالات سے پاک ہو کر اس بات کے لائق ہو جاتے تھے کہ بہترین نسل انسانی کے باپ بنیں اور اپنی خوبیاں آگے چلائیں۔ سو یہی وجہ ہوئی کہ رفتہ رفتہ ان مذاہب میں سے لوگ مفقود ہوتے چلے گئے۔ برخلاف اس کے اسلام میں رہبانیت منع ہونے کی وجہ سے مسلمانوں میں برابر نیک اور بزرگ اور پاک لوگ پیدا ہوتے ہیں۔ اور پھر ویسی ہی نیک نسل آگے بھی چلاتے ہیں۔ دیکھو میرے پردادا ایک ولی اللہ تھے۔ اگر آنحضرت صلعم کا صریح حکم اس بارہ میں نہ ہوتا تو دیگر عام اہل مذاہب کی طرح وہ نکاح کرتے نہ اولاد کیلئے کوشش کرتے نتیجہ یہ ہوتا کہ آج میرا وجود دنیا میں نہ ہوتا۔ اس لئے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود ہی پڑھتا رہتا ہوں۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(۳)

نمبر ۳ نے اٹھ کر کہا کہ صاحبان میں آنحضرت صلعم سے اس لئے محبت رکھتا ہوں کہ صرف انہوں نے ہی ایسی دعائیں اور طریقے سکھائے ہیں جن سے آئندہ آنے والی اولاد نیک اور پاکیزہ ہو سکتی ہے۔ میں نے ایک کتاب میں پڑھا ہے کہ آپ نے حکم دیا ہے کہ خاوند اور بی بی اگر اولاد کے ہونے سے پہلے یہ دعا کریں کہ ... یعنی "اے اللہ ہم کو شیطان سے بچا اور جو اولاد ہماری اب ہونے والی ہے اس کو بھی شیطان سے محفوظ رکھ" تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس بچے میں جو ایسی دعاؤں کے بعد پیدا ہو شیطنت اور گندی باتیں نہیں ہوتیں اور وہ نیک بچہ ہوتا ہے۔ پس ایسا شخص جو اپنی امت کے بچوں کا اتنا خیر خواہ ہو کہ وہ نیک ہو جائیں اور پھر ان کے لئے دعا کا حکم ماں باپ کو دیتا ہو میں ایسے شخص کو بچوں کا بڑا بھاری محسن مانتا ہوں اور کہتا ہوں کہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(۴)

نمبر ۴ نے کہا میں آنحضرت کو بچوں کا محسن اس وجہ سے بھی مانتا ہوں کہ آپ نے ختنہ کا رواج اپنی امت میں جاری کیا۔ میرے ابا ڈاکٹر ہیں وہ بتاتے ہیں کہ ختنہ نہ ہونے کی وجہ سے لوگوں میں بعض بڑی بڑی بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں اور بعض بچوں میں بعض اخلاقی عیب بھی ختنہ نہ کرانے کی وجہ سے پیدا ہو جاتے ہیں۔ اس لئے میں آپ کا یہ احسان مانتا ہوا کہتا ہوں صلی اللہ علیہ وسلم۔

(۵)

صاحبان میں اس وجہ سے آنحضرت صلعم سے محبت کرتا ہوں کہ آپ نے فرمایا ہے کہ اکرموا اولادکم یعنی اپنی اولاد کی عزت کرو۔ اور مذاہب کے لوگ اپنی اولاد سے محبت کرتے ہیں۔ کھانے پینے اور آسائش کا خیال رکھتے ہیں، مگر ان کی عزت نہیں کرتے۔ بچوں کو ہمیشہ ذلیل سمجھا جاتا ہے جو شخص بچوں کی عزت کرے گا وہ ان میں ادب اور لیاقت اور خودداری پیدا کرے گا۔ اور ان کو تعلیم بہتر سے بہتر دے گا، ان کو عقل سکھائے گا، ان کو حیوان نہیں سمجھے گا بلکہ انسان کا سلوک ان کے ساتھ کرے گا۔ پس میں اس عزت کی وجہ سے جو آنحضرت صلعم نے بچوں کو دی ہے آپ سے محبت کرتا ہوں اور دل و زبان سے کہتا ہوں صلی اللہ علیہ وسلم۔

(۶)

صاحبان! میں آنحضرت صلعم کو اس وجہ سے بھی عزت کی نگاہ سے دیکھتا ہوں کہ آپ نے چھوٹے بچوں کو بھی والدین کے ورثہ کا مالک قرار دیا ہے۔ آپ سے پہلے عرب میں یہ دستور تھا کہ بڑے لڑکے ساری جائیداد لے کر الگ ہو جاتے اور چھوٹے بھوکے مرتے پھرتے۔ اب بھی یورپ میں بڑا لڑکا ساری جائیداد کا وارث بن جاتا ہے اور چھوٹے اس کے دست نگر ہوتے ہیں یا فاقہ کشی کرتے ہیں یہ آنحضرت صلعم کا بڑا احسان ہے کہ آپ

نے ساری اولاد کو والدین کا وارث بنایا اور ان میں تفریق نہ کی۔ چونکہ میں بھی اپنے بہن بھائیوں میں چھوٹا ہوں اور والد کے ورثہ کا برابر کا حقدار ہوں اس لیئے اس کو آنحضرت صلعم کا ہی احسان سمجھتا ہوں اور کہتا ہوں، صلی اللہ علیہ وسلم۔

(۷)

صاحبان! میں آنحضرت صلعم کا ایک عظیم الشان احسان یہ بیان کرتا ہوں کہ آپؐ نے نہایت تاکید کی ہے کہ اپنی لڑکیوں کی تربیت اچھی کرو اور ان کو علم پڑھاؤ تاکہ آئندہ نسلیں اچھی پیدا ہوں اور نیک تعلیم یافتہ مائیں اپنی اولاد کو عمدہ شہری اور با اخلاق انسان بنا سکیں۔ میرے نانا بڑے دیندار اور حدیث پر عمل کرنے والے آدمی تھے اس حکم کو پڑھ کر میری والدہ یعنی اپنی بیٹی کی خاص طور پر تعلیم و تربیت کی اور اب میری والدہ نہ صرف میرے لیئے باعث رحمت ہیں بلکہ محلہ کے بہت سے بچوں کو علم کی دولت سے مالا مال کر رہی ہیں، چونکہ یہ مجھ پر بھی احسان ہے اس لیئے میں دِل سے آپؐ پر درود بھیجتا ہوں اور عرض کرتا ہوں اللّٰھمّ صلّی علی محمّد و بارک وسلّم۔

(۸)

صاحبان! آنحضرت صلعم کا ہم پر یہ احسان ہے کہ پیدائش کے بعد بھی آپؐ نے بچوں کی بہتری کے لیئے امت کو دعائیں کرنے کا حکم فرمایا ہے اور بعض دعائیں خود سکھائی ہیں۔ میرے ابا جان جب دعا کرتے ہیں تو ہم سب بھائی بہنوں کے لیئے بھی اس وقت وہ دعا کرتے ہیں اور ہم لوگ ان دعاؤں کا اثر اپنی طبیعت اور دل پر محسوس کرتے ہیں۔ چنانچہ وہ دعا کیا کرتے ہیں کہ (اے اللہ مجھے اور میری اولاد کو بت پرستی اور شرک سے بچا) (اے رب میری اولاد میں ہمیشہ تیرے فرمانبردار لوگ پیدا ہوتے رہیں) (اے رب مجھے اور میری اولاد کو نماز کی باقاعدہ پابندی کی توفیق دے) (اے رب ہماری بی بیاں اور بچے ہمارے لیئے آنکھوں کی ٹھنڈک ہوں اور ہم کو پرہیزگاروں کا لیڈر بنا دے) غرض یہ دعائیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل مسلمانوں کو سکھائی گئی ہیں اور جنہیں اپنے بچوں کیلئے اکثر مسلمان توجہ اور درد دل سے مانگتے ہیں۔ یہ ہم پر آپؐ کا بڑا احسان ہے اور آپؐ اسی بات کے مستحق ہیں کہ ہم لوگ بھی کہا کریں صلی اللہ علیہ وسلم۔

(۹)

صاحبان! میں ایک یتیم لڑکا ہوں اور مجھ پر آپ لوگوں سے بھی زیادہ آنحضرت صلعم کا احسان ہے۔ میرا متولی جو میری پرورش کرتا ہے وہ ایک نیک آدمی ہے اور مجھے اپنے بچوں کی طرح رکھتا ہے۔ جب کوئی شخص گھر میں سے مجھے ستاتا ہے تو میرا مربّی فوراً ان کو منع کرتا ہے اور کہتا ہے کہ دیکھو قرآن میں حکم ہے اور آنحضرت نے فرمایا ہے کہ یتیم کی دلجوئی کرو۔ (میں اور یتیم کی پرورش کرنیوالے جنت میں ساتھ ساتھ ہوں گے) پس آپؐ کی تعلیم اور فرمان کی وجہ سے مجھے اس کے پاس سب آرام مل رہے ہیں۔ اس کے علاوہ آنحضرت کی یتیم پروری مشہور ہے۔ وہ دریتیم خود بھی یتیمی کی مصیبتوں میں گذر چکا تھا تمام دنیا کے یتیموں کا محسن صلی اللہ علیہ وسلم۔

(۱۰)

صاحبان! میں آپ کو آنحضرت صلعم کا ایک احسان سناتا ہوں کہ جو ہم لڑکے لڑکیوں پر ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ، یعنی اے لوگو تم میں سے ہر شخص نگران اور گلہ بان ہے اور ہر ایک اپنی رعیت کا خدا کے روبرو جواب دہ ہے۔ اس ارشاد سے آپؐ نے ہر ماں، ہر باپ، ہر بھائی، ہر چچا، ہر دادا، خاندان کے ہر بڑے بزرگ اور استاد کے ذمہ یہ لگا دیا ہے کہ تم بچوں کے اخلاق اور عادات اور نگرانی اور تعلیم کے خدا کے روبرو ذمہ دار ہو۔ تم سے سوال کیا جائے گا کہ کیوں ان میں فلاں بدی پیدا ہوئی اور کیوں فلاں نیکی ان میں موجود نہیں۔ اور کیوں باوجود اہلیت کے فلاں قسم کی ترقی انہوں نے نہیں کی۔ اور کیوں باوجود مقدرت کے تعلیم ان کے مناسب حال ان کو نہیں دی گئی۔ غرض یہ ذمہ داری جو آپؐ نے ہر ادنیٰ سے ادنیٰ والدین اور بزرگوں پر لگائی ہے اس میں تمام بچوں کا فائدہ اور بہبودی ہے۔ پس اس جامع اور دائمی حکم کی وجہ سے ہم سب آپؐ کے احسان کے بوجھ کے نیچے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم۔

(۱۱)

صاحبان میں آنحضرت صلعم کا ایک واقعہ سناتا ہوں۔ جس سے آپؐ کی شفقت بچوں کے ساتھ معلوم ہوتی ہے۔ ایک دفعہ آپؐ کے پاس آپؐ کے خاندان کے بچے آئے۔ آپؐ نے ان کو اپنے ساتھ لپٹایا اور ان کو پیار کیا۔ ایک بدو وہاں بیٹھا تھا۔ کہنے لگا یا رسول اللہ ہم لوگ تو اپنے بچوں کو اس طرح پیار نہیں کرتے۔ آپؐ نے فرمایا بھائی اگر خدا نے ہی تمہارے دلوں سے رحم نکال دیا ہے تو میں کیا کر سکتا ہوں۔

صلّی اللہ علیہ وسلّم

(جاری ہے) ۶

الٰہی جماعتوں کا طریق

ارشاد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

● الٰہی جماعتوں کا یہ طریق ہوتا ہے کہ دشمن انہیں مارنا چاہتے ہیں تو ان کے افراد اس سے گھبراتے نہیں بلکہ اپنے آپ کو موت کے لئے پیش کرتے چلے جاتے ہیں۔ اور اگر ہم ایک نبی کی جماعت ہیں تو یقیناً ایک دن ہمارے مخالف ہمیں کچلنے کی کوشش کریں گے اور چاہیں گے کہ اس کانٹا کو اس رستہ سے ہٹا دیا جائے مگر جب ایسا وقت آئے گا تو کیا وہ لوگ جو اپنی آمد کا ۱/۱۰ حصہ بھی بطور چندہ نہیں دیتے اس وقت سینکڑوں روپے کی ماہوار آمد کو چھوڑ دیں گے! جماعت پر جب بھی ایسا وقت آئے گا وہ اپنے آپ کو غیر احمدی کہنا شروع کردیں گے اور اپنے دلوں کو اس طرح تسلی دے لیں گے کہ خدا تعالیٰ تو عالم الغیب ہے وہ تو جانتا ہے کہ ہم دل سے احمدی ہیں۔ اس وقت جماعت کا کتنا حصہ ہوگا جو باقی رہ جائے گا اور کہے گا کہ اچھا تم ہمیں مارنا چاہتے ہو مارتے جاؤ۔ ملازمتوں سے الگ کرنا چاہتے ہو تو الگ کردو ملک بدر کرتے ہو تو ملک بدر کردو، جیل خانوں میں ڈالتے ہو تو جیل خانوں میں ڈال دو۔ ہم وہاں بھی فریضہ تبلیغ کو نہیں چھوڑیں گے۔ تم ہمیں پھانسی دیتے ہو تو دے دو ہم پھانسی کے تختوں پر بھی نعرہ ہائے تکبیر بلند کریں گے۔ جب جماعت میں ایسا رنگ پیدا ہو جائے گا تو پھر وہی افسر جو ملک بدر کرنے پر مامور ہوں گے۔ اسی طرح جیل خانوں کے افسر اور جلاد وغیرہ سب احمدیت کو قبول کرلیں گے کہ احمدیہ جماعت واقعی الٰہی جماعتوں والا رنگ رکھتی ہے لیکن جو شخص ابھی سے اپنے آپ کو اس گھڑی کے لئے تیار نہیں کرتا اس پر ہم کیسے لوگ بھی موجود ہیں جو اپنی دنیوی جائیدادوں اور اپنی آمدنوں پر لات مار کر دین کی خدمت کے لئے آگئے ہیں۔ مگر پھر بھی جماعت کا ایک حصہ سست اور غافل ہے اور اس پر اعتبار نہیں کیا جاسکتا۔

یاد رکھو! جب تک جماعت کا اکثر حصہ نبیوں کی جماعتوں کی طرح مار کھانے کے لئے تیار نہیں ہوجاتا ہم اپنے مقصد کو حاصل نہیں کرسکتے۔ مار کھانا بڑے حوصلے کی بات ہے جو مارتے ہیں وہ دنیا کی توجہ اپنی طرف نہیں پھیر سکتے مگر جو مار کھاتے ہیں ان کی طرف دنیا کی توجہ پھر جاتی ہے"۔

(الفضل ۵ اگست ۱۹۴۹ء صفحہ ۲، بحوالہ تاریخ احمدیت جلد ۱۳ صفحہ ۲۵۴)

(مرسلہ: عبدالقبور ناصر - ہمبرگ)

عیب بیان کرنے سے پہلے چالیس دن دعا

ہماری جماعت کو چاہیئے کہ کسی بھائی کا عیب دیکھ کر اس کے لئے دعا کریں لیکن اگر وہ دعا نہیں کرتے اور اس کو بیان کرکے دور سلسلہ چلاتے ہیں تو گناہ کرتے ہیں۔ کون سا ایسا عیب ہے جو کہ دور نہیں ہوسکتا۔ اس لئے ہمیشہ دعا کے ذریعہ سے دوسرے بھائی کی مدد کرنی چاہیئے۔

قرآن کریم کی یہ تعلیم ہرگز نہیں ہے کہ عیب دیکھ کر اسے پھیلاؤ اور دوسروں سے تذکرہ کرتے پھرو بلکہ وہ فرماتا ہے تواصوا بالصبر و تواصوا بالمرحمۃ (البلد ۱۸) - کہ وہ صبر اور رحم سے نصیحت کرتے ہیں۔ مرحمہ یہی ہے کہ دوسروں کے عیب دیکھ کر اسے نصیحت کی جاوے اور اس کے لئے دعا بھی کی جاوے۔ دعا میں بڑی تاثیر ہے اور وہ شخص بہت ہی قابل افسوس ہے کہ ایک کے عیب کو بیان تو سو مرتبہ کرتا ہے لیکن دعا ایک مرتبہ بھی (بقیہ صفحہ 47)

آخری قسط

افریقہ اور غلبۂ اسلام کی مہم

مکرم مولانا محمد اسمٰعیل صاحب منیر

اللہ تعالیٰ کی نصرت برائے نصرت جہاں پروگرام

جماعت احمدیہ کے سبھی کام خدا اور اس کے دین کی خاطر ہیں اس لئے حسبِ وعدہ خدا بھی ہر منصوبہ کو جلد جلد ترقی دینے کے سامان پیدا فرما دیتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی زبانی اس کی دلچسپ تفصیل پڑھیئے

"نصرت جہاں آگے بڑھو پروگرام ۱۹۷۰ء میں مَیں نے جاری کیا تھا، اور جلسہ سالانہ پر اس کا اعلان کیا تھا۔ اس وقت جماعت کے حالات کو دیکھ کر یہ خیال تھا کہ سات سال یا بہت ہی جلدی کریں تو پانچ سال میں میں اپنا وعدہ پورا کر سکوں گا۔ میں نے دعائیں کیں، جماعت نے دعائیں کیں۔ اللہ تعالیٰ فضل کرنے والا ہے، وہ منصوبہ جس کے متعلق ہمارے اندازے تھے کہ وہ سات سال میں مکمل ہوگا، خدا تعالیٰ کے فضل سے ڈیڑھ دو سال میں وہ پورا ہو گیا اور اس کا بڑا اثر ہوا۔ ایک امریکن مجھے غانا میں ملے وہ وہاں کے قبائلی روایات اور رہن سہن کے طریقوں پر پی ایچ ڈی کے لئے اپنا مقالہ لکھ رہے تھے اس نے ایک افریقن عورت سے شادی بھی کی ہوئی تھی اور وہ ڈیڑھ سال کے بعد یہاں آئے۔ سیر کرتے ہوئے پھر رہے تھے یہاں بھی آ گئے اور کہنے لگے کہ میں صرف یہ دیکھنے آیا ہوں کہ یہ جماعت کس چیز سے بنی ہوئی ہے۔ یہاں میرے سامنے تو بات نہیں کی لیکن ہمارے دوستوں سے کہنے لگا، امام جماعت احمدیہ نے افریقہ کے ممالک میں جو پروگرام (تعلیمی و طبی اداروں کا) بنایا ہے، ہم نے سوچا اگر ہم اتنا بڑا پروگرام طے کرتے تو باوجود ساری دنیا کی دولت ہمارے پاس ہونے کے ہم اس کو تیس ۳۰ میں مکمل کر سکتے تھے، مگر جو ابھی ایک سال نہیں گزرا اور آپ کے کام شروع ہو گئے ہیں، تم کس طرح اور کیا کرتے ہو ہمیں تو سمجھ نہیں آ رہی؟ ...... بات یہ ہے کہ ہم (احمدی) اس مٹی سے بنے ہوئے ہیں جو دنیا کی نظر میں حقیر ہے لیکن خدا کے ہاتھ میں اس کا "آلہ کار" بن چکے ہیں، خدا فضل کرتا ہے اور کامیابیاں عطا کرتا ہے، ورنہ ہم کیا اور ہماری بساط کیا اور ہمارے مال کیا اور ہماری عقلیں اور فراست کیا۔ نتیجے اور تدبیر اور کوشش کا آپس میں کوئی بھی تو مقابلہ نہیں"۔ الفضل ۱۳۔ دسمبر ۱۹۷۵ء)

اسلام کا از سر نو احیاء

گھانا میں چوتھے احمدیہ ہسپتال کے باضابطہ افتتاح کی پروقار تقریب کے موقع پر امیر و مشنری انچارج غانا مکرم مولوی بشارت احمد صاحب بشیر نے خطبہ استقبالیہ پڑھا۔ آپ نے ہز ایکسی لینسی ہائی کمشنر پاکستان اور دیگر مہمانوں کو خوش آمدید کہنے کے علاوہ جماعت احمدیہ کی ان تعلیمی، سماجی اور طبی خدمات کا ذکر کیا جو وہ ملک بھر میں نہایت بے لوث طریق پر انجام دے رہی ہے۔ آپ نے فرمایا ملک میں ہسپتالوں کا قیام جماعت احمدیہ کی رفاہی سرگرمیوں کے پروگرام کا ایک اہم حصہ ہے، جماعت نے ملک میں مزید ہسپتالوں اور سکولوں کے قیام کے ذریعے اسلام کی کھوئی ہوئی عظمت اور اس کے عظیم ورثہ کو بحال کرنے کا تہیہ کر رکھا ہے۔

پاکستانی ہائی کمشنر ہز ایکسی لینسی ایس اے معید نے فرمایا"... پاکستان کی سالمیت کے لیئے آئندہ بھی دعائیں جاری رکھیں۔ ہز ایکسی لینسی نے جماعتِ احمدیہ کو اس امر پر خراجِ تحسین پیش کیا کہ اس نے اپنی انتھک اور بے لوث خدمات کے ذریعہ گھانا اور پاکستان کے عوام کو ایک دوسرے کے قریب لانے اور ان کے درمیان بہتر مفاہمت کا جذبہ پیدا کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے

آنریبل محاسا ثانی نائب وزیر زراعت حکومت گھانا نے اپنی صدارتی

تقریر میں اس امر کا خاص طور پر ذکر کیا کہ گھانا میں اسلام کی از سر نو احیاء کا سہرا منفرد طور پر جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی اور سرگرمیوں کے سر ہے آپ نے بتایا سویڈرو شہر (جس میں احمدیہ ہسپتال کا قیام عمل میں آیا ہے) پہلے ایک عیسائی شہر شمار ہوتا تھا لیکن اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس میں مسلمانوں کی ایک خاصی بڑی تعداد آباد ہے۔ اور اب اسے پہلے کی طرح ایک عیسائی شہر شمار نہیں کیا جاتا۔ آپ نے فرمایا جماعت احمدیہ نے طب اور علاج معالجہ کے شعبوں میں گرانقدر خدمات بجا لا کر بہت ناموری حاصل کی ہے اب اسے چاہیئے کہ وہ گھانا میں زراعت کو فروغ دینے کے سلسلہ میں بھی ہاتھ بٹائے۔" (الفضل ۷ دسمبر ۱۹۷۱ء)

مسلمان کون ہے!

سیرالیون کے قصبہ روکوپور میں احمدیہ مسلم سیکنڈری سکول کی عمارت کا سنگ بنیاد وہاں کے مذہبی امور کے وزیر الحاج A.B.S. JANNEH نے رکھا جو پاکستان میں اسلامی سمٹ کانفرنس ۱۹۷۴ء میں بھی شامل ہوتے تھے، مہمان خصوصی آنریبل اے بی ایس جانح نے اپنے صدارتی خطاب میں فرمایا کہ جماعت احمدیہ کے یہ دلوانے (احمدیہ مبلغین) ہزاروں میل کا فاصلہ طے کر کے ہمارے ملکوں میں کسی دنیوی مقصد کے حصول کے لیے نہیں آئے بلکہ خدا تعالیٰ کا نام سر بلند کرنے کیلئے کوشاں ہیں' میں نے ہمیشہ ہی احمدیت کی تائید کی ہے' میں اس تقریب میں شامل ہو کر بہت ہی خوش ہوا ہوں۔ ہمارے لوگوں کے پاس جن کی اکثریت مسلمان ہے دولت تو بہت ہے لیکن خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کیلئے کوئی بھی تیار نہیں' زبان سے اقرار کرنا کہ میں مسلمان ہوں کافی نہیں ہے بلکہ اس پر عمل کرنا ہی اصل ایمان ہے' میں اب تمام حاضرین کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میں حکومت کی طرف سے' عوام کی طرف سے جماعت احمدیہ کا شکریہ ادا کرتا ہوں جو ہمارے ملک میں... عوام الناس کے لئے بیماری جہالت اور افلاس دور کرنے کے سلسلہ میں تعلیمی اداروں اور ہسپتالوں کی صورت میں گرانقدر خدمات سرانجام دے رہی ہے۔

شفا اللہ تعالیٰ دیتا ہے، احمدی ڈاکٹروں پر اعتماد

مکرم انوار احمد صاحب انچارج ٹی بی کلینک باتھرسٹ گیمبیا سے اپنے خط محررہ یکم جنوری ۱۹۷۳ء میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"ایک نوجوان جو نفسیاتی مریض تھا اور خاکسار کے زیر علاج تھا، چند ماہ قبل اعلیٰ تعلیم کے لیے سویڈن چلا گیا تھا۔ اب اس نے وہاں سے اپنے عزیزوں کے نام پیغام بھیجا ہے کہ صرف احمدی ڈاکٹر کے علاج سے مجھے آرام تھا، لہٰذا اس سے مزید دوا لے کر مجھے سویڈن بھیجی جائے"۔

ڈاکٹر موصوف نے اپنے خط محررہ ۱۹ جنوری ۱۹۷۳ء میں مزید ایک واقعہ کا ذکر یوں کیا ہے" مملکت گنی کے سفارت خانہ کے فرسٹ سیکرٹری کچھ دنوں سے علاج کروا رہے تھے، چند دن پہلے آئے اور کہنے لگے کہ میں نے بہت علاج کروایا تھا مگر فائدہ مجھے صرف آپ کے علاج سے ہوا۔ جب خاکسار نے جواب دیا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم یہ ایمان رکھتے ہیں کہ شفا صرف اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے تو موصوف بہت خوش ہوئے

قربانی کا پھل

نائیجیریا میں کام کرنے والے ڈاکٹر منور احمد صاحب نے لکھا تھا" بوکورو کے علاقہ میں ٹن مائننز (TIN MINES) پھیلی ہوئی ہیں' اور بہت پرانی انگریز مائننگ (MINNING) کمپنیاں تقریباً اسی، نوے سال سے کام کر رہی ہیں، ان کے جنرل منیجر اور بڑے بڑے افسر بھی آہستہ آہستہ احمدیہ کلینک بوکورو کے زیر سایہ آ گئے اور خاکسار کی عزت افزائی کی کہ اپنا میڈیکل کنسلٹنٹ مقرر کیا۔

ایک دن ایسی ایک بڑی مائننگ کمپنی کے منیجر کی بیوی اپنے بچے کو دکھانے آئی، بچے کو دکھانے کے بعد اس نے میری اہلیہ سے ملنے کی خواہش بھی ظاہر کی، چنانچہ اس نے کچھ وقت ہمارے پاس گزارا اور چلی گئیں۔ چند دن گزرے ہوں گے کہ اس کے میاں صاحب آ گئے اور کہنے لگے کہ جس قربانی کے جذبے سے آپ لوگوں کی خدمت کر رہے ہیں اس کا ہم پر بہت اثر ہوا ہے۔ ہم نے گھر جا سوچا کہ جہاں آپ لوگوں کی اتنی خدمت کر رہے ہیں ہمیں بھی آپ لوگوں کے لئے کچھ کرنا چاہیئے۔ یہ کہہ کر انہوں نے ٹن مائننگ اسٹیٹ میں سے ایک سجے سجائے بنگلہ کی چابیاں ہمیں تھما دیں"۔

جب بھی نائیجیریا کے تاثرات دہراتا ہوں تو چند باتیں ذہن میں نمایاں طور پر ابھرتی ہیں۔ نصرت جہاں سکیم عیسائیوں کے ہسپتالوں کے مقابلے میں جتنے محدود وسائل سے شروع ہوئی اور اس کے مقابلہ میں جس قدر شاندار نتائج نکلے ہیں' اس میں کوئی شک وشبہ کی گنجائش نہیں رہ جاتی کہ اللہ تعالیٰ نے ہی اس اسکیم کو چلایا اور کامیاب بنایا ہے۔ الحمد للہ

یہی حقیقی اسلام ہے

گیمبیا کے صحت' تعلیم و سماجی بہبود کے وزیر آنریبل الحاج گارباجاہمپا

(MR. GARBA JUHMPE) ماریشس تشریف لے گئے انہوں نے وہاں جماعت احمدیہ کی طرف سے دیئے گئے ایک استقبالیہ میں فرمایا:

"میرے ملک (یعنی گیمبیا) میں جماعت احمدیہ کے قیام اور اس کی ترقی کی تاریخ دنیا میں ہر مسلمان کے لیے انتہائی خوشی اور مسرت کا باعث ہے۔ ہم سب اور بالخصوص یہ عاجز حضرت امام جماعت احمدیہ کا ازحد شکر گزار رہے جب ۱۹۷۰ء میں حضرت خلیفۃ المسیح احمدیہ مشن کے معائنہ کی غرض سے اس ملک میں تشریف لائے تو خاکسار اس وقت بھی صحت و تعلیم اور سماجی بہبود کا وزیر تھا۔ اس حیثیت میں خاکسار کو حضرت خلیفۃ المسیح سے بارہا ملاقات کرنے کا موقع ملا اور ایک دعوت کے موقع پر آپ کے ساتھ شریک طعام ہونے کا بھی شرف حاصل ہوا۔ میں اس امر کا اظہار کرنے پر فخر محسوس کرتا ہوں کہ حضرت خلیفۃ المسیح کی گیمبیا میں تشریف آوری کا ہی ایک ثمرہ ہے کہ ہم خدمتِ خلق کے میدان میں جماعتِ احمدیہ کی عظیم رفاہی سرگرمیوں سے فیضیاب ہو رہے ہیں۔ نہ صرف کاعور (KAUR) بلکہ ساکین، باتھرسٹ اور دیگر جگہوں پر بھی احمدی ڈاکٹرز طبی خدمات بجا لانے میں مصروف ہیں۔ باتھرسٹ میں ان کا ہسپتال میری اپنی رہائش گاہ سے کچھ زیادہ دور نہیں ہے۔ مزید براں ایک ٹی بی کلینک کھولنے کی بھی تیاریاں ہو رہی ہیں اور ایک ماہر امراض چشم کی خدمات بھی حاصل کی جا رہی ہیں (یہ ٹی بی کلینک اب کھل چکا ہے جو ہر قسم کے ساز و سامان سے آراستہ ہے۔ ناقل) یہ سب وہ برکات ہیں جن کے احمدی مسلمانوں کے جذبۂ رواداری، عزم و استقلال اور ان کے قائدین کی نوازشات کی بدولت مورد ہوئے ہیں۔ جماعت احمدیہ کی ان طبی خدمات پر جن سے غرباء، متوسط طبقہ کے لوگ اور امراء سب مستفید ہو رہے ہیں ہم ہمیشہ شکر گزار رہیں گے۔ ہزاروں پونڈز کی رقوم جماعت احمدیہ کی طرف سے اس ملک میں خرچ کی جائیں گی۔ اور دیکھا جائے تو یہی حقیقی اسلام ہے جس کا عملی نمونہ آج جماعت احمدیہ پیش کر رہی ہے"

(الفضل ۳ ہجرت ۱۳۵۱ ہش)

اسلامی انقلاب کی پیش خبری

ایک عیسائی پادری احمدیہ مشنری ڈاکٹر پر چرکنا ہو گیا اور اس نے لکھا "جس دن میں نے سیرالیون چھوڑا، اس دن اسلام کا پہلا میڈیکل مشنری پہنچا۔ یہاں کے مقامی پریس نے بہت تھوڑی اور مختصر سی خبریں اس کے متعلق شائع کیں۔ جہاں تک مجھے علم ہے کسی عیسائی لیڈر نے اس کا نوٹس نہ لیا۔ مگر میرے نزدیک یہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا ایک اور نشان ہے۔ مسلمان بھی عیسائی مشنوں کے طور و طریق کو اپنا رہے ہیں۔ اور یہ اسلامی طبی مشن بھی اس پروگرام کا ایک حصہ ہے جو جماعت احمدیہ چلا رہی ہے، جسے مغربی افریقہ میں اسلامی انقلاب لانے کے لیے پیشرو کی حیثیت حاصل ہے"

(ورلڈ کرسچین ڈائجسٹ جون ۱۹۶۱ء۔ الفضل ۲۵ صلح ۱۳۵۳ ہش)

"سارا افریقہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں آجائے گا"

جماعت احمدیہ کے موجودہ امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۱۹۸۸ء میں افریقہ کا دورہ فرمایا۔ نصرت جہاں پروگرام کو خوب پھلتے پھولتے دیکھا اور دعاؤں کے بعد نصرت جہاں تحریک نو کا اعلان گیمبیا میں فرمایا اور افریقہ کو اقتصادی لحاظ سے اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے میں مدد دینے کا اعلان فرمایا اور پھر یاد کروایا کہ "ایک نئے ولولے کے ساتھ سابقہ نصرت جہاں کے کام کو مزید آگے بڑھانے کے لیے ایک نیا شعبہ نصرت جہاں تحریک نو ان سارے امور پر غور کرے گا اور ان سارے امور کو مرتب کرے گا اور انشاء اللہ تعالیٰ جماعت کو نئے میدانوں میں افریقہ کی خدمت کرنے کی توفیق بخشے گا۔

میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ وہ آخری دور ہے جو کام کو اپنے آخری مقام تک پہنچا دے گا... تیسری منزل کوئی نہیں۔ یہ دوسری منزل آپ کے سامنے کھڑی ہے جو آخری فتح کی منزل ہے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں اور آپ دیکھیں گے کہ کل اسی طرح ہو گا، خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ اس دور کے بعد سارا افریقہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی میں آجائے گا، آپ کے قدموں میں نچھاور ہو گا اور افریقہ سے مبلغین دین حق پیدا ہوں گے۔

میں سمجھتا ہوں کہ خدا کی تقدیر یہ ہے کہ وہ آواز جو قادیان سے بلند ہوئی تھی، اس پر لبیک کہتے ہوئے جو قربانیاں اس خطے میں بسنے والوں نے دیں، ان کی قبولیت کے پھل کے طور پر، جماعت کو افریقہ عطا ہو گا اور افریقہ خود وہ پھل بن جائے گا جس سے کثرت کے ساتھ وہ بیج پیدا ہوں گے جس کی شاخیں کل عالم پر محیط ہوں گی۔ اسی لیے ان کی نگہداشت اور آبیاری کرنا ہماری ذمہ داری ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے استفادہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(ضمیمہ ماہنامہ انصار اللہ، مارچ ۱۹۸۸ء)

مطبع ضیاء الاسلام پریس ربوہ

یہ دَردرہے گا بن کے دوا تم صبر کرو وقت آنے دو

پاکستان کے مظلوم احمدیوں کے تأثرات

● پاکستان سے مکرمہ منزہ اقبال صاحبہ اپنے خط محررہ ۲رمئی ۸۹ء میں حضرت امام جماعت احمدیہ کی خدمت میں لکھتی ہیں کہ :

"میں آپ کو جس وقت یہ خط لکھ رہی ہوں، ہمارے گھر سے دو قدم کے فاصلے پر غیر احمدیوں کی مسجد ہے اور آج اس وقت رات کے گیارہ بجے وہاں ختم قرآن کا جلسہ ہو رہا ہے۔ پیارے آقا! ہر سال رمضان میں اسی مسجد میں باہر سے ایک ہی مولوی آتا ہے اور بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی شان میں اتنی گستاخی کرتا ہے، اتنے گندے الفاظ استعمال کرتا ہے کہ حضور غم اور دکھ سے روتے روتے سینہ پھٹ جاتا ہے۔ انہیں خدا سے خوف کیوں نہیں آتا؟......"

(اقتباس خط مکرمہ منزہ اقبال صاحبہ محررہ ۲رمئی ۱۹۸۹ء)

● مکرم سیّد محمد صاحب دوسیاہ جٹاں ضلع کوٹلی (آزاد کشمیر) سے اپنے خط محررہ ۱۴رستمبر ۸۹ء میں حضرت امام جماعت احمدیہ کی خدمت میں اپنے تازہ حالات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ :

"چند غیر از جماعت شر پسند عناصر نے سخت پریشان کر رکھا ہے، کئی مقدمات میں الجھایا ہوا ہے، قتل کی دھمکیاں بھی دے رہے ہیں کہ حکومت ہمارے ساتھ ہے، ہم زمین چھین لیں گے، مکان جلا دیں گے اور کئی بار حملے بھی کر چکے ہیں اور متعدد بار فریقین میں سے زخمی بھی ہوئے ہیں۔ یہ لوگ ہماری زمین پر آکر جھگڑا کرتے ہیں اور زمین چھیننے کی کوشش کرتے ہیں، انتظامیہ خاموش تماشائی بنی رہتی ہے۔ دیگر محکمے بھی ہم پر ظلم کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے سوا ہمارا کوئی مددگار نہیں ہے۔ ہم غریب ہیں جبکہ فریق مخالف دولت مند ہے۔ چھوٹے بچے اور بچیاں سکول پڑھتی ہیں۔ ہمیں ہر وقت اپنی عزت و جان اور مال کا خطرہ رہتا ہے۔ مسلسل تین سال سے ہمارا بہت سا مالی نقصان ہو چکا ہے..."۔

(اقتباس از خط مکرم سیّد محمد صاحب، دوسیاہ جٹاں ضلع کوٹلی آزاد کشمیر)

● مکرمہ خالدہ پروین گھمن صاحبہ چک نمبر ۹۸ شمالی ضلع سرگودھا سے اپنے گاؤں میں احمدیت دشمنی پر مبنی حالات بیان کرتے ہوئے اپنے خط محررہ ۲۱ اگست ۸۹ء میں حضرت امام جماعت احمدیہ کی خدمت میں لکھتی ہیں کہ :

"کل پھر غیر احمدیوں نے چک ۹۹ اور ۹۸ میں ہنگامہ بلکہ فساد کیا ہے۔ ۹۹ کا تو مجھے پورا علم نہیں سوائے اس کے کہ تین احمدیوں کو پیٹا گیا ہے، ہمارے گاؤں میں تین خدام اور ایک انصار کو زخمی کیا گیا۔ پھر اندھا دھند فائرنگ کی اور سپیکر پر نہایت خوفناک اعلان کیے... نیز ہمارے اس سکول میں ہماری ۱۰-۱۱ احمدی ٹیچرز ہیں بمعہ میری بہن کے۔ ان کو بھی دھمکیاں مل رہی ہیں کہ یا ٹرانسفر کروا دینی ہے یا DISMISS کروا دینا ہے۔ بہت پریشان کن حالات ہیں۔ نہ رات نیند آتی ہے اور نہ دن کو سکون ملتا ہے۔ ساتھ والے گاؤں میں P.T.C. کھلی تھی وہاں پر ۱۱ احمدی لڑکیوں نے داخلہ لیا تھا جو کہ کینسل کر دیا گیا ہے کہ اقلیت کی سیٹ لو"۔ (اقتباس از خط مکرمہ خالدہ پروین گھمن صاحبہ، چک نمبر ۹۸ شمالی۔ ضلع سرگودھا۔ محررہ ۲۱ر اگست ۸۹ء)

● مکرم محمد اورنگ زیب صاحب قلعہ کالر والا ضلع سیالکوٹ سے تحریر فرماتے ہیں کہ: "خاکسار بی کام کا طالب علم ہے۔ ھیلے کالج لاہور میں داخلہ لیا ہوا ہے۔ ہوسٹل میں رہائش ہے۔ یونیورسٹی میں اسلامی جمعیت طلباء والوں کا اثر و رسوخ ہے۔ ہمارے ہوسٹل میں اسلامی جمعیت طلباء والوں کو معلوم ہو گیا ہے کہ خاکسار احمدی ہے۔ انہوں نے مجھے اپنے کمرہ میں بلا کر پستول سے حملہ کیا اور ظالمانہ رویہ اختیار کرنا چاہا لیکن خاکسار ان کے حملوں سے بال بال بچ گیا۔ لیکن اس بات پر مجھے اتنا رونا آیا کہ اللہ تعالیٰ کے حضور ڈیڑھ گھنٹہ تک روتا رہا۔ میرا قصور سوائے احمدی ہونے کے کچھ نہیں ہے۔ خاکسار ایسی باتیں والدین کو نہیں بتاتا اس لیئے کہ وہ ڈر سے مجھے پڑھائی سے ہٹا لیں گے"۔ (خط محررہ ۳۱ر اگست ۱۹۸۹ء)

● مکرم مشہود احمد خانصاحب اپنے خط محررہ ۴ر ستمبر ۸۹ء میں حضرت امام جماعت احمدیہ کی خدمت میں رقمطراز ہیں :

"خاکسار گھر سے چالیس کلومیٹر دور ہائی سکول میں ٹیچر ہے۔ دوسرے اساتذہ مجھ سے نفرت کرتے ہیں۔ آپ کو اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو گالیاں دیتے ہیں۔ مجھے قتل کرنے کی دھمکیاں دیتے ہیں۔ مسلمان ہونے کو کہتے ہیں لیکن خاکسار اللہ تعالیٰ کے فضل سے خون کے آخری قطرہ تک اپنے ایمان پر قائم رہے گا"۔

(اقتباس خط از مکرم مشہود احمد خان صاحب، چک نمبر ۶/۱۱-ایل۔ ضلع ساہیوال)

● مکرم وحید احمد صاحب سعید، پیر محل ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ سے اپنے ایک خط میں رقمطراز ہیں: "میرے والد محترم محمد سعید صاحب زرگر پہلے کلمہ طیبہ کے جرم میں مقدمہ میں ملوث کیئے گئے۔ پھر جنرل ضیاء کے مرنے (بقیہ صفحہ 44)

نوٹ : منڈی بہاؤالدین پاکستان کی احمدیہ مسجد سے حکومتِ پاکستان کے کارندوں نے کلمہ طیبّہ کی تختی اتار دی۔ جب الفضل میں یہ خبر چھپی مجھے دلی کوفت ہوئی کہ دیکھو یہ تو اللہ کا گھر ہے اور کلمہ اس کے نام کی تختی ہے گویا اللہ کے گھر کے باہر اس کی NAME PLATE تھی جو اتار دی گئی، اسی مضمون کو ذہن میں رکھ کر یہ اشعار لکھے گئے ہیں۔

تختی ہی دی اتار کہ لکھّا ہے تیرا نام
تجھ سے ہے انتقام کہ مجھ سے ہے انتقام

ہم اور پھیل جائیں گے اکنافِ دہر میں
اور اس کے چپّے چپّے پہ لکھیں گے تیرا نام

وہ ہے حبیبِ کبریا خیر الانام ہے
کی ساری کائنات خدا نے ہے جس کے نام

میں بھی تو کائنات کا حصّہ ہوں اے فقیہہ
مجھ پر بھی مہرباں ہے وہی رحمتِ تمام

کندہ ہے نام دل پہ خدا و رسول کا
اے بے خرد تو دل سے مٹائے گا کیسے نام

ہے غیر تو مجاز کہ پَر نوچ لے مرے
مجھ پر مگر اذانِ محبّت بھی ہے حرام

ہم وہ نورد جادۂ امن و اماں کے ہیں
کچھ بھی فساد و سبّ و شتم سے نہیں ہے نام

ہم بانٹتے ہیں کیفِ محبت ہی رات دِن
آ تو بھی میکدے میں اٹھا! بھر لے ایک جام

بطحا کے بوستاں سے جو آتی ہے صبح دم
رکھتی ہے سارا دن وہ معطر مرے مُشام

جس کا محیطِ رحم ہے ساری ہی کائنات
خالدؔ ہوں میں بھی اس کا ہی ادنیٰ سا اِک غلام

خالد ہدایت بھٹّی ایم اے، لاہور، پاکستان

خاموش رہیں تو کیسے رہیں دل روئے گا زاری ہوگی
محبوب پکاریں گر تجھ کو لوگوں کی دل آزاری ہوگی

گلیوں گلیوں میں بھٹکیں گے دیوانے سر ٹکرائیں گے
گر تو نہ ہماری بات سنے کیسی اپنی خواری ہوگی ؟

ہم راہِ وفا کے متوالے یوں ہم سے وفا کی بات نہ کر
جب سر سے کفن کو باندھیں گے جینے کی تیاری ہوگی

تم کرب و بلا کو بھول چکے ہم کو وہ ادائیں یاد ہیں سب
تم بعد میں سر کٹواؤ گے پہلے میری باری ہوگی

ہم اپنی متاعِ دل لے کر دوڑیں گے جان لٹانے کو
شعلہ شعلہ دل بھڑکے گا آنکھوں میں چنگاری ہوگی

یہ عشق و وفا کی بازی ہے جو ہم نے لگائی ہے لوگو
بازی ہے تو بس بازی ہوگی، جیتی ہوگی ہاری ہوگی

وقت آئے گا تو کود پڑیں گے جان ہتھیلی پر لے کر
آدھی نہ رہے گی رسم وفا جاری ہوگی ساری ہوگی

اللہ کی قسم کعبہ کی قسم تیار ہیں ہم مر مٹنے کو!
للّٰہ ہمیں یہ بتلا دو کب رسم وفا جاری ہوگی

تم کاش ہمیں پہچان سکو، کچھ دل میں ہمارے جھانک سکو
عظمت کے یہاں سچ ہی سچ ہے نہ جھوٹ نہ عیّاری ہوگی

ڈاکٹر فہمیدہ منیرؔ

تمباکو نوشی

اور

مُضر اثرات، تدارک

ڈاکٹر وسیم احمد ، ہائیڈل برگ

برسوں کی طبی تحقیقات کی رو سے تمباکو نوشی بلاشبہ انسانی صحت کے لیئے مضر ثابت ہوئی ہے۔ بہت سی بیماریوں کو یا تو یہ جنم دیتی ہے یا ان میں اضافہ کا باعث بنتی ہے۔ گذشتہ چند برسوں سے تمباکو نوشی کو ماحول کو آلودہ کرنے کا ایک بڑا ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔

تمباکو نوشی کی وجوہات :

عام طور پر اس کی دو وجوہات دیکھنے میں آتی ہیں۔ طبعی اور نفسیاتی۔ کچھ لوگ محض لطف اٹھانے کیلئے تمباکو نوشی کرتے ہیں۔ جبکہ کچھ لوگ بوریت یا ذہنی تناؤ دور کرنے یا زیادہ کام کی صورت میں اپنے آپ کو مستعد رکھنے کے لیئے تمباکو نوشی کو ضروری خیال کرتے ہیں۔ بعض طبعی طور پر نکوٹین (تمباکو سے حاصل شدہ ایک زہریلا جوہر) کے عادی ہو جاتے ہیں۔ اور نہ ملنے کی صورت میں نفسیاتی طور پر خود کو بے سکون محسوس کرنے لگتے ہیں۔ بعض لوگ اپنے آپ کو محض اونچی سوسائٹی کا ممبر ثابت کرنے کیلئے تمباکو نوشی کے مرتکب ہوتے ہیں۔

تمباکو نوشی کے فوری اثرات :

(۱) نکوٹین جو ایک زہر ہے منہ اور پھیپھڑوں کے ذریعہ خون میں شامل ہو جاتی ہے (۲) نکوٹین ایک زہریلا مادہ CATECHOLAMINES خارج کرتی ہے جس سے اعصابی پیغامات (NERVE SIGNALS) متاثر ہو جاتے ہیں۔ اور اس طرح انسان میں کام وغیرہ کے دوران تھکاوٹ کا احساس بھی کم ہو جاتا ہے (۳) کاربن مونو آکسائیڈ اور ایک اور زہریلا مادہ CYNIDE سردرد کا موجب بن سکتا ہے (۴) نکوٹین انسانی قوت مدافعت کو کم کرتی ہے، (۵) نکوٹین کی وجہ سے خون کی نالیاں تنگ ہو جاتی ہیں جس سے خون کا دباؤ (BLOOD PRESSURE) بڑھ جاتا ہے۔ (۶) مختلف کیمیکلز کے عمل سے دل کی رفتار (HEART RATE) میں اضافہ ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے دل کے لیئے مخصوص طاقت (ENERGY) کم ہونے لگتی ہے۔ اس طرح انسان طبعی طور پر زیادہ محنت و مشقت نہیں کر سکتا۔ (۷) تمباکو نوشی سے پھیپھڑے ہوا اور تمباکو کے دھوئیں سے بھر جاتے ہیں، جسکی وجہ سے پھیپھڑوں میں TAR (ایک قسم کا زہر) کی تھوڑی بہت مقدار جمع ہو جاتی ہے (۸) نکوٹین نظام ہضم کو بھی متاثر کرتی ہے جس سے بھوک کم لگنے لگتی ہے (۹) ہاتھ اور پاؤں کی خون کی رگیں سکڑ جاتی ہیں جو دورانِ خون کو متاثر کرتی ہیں (۱۰) کچھ کیمیائی اجزاء (جن کی ابھی تک شناخت نہیں ہو سکی) خون میں کولسٹرول (ایک چربی دار مادہ) کی مقدار کو بڑھانے کا باعث بنتے ہیں۔

مندرجہ بالا بداثرات تمباکو نوشی ترک کر دینے سے آہستہ آہستہ خود بخود زائل ہو جاتے ہیں، لیکن مسلسل اور وسیع پیمانے پر تمباکو نوشی ان کے مستقل قیام کی راہیں ہموار کر دیتی ہے۔

تمباکو نوشی کے ناخوشگوار نتائج :

مسلسل تمباکو نوشی کرنے والوں میں درج

ذیل علامات میں سے کوئی ایک' یا تمام علامات پائی جا سکتی ہیں۔

(۱) پھیپھڑوں کی صلاحیت و کارکردگی میں کمی کے باعث انسان جلد تھکاوٹ محسوس کرنے لگتا ہے۔ یہ صورت حال ناخوشگواری کے ساتھ ساتھ خطرناک بھی ثابت ہو سکتی ہے (۲) تمباکو کے دھوئیں میں چند محرش اثر رکھنے والے اجزاء (IRRITANTS) بھی شامل ہوتے ہیں جن کی وجہ سے غشائے مخاطی (MUCOUS MEMBRANE - ایک جھلی جو منہ سے لے کر پوری آنتوں کے اندر استر کرتی ہے) سے جاری ہونے والی رطوبت (MUCOUS) میں اضافہ ہو جاتا ہے جو مستقل کھانسی کا باعث بنتی ہے (۳) بھوک میں مستقل کمی : نکوٹین ایک مخصوص اعصابی نظام (AUTONOMIC NERVOUS SYSTEM) پر اثر انداز ہو کر بھوک میں مستقل کمی کا باعث بنتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلسل اور زیادہ تمباکو نوشی کرنیوالے پوری غذا کھانے سے قاصر رہتے ہیں (۴) تمباکو کے دھوئیں سے مستقل تعلق کے باعث چکھنے، اور سونگھنے کی حس میں خاطر خواہ کمی واقع ہو جاتی ہے (۵) نکوٹین کے باعث انگلیوں اور دانتوں کا رنگ تبدیل ہو کر زردی مائل ہو جاتا ہے (۶) خون کی ناکافی سپلائی کی وجہ سے ٹانگوں کی وریدیں پھول جاتی ہیں۔ اس حالت کو (VARICOSE VEINS) کہا جاتا ہے۔

مسلسل اور زیادہ تمباکو نوشی کے خطرناک اور جان لیوا نتائج

مسلسل اور بھاری تمباکو نوشی کی وجہ سے درج ذیل بیماریوں کے باعث موت کے خطرات بہت بڑھ جاتے ہیں۔ تمباکو نوشی نہ کرنے والوں اور زیادہ تمباکو نوشی کرنے والوں کے درمیان ان بیماریوں کے باعث موت واقع ہونے کی نسبت تقریباً ۲ : ۱ ہے۔

(۱) پھیپھڑوں کا سرطان (LUNG CANCER)

(۲) سانس کی نالیوں کی سوزش (CHRONIC BRONCHITIS)

(۳) نسیج (TISSUE) میں ہوا کی موجودگی (EMPHYSEMA) (تمباکو نوشی کی بدولت پھیپھڑوں کی ایک بیماری جس کی وجہ سے وہ اپنی لچک کھو دیتے ہیں)۔

(۴) دل کی شریان کی بیماری (CORONARYARTERY DS.)

(۵) فالج کا حملہ (STROKE)

(۶) گالوں کا سرطان (CANCER OF THE CHEEK)

(۷) نرخرہ کا سرطان (CANCER OF THE LARYNX)

(۸) حلقوم کا سرطان (CANCER OF THE PHARYNX) (منہ اور غذائی نالی کے بیچ میں عضلاتی نالی)

(۹) غذائی نالی کا سرطان (CANCER OF THE ESOPHAGUS)

(۱۰) معدہ یا بارہ انگشتی آنت کا زخم (زیادہ تر مردوں میں) (GASTRIC OR DUODENAL ULCER)

(۱۱) مثانہ کا سرطان (CANCER OF THE BLADDER) (زیادہ تر مردوں میں)

(۱۲) عورتوں کا دوران حمل تمباکو نوشی کرنا بچے کی ہلاکت کا موجب بھی بن سکتا ہے۔

بچے سگریٹ کیوں پیتے ہیں؟

جو بچے اپنے گھروں میں اپنے والدین یا بڑوں کو سگریٹ پیتا دیکھتے ہیں عام طور پر وہ بھی اس بری عادت کو اپنا لیتے ہیں۔ اسی طرح معاشرے کے ان افراد کو جن کا تعلق بچوں سے ہو سکتا ہے (مثلاً استاد ڈاکٹرز وغیرہ) سگریٹ پیتے ہوئے دیکھ کر بھی وہ اس طرف مائل ہو سکتے ہیں۔ جنسی کشش بھی انہیں تمباکو نوشی پر ابھار سکتی ہے۔ اس کے علاوہ ٹیلی وژن وغیرہ پر سگریٹ کی پرکشش و دل آویز اشتہار بازی بھی اس سلسلہ میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔

بچوں کو سگریٹ نوشی سے کیونکر باز رکھا جا سکتا ہے؟

اگر آپ سگریٹ پیتے ہیں تو پہلے خود سگریٹ نوشی ترک کرنے کی مثال قائم کیجیے۔ یہ قدم شاید بچوں کو سگریٹ نوشی سے باز رکھنے کے لیے سب سے کارگر ثابت ہو سکتا ہے۔ بچوں کو سگریٹ نوشی کے نقصانات اور اس کی بدولت مستقبل میں عود کر آنے والی بیماریوں کا خاطر خواہ علم نہیں ہوتا۔ اگر انہیں ان نقصانات اور بیماریوں سے متعلق معلومات فراہم کرتے رہیں تو یہ بھی اسی سلسلہ میں ممد و معاون ثابت ہو سکتا ہے۔ بچوں کو نہ کبھی خود سگریٹ پیش کیجیے، نہ کسی کو ایسا کرنے کی اجازت دیجیے۔

تمباکو نوشی ترک کرنے کی وجوہات

تمباکو نوشی ترک کرنے کے لیے بہت سی وجوہات پیش کی جا سکتی ہیں۔ طبی وجوہات سب سے زیادہ اہمیت کی حامل ہیں۔ اگر آپ تمباکو نوشی ترک کر دیں تو اپنے آپ کو بہت سی خطرناک اور جان لیوا بیماریوں سے بچا سکتے

ہیں، خاص طور پر پھیپھڑوں اور دل کی بیماریوں سے۔ آپ خود کو زیادہ چست و چالاک محسوس کرنے لگیں گے، اسی طرح آپ نسبتاً زیادہ محنت و مشقت کر سکتے ہیں۔ کھیلوں اور دیگر ورزشی مقابلہ جات میں بہتر حریف ثابت ہو سکتے ہیں۔

آپ کے گھر کا ماحول تمباکو کے دھوئیں سے پاک ہو جائے گا۔ اس طرح بچے اور دیگر اہل خانہ بھی پہلے کی نسبت سانس اور پھیپھڑوں کی بیماریوں سے محفوظ رہیں گے۔ اسی طرح آپ کے حلقۂ احباب میں سے وہ دوست جو پہلے ہی دمہ (ASTHMA) یا اسی قسم کی دیگر بیماریوں میں مبتلا ہیں آپ کی سگریٹ کے دھوئیں سے مزید متاثر نہیں ہوں گے۔

آپ کی سانس، کپڑے اور بال تمباکو کی بدبو سے پاک ہو جائیں گے، اور آپ کی انگلیوں اور دانتوں کا پیلا پن آہستہ آہستہ کم ہوتا چلا جائے گا آپ کی چکھنے اور سونگھنے کی حس بتدریج بہتر ہو جائے گی۔ ماحول کو آلودہ کرنے والوں میں آپ کا نام شامل نہیں ہوگا۔ اس کے علاوہ آپ تمباکو نوشی پر ضائع ہونے والی کافی رقم بچا سکیں گے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ آپ کے دوستوں اور خود آپ کی نظر میں آپ کی عزت بہت بڑھ جائے گی۔

تمباکو نوشی کم کرنے کے طریقے

اگر آپ سگریٹ نوشی ترک کرنے کو ناممکن سمجھتے ہیں تو بہت سے طریقے ایسے ہیں جن کی مدد سے آپ تمباکو میں موجود نکوٹین اور دیگر زہریلے مادوں سے کم سے کم متاثر ہو سکتے ہیں۔

(۱) پہلے کی نسبت کم سگریٹ یا سگار پیجیئے۔

(۲) دن میں کوئی ایسا وقت مقرر کر لیجیئے جس سے پہلے آپ سگریٹ نہیں پی سکتے۔ اور آہستہ آہستہ اس وقت کو بڑھاتے جائیے۔

(۳) اسی طرح پھر کوئی ایسا وقت مقرر کر لیجئے جس کے بعد آپ سگریٹ نہ پیئیں۔

(۴) اپنے روزمرہ کے معمولات میں تبدیلی کیجیئے۔ مثلاً وہ وقت، جگہ یا کمرہ جہاں آپ معمول کے مطابق سگریٹ نوشی کرتے ہیں۔

(۵) سگریٹ پیتے وقت کوئی اور کام مت کیجیئے۔ مثلاً پڑھنا لکھنا باتیں کرنا یا دیگر کام کاج۔ یہ طریقہ آپ کو یہ سوچنے میں مدد دے گا کہ آپ سگریٹ کیوں پی رہے ہیں۔

(۶) سگریٹ میں سے کچھ کش لیجیئے اور باقی سگریٹ ضائع کر دیجیئے

(۷) سگریٹ، سگار یا پائپ کو ایک کش سے زیادہ وقت کے لیئے اپنے منہ میں مت رہنے دیجیئے۔

(۸) سگریٹ کے آخری تیسرے حصہ میں زہریلے مادہ جات نسبتاً زیادہ پائے جاتے ہیں، اس لیئے اسے پھینک دیجیئے۔

(۹) اپنے موجودہ سگریٹ برانڈ کی نسبت وہ برانڈ استعمال کیجیئے جس میں نکوٹین اور دیگر زہریلے مادہ جات کم مقدار میں پائے جاتے ہوں۔

(۱۰) ایسے زہریلے مادہ جات کو فلٹر کرنے کیلیئے کوئی اچھا سگریٹ ہولڈر استعمال کیجیئے۔

(۱۱) یہ عہد کیجیئے کہ آپ آہستہ آہستہ سگریٹ کی تعداد میں کمی کرتے رہیں گے۔ اس سلسلہ میں ہر ہفتہ اپنے لیئے ایک نیا ٹارگٹ مقرر کیجیئے۔

تمباکو نوشی ترک کیجیئے!

(۱) اگر آپ سگریٹ نوشی ترک کرنے کا منصوبہ بنا چکے ہیں تو اسے بتدریج ترک کرنے کی بجائے بہتر ہے کہ یک لخت ترک کر دیجیئے۔ اس طرح آپ کا نکوٹین کا عادی جسم فوری طور پر اپنی عادت پر حاوی ہونے کی کوشش کریگا

(۲) ان بہت سی وجوہات کے بارہ میں سوچتے رہیئے جن کی وجہ سے آپنے تمباکو نوشی ترک کی ہے۔

(۳) سگریٹ نوشی ترک کرنے کیلیئے ایک خاص دن مقرر کر لیجیئے۔ اور تقریب کی سی صورت میں اپنا آخری سگریٹ پیجیئے اور باقی ماندہ سگریٹ اور لائیٹر وغیرہ ضائع کر دیجیئے۔

(۴) اپنے عہدِ ترکِ تمباکو نوشی کے متعلق زیادہ سے زیادہ لوگوں کو بتائیے اپنے گھر میں، کام پر، اور دیگر دوستوں کو بھی تاکہ یہ عہد توڑنا آپ کے لیئے مشکل تر ہو جائے۔ (۵) اپنے معمولات میں تبدیلی کرتے رہیئے تاکہ آپ بوریت کا شکار نہ ہوں (۶) اس سلسلہ میں بچنے والی رقم کا صحیح مصرف کیجیئے۔ ممکن ہو تو اسے کسی کی مدد کے لیئے استعمال کیجیئے۔

(۷) ٹرین کے اس حصہ میں سفر کیجیئے جہاں سگریٹ پینے کی اجازت نہ ہو۔

(۸) اپنے آپ کو تمباکو نوشی کے مضر اثرات سے آگاہ کرتے رہیئے۔

(۹) اگر آپ کسی ذہنی تناؤ کی وجہ سے سگریٹ پیتے تھے تو اِس سلسلہ میں دوسرے مشاغل تلاش کیجیئے۔

(۱۰) اگر آپ کو منہ میں کسی چیز کی ضرورت محسوس ہو تو کبھی کبھار چیونگم استعمال کر لیجیئے۔

ضروری نوٹ: اگر آپ کا جسم فوری طور پر نکوٹین سے چھٹکارا حاصل کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکا ہو، تو کچھ عرصہ کے لیئے نکوٹین کی گولیاں استعمال کی جا سکتی ہیں۔

۱۸ سالہ نوجوان کی

اعلیٰ تعلیم کے حصول کی خاطر انگلستان روانگی

پردیس میں علالت اور تنہائی کا احساس

چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ کی آپ بیتی

مکرم شیخ عبدالماجد صاحب، لاہور

چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کے والدین ڈسکہ ضلع سیالکوٹ کے رہنے والے تھے۔ والد کا اسم گرامی چوہدری نصر اللہ خان صاحب تھا۔ آپ کے والد بہت کم گو اور حلیم الطبع قانون دان تھے۔ نماز بہت پابندی سے سنوار کر ادا کرتے تھے اور تہجد کا التزام رکھتے تھے۔ خشیتِ الٰہی آپ کے قلب پر مستولی رہتی تھی۔ ساٹھ سال کی عمر میں جب انسانی قویٰ عموماً کمزور ہو جاتے ہیں چند مہینوں میں آپ نے قرآن مجید حفظ کرنے کی سعادت حاصل کی۔ آپ نے معہ اہلیہ محترمہ حج بیت اللہ کی توفیق بھی پائی تھی۔

چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کی والدہ حسین بی بی نہایت پرہیزگار اور سلیقہ شعار خاتون تھیں۔ نماز اور استغفار آپ کی رُوح کی غذا تھا بیواؤں اور یتامیٰ کی خبرگیری اور ان کی نگہداشت کرنے والی اور دینی غیرت رکھنے والی اس نیک دل خاتون کو شرک سے سخت نفرت تھی۔

چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کی ولادت سے قبل پانچ بچے اللہ کو پیارے ہو چکے تھے۔ چوہدری صاحب ۶ فروری ۱۸۹۳ء کو بمقام سیالکوٹ پیدا ہوئے سیالکوٹ سے میٹرک کر کے آپ نے بی اے آنرز گورنمنٹ کالج لاہور سے پاس کیا۔ ۱۹۰۹ء سے ۱۹۱۱ء تک علامہ اقبال کالج میں فلسفہ اور انگریزی کے مضامین پڑھاتے رہے ہیں۔ چوہدری صاحب کو علامہ سے انگریزی پڑھنے کا فخر حاصل ہوا۔

بیٹے نے قرآن مجید کا ترجمہ اکثر اپنے والد صاحب سے ہی پڑھا۔ اس سلسلہ میں چوہدری صاحب فرماتے ہیں "اولاد پر ہر ماں باپ کے احسانات کا سلسلہ لامتناہی ہوتا ہے اور مجھ پر میرے والد صاحب کے بے پایاں احسانات میں سے ایک احسانِ عظیم یہ تھا کہ انہوں نے مسلسل توجہ فرما کر مجھے قرآن کریم کے سادہ ترجمے سے شناسا کر دیا اور کے نتیجہ میں قرآن کریم کے ساتھ میری اجنبیت دور ہو گئی اور میرے دل میں قرآن کریم کا احترام اور عظمت قائم ہو گئے۔ اور مجھے قرآن کریم سے محبّت ہو گئی۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔ (تحدیث نعمت، طبع دوم صہ ۶)

مزید تعلیم کے حصول کے لیئے انگلستان جانے کا پروگرام زیر غور آیا تو باپ بیٹے دونوں نے استخارہ کیا اور کوئی امر مانع نہ پا کر ۱۸ سالہ ظفر اللہ خان انگلستان روانہ ہو گئے۔ چوہدری صاحب فرماتے ہیں:

"انگلستان میں خاکسار کے قیام کا عرصہ والدہ صاحبہ کے لیئے بہت ہی پریشانی کا زمانہ تھا۔ خاکسار تو اتنا ہی کر سکتا تھا کہ ہر ڈاک میں باقاعدہ خط لکھتا رہتا، چنانچہ اس میں خاکسار نے اس تمام عرصہ میں کبھی ناغہ نہیں ہونے دیا"

۱۹۱۲ء کی گرمیوں کی تعطیلات کے پہلے حصّے میں آپ انگلستان سے ناروے کی سیر کے لیئے گئے۔ سفر دس گیارہ دن کا تھا۔ برگن پہنچے تو وہاں گرینڈ ہوٹل میں قیام کیا۔ اس سے پہلے اتنی دور شمال کی طرف آنے کا آپ کو اتفاق نہیں ہوا تھا۔ یہ زمانہ پہلی عالمی جنگ کا تھا۔ وہاں جا کر آپ کو یوں محسوس ہوا کہ آپ اپنے معمول کے ماحول سے نکل کر ایک اجنبی ماحول میں آ گئے ہیں۔ دوسرے دن فجر سے کچھ پہلے طبیعت میں بے چینی محسوس ہونے لگی۔ نیند کھلنے پر بخار محسوس ہوا۔ ڈاکٹر کو طلب کیا گیا، حسب ہدایت دوائی استعمال کی گئی، مگر بے چینی اور درجہ حرارت دونوں بڑھتے چلے گئے۔ ماں باپ سے دور پردیس میں علیل بے یار و مددگار نوجوان پر کیا

رہتی ؟ آپ اپنی کیفیت یوں بیان کرتے ہیں :

"ڈاکٹر کے جانے کے بعد علاوہ بے چینی اور بخار کی تکلیف کے (ناروے کے اس دور دراز علاقے میں) مجھے شدت کے ساتھ تنہائی کا احساس ہونے لگا اور میرے خیالات کی رَو کچھ یوں چلنے لگی۔

پچھلے سال میں اپنے ماں باپ، بہن بھائیوں، دوستوں، رفیقوں سے جدا ہو کر انگلستان آیا۔ بے شک وطن اور عزیزوں سے جدائی کا احساس تھا، لیکن بفضل اللہ مجھے کوئی ایسی مشکل پیش نہ آئی جس سے میں پریشان ہوتا۔ فالحمد للہ اپنے مطالعہ کے لحاظ سے میری رفتار تسلی بخش رہی ہے۔ مسٹر ماس آرنلڈ میرے والد صاحب کو اچھی رپورٹ بھیجتے رہے ہیں۔ والد صاحب ضرور مجھ سے خوش ہوں گے کہ میں اپنے وقت کا ٹھیک استعمال کر رہا ہوں۔ والدہ صاحبہ اپنی بے اندازہ محبت کی وجہ سے میرے لئے بہت دعائیں کرتی ہوں گی ---... اب میں انگلستان سے بھی آگے ایک ملک میں آ گیا ہوں۔ میں نے اب تک حتی الوسع اسلام کے احکام کی پابندی کی ہے... ڈاکٹر صاحب کا خیال ہے کہ مجھے جہاز پر سردی لگ گئی ہے، ممکن ہے ایسا ہی ہو یا کل شام جھیل کے کنارے سردی لگ گئی ہو، لیکن میری طبیعت بہت بے چین ہے۔ معلوم نہیں اس کی کیا وجہ ہے۔ بخار تو مجھے پہلے بھی کئی بار ہوا ہے لیکن یہ حالت تو کبھی نہیں ہوئی۔ سردی لگ جانے سے نمونیہ کا آغاز بھی ہو سکتا ہے، اس صورت میں مجھے یہاں چند دن پڑے رہنا ہوگا اور میں آج شام اپنے ساتھیوں کے ہمراہ ناروے فورڈز کی سیر کیلئے زائرین کے جہاز ماترا پر نہیں جا سکوں گا۔ پھر بیماری پر خرچ بھی ہو گا۔ ہوٹل کا، ڈاکٹر کا، دوائیوں کا۔ میرے پاس زیادہ روپیہ بھی نہیں۔ پھر میں اکیلا ہوں کوئی ہمدرد ساتھی نہیں۔ نمونیہ سے لوگ مرتے بھی ہیں۔ گھر بار، وطن، عزیزوں سے بہت دور کسمپرسی اور بیکسی کی موت ہو گی۔ ایک بھی تو جاننے والا پاس نہیں ہوگا۔ جہاں چاہیں گے اٹھا کر پھینک دیں گے، کسی کو خبر تک نہ ہو گی۔ میری ماں کو معلوم ہو گا تو ان کا کیا حال ہو گا۔ میں نے تو کبھی گھر خط لکھنے میں ناغہ نہیں کیا، اب خط نہ ملے گا تو پریشان ہوں گی، میرے بیٹے نے پردیس جا کر اتنی جلدی مجھے بھلا دیا وہ ایسا تو نہیں تھا معلوم نہیں کس مشکل میں پھنس گیا ہے۔ دعائیں کریں گی یا اللہ! میرے معصوم پردیسی کی حفاظت کیجیو۔ پھر جب اطلاع ملے گی تو غم و اندوہ کے درمیان ایک گونہ حیرت بھی ہو گی۔ بھلا ولایت تو میں نے سنا ہوا ہے انگریزوں کا ملک ہے، یہ ناروے کیا ہے اور میرا بیٹا وہاں کیا کرنے گیا تھا۔ معلوم نہیں کسی نے اسے کیا کر دیا۔ آخر صبر کر کے بیٹھ جائیں گی۔ مجھ سے پہلے بچوں کی وفات پر بھی صبر کیا تھا اب اس پر بھی اللہ تعالیٰ صبر دے گا۔ ہاں مغفرت کی دعا کرتی رہیں گی، اور درمیانی عرصہ خواہ کتنا لمبا ہو جائے آخر ملاقات ہو گی اور اس کے بعد جدائی نہ ہو گی۔ یہی حال میرے باپ کا ہو گا۔ منہ سے تو کچھ نہ کہیں گے لیکن حیران وہ بھی ہوں گے کہ ناروے جانے کی کیا ضرورت پیش آ گئی تھی۔ خدا کی رضا کو وہ بھی صبر سے قبول کریں گے۔ بھائی ابھی چھوٹے ہیں۔ اس خبر سے انہیں صدمہ تو ہو گا لیکن جلد بھول جائیں گے۔ اتنا یاد رہ جائے گا کہ ہمارا بڑا بھائی تعلیم کیلئے انگلستان گیا تھا، ادھر ہی کہیں فوت ہو گیا۔ بہن اٹھارہ سال کی ہیں وہ شاید زیادہ عرصہ یاد کرتی رہیں۔ شمشاد علی خان کو غم ہو گا ایک باوفا دوست جدا ہو گیا۔ آسکر کو افسوس ہو گا ایک ایشائی جو دوستی کے قابل تھا رخصت ہو گیا۔ میں گھر سے تعلیم کے لئے انگلستان آیا تھا، ایک سال بھی پورا نہ کرنے پایا۔ تعلیم پوری کر لیتا واپس چلا جاتا، کامیاب بیرسٹر ہوتا۔ شادی کرتا بچے ہوتے، ان کی اچھی پرورش کرتا، نیک نام ہوتا پھر بوڑھا ہوتا۔ پھر کیا ؟ پھر بھی یہی ہوتا جو آج سامنے نظر آ رہا ہے، کوئی اتنا بڑا فرق تو نظر نہیں آتا کہ جو ایک دن ہو کر ہی رہنا ہے۔ وہ آج ہو یا پچاس سال بعد۔ بس اتنی ہی حقیقت ہے نا زندگی کی! تو اے اللہ میں تیری رضا پر راضی ہوں۔ ہاں تجھ سے اتنی عاجزانہ التجا ہے کہ تو میرے ماں باپ کے دل کی ڈھارس ہو جائیو۔ ان کی باقی اولاد کو ان کیلئے خوشیوں کا موجب بنائیو۔ اے اللہ میں تجھ سے راضی ہوں تو مجھ سے راضی ہو جائیو۔"

جوں جوں میں اپنے تخیل میں اپنی عزیز ترین ہستیوں سے رخصت ہوتا گیا زندگی اور موت کی حقیقت اور قدر مجھ پر کھلتی گئی۔ میری بے چینی سکون سے بدلتی گئی۔ اس دو تین گھنٹوں کے عرصے میں جب یہ خیالات میرے دل و دماغ سے آہستہ آہستہ گذرتے رہے، مجھے اپنی حالت پر ترس آیا نہ میرے دل میں کوئی حسرت پیدا ہوئی نہ کوئی آخری تمنا میرے دل میں اٹھی، نہ ماں باپ اور عزیزوں کی یاد سے میری آنکھ تر ہوئی۔ میں ایک ایک سے رخصت ہوا اور جس جس سے رخصت ہوتا گیا پھر میرا خیال اس کی طرف نہیں لوٹا۔ آخر میں میں تنہا، بے یار و مددگار، بے کس و بے بس اپنے رب کے حضور کھڑا ہو گیا اور میرے دل نے بغیر کسی تامل کے کہا :

اے اللہ! میں حاضر ہوں اور میں تیری رضا پر راضی ہوں۔"

اس کے ساتھ ہی میں آرام کی نیند سو گیا۔ شاید میں گھنٹہ بھر سویا ہوں گا بیدار ہوا تو میں نہایت نحیف ہو رہا تھا لیکن مجھے بے چینی کا احساس تھا نہ بخار کا۔ میں آہستہ آہستہ بستر سے اٹھا منہ ہاتھ دھویا، وضو کیا، نماز ادا کی پھر لیٹ گیا، پھر اٹھا اور سامان باندھنا شروع کیا ___ کھانے کے کمرے میں گئے تو میں نے شوربے اور پھل پر اکتفا کیا۔ ۹ بجے شب ہم جہاز

باقی صفحہ 44 پر

نماز مترجم

نماز پڑھنے کا طریق

نماز پڑھنے والا جب نماز پڑھنے کیلئے کھڑا ہو دونوں ہاتھ کانوں یا کندھوں تک اٹھائے اور تکبیر تحریمہ یعنی اَللّٰہُ اَکْبَر کہہ کر ہاتھ سینہ پر یا اس کے نیچے اس طرح باندھے کہ دایاں ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ پر پہنچے سے آگے ہو اور حسب ذیل ثناء اور تعوذ اور تسمیہ پڑھے

ثناء

سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ

پاک ہے تو اے اللہ اور اپنی تعریف کے ساتھ اور برکت والا ہے

وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ ط

تیرا نام اور بڑی ہے تیری شان اور نہیں ہے کوئی معبود تیرے سوا۔

تعوذ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ط

پناہ مانگتا ہوں میں اللہ تعالیٰ کے مدد کے ساتھ شیطان راندے ہوئے سے

تسمیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

پڑھتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے۔

(نوٹ: ثنا اور تعوذ صرف پہلی رکعت میں پڑھے۔)

سورۃ فاتحہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (لا) الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ (لا)

سب تعریف اللہ کے لیئے ہے جو پرورش کرنے والا ہے تمام مخلوقات

مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ (ط) اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ

کی۔ بن مانگے دینے والا اور سچی محنت کو ضائع نہ کرنیوالا۔ مالک ہے جزا

نَسْتَعِيْنُ (ط) اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ (لا)

سزا کے دن کا۔ تیری ہی ہم عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہم مدد مانگتے ہیں

صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ لا غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ

ہم کو چلا سیدھے راستہ پر۔ ان لوگوں کا راستہ جن پر تیرا فضل ہوا نہ ان

عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ○ (آمین)

لوگوں کا راستہ جن پر تیرا غضب ہوا اور نہ گمراہوں کا۔ (قبول فرما)

سورۃ اخلاص

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

پڑھتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے۔

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ○ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ○ لَمْ

تو کہہ وہ اللہ ایک ہے اللہ تعالیٰ کے سب محتاج ہیں وہ کسی

يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ ○ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ

کا باپ نہیں اور نہ ہی وہ کسی کا بیٹا ہے۔ اور کوئی بھی نہیں اس

كُفُوًا اَحَدٌ ○

کا ہمسر۔

اس کے بعد تکبیر اَللّٰہُ اَکْبَر کہے اور رکوع میں جائے۔ یہ رکوع کی تسبیح کم از کم تین بار پڑھے اور زیادہ بار پڑھنے میں طاق (یعنی تین یا پانچ یا سات) اعداد کا لحاظ رکھے۔

سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ ط

پاک ہے میرا رب بڑی عظمت والا۔

جب اطمینان سے رکوع کر چکے تو سیدھے کھڑے ہو کر تسمیع و تحمید پڑھے

تسمیع

سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ

اللہ تعالیٰ نے اس کی سُنی جس نے اس کی تعریف کی۔

تحمید

رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ

اے ہمارے ربّ سب تعریف تیرے ہی لیئے ہے۔

تحمید کے ساتھ یہ بھی پڑھ سکتے ہیں حَمْدً کَثِیْرً طَیِّبًا مُبَارَکًا فِیْهِ

یعنی وہ تعریف جو نہایت زیادہ اور پاک جس میں برکت ہو۔

اس کے بعد اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر سجدہ میں جائے اور یہ سجدہ کی تسبیح تین بار یا زیادہ طاق بار پڑھے؛

سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی ۔ پاک ہے میرا رب جو بڑی شان والا ہے؛

دعا بین السّجدتین

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ وَ ارْحَمْنِیْ وَاهْدِنِیْ وَعَافِنِیْ

اے اللہ میرے گناہ بخش دے اور مجھ پر رحم کر اور مجھے ہدایت دے اور مجھے

وَارْفَعْنِیْ وَاجْبُرْنِیْ وَارْزُقْنِیْ ۔

تندرستی دے اور مجھے عزت عطا کر اور اصلاح کر میری اور رزق دے مجھکو؛

اس کے بعد دوسرا سجدہ پہلے سجدہ کی طرح کرے پھر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر اسی طرح کھڑا ہو جائے جس طرح پہلے کھڑا تھا اور پہلی رکعت کی طرح اس دوسری رکعت کو بھی سورۃ فاتحہ کے ساتھ کوئی دوسری سورۃ یا قران کریم کا کچھ حصّہ شامل کر کے ادا کرے اور سجدوں سے فارغ ہو کر اس طرح بیٹھ جائے کہ بایاں پاؤں بچھائے اور دایاں پاؤں کھڑا رکھے اور ہاتھوں کو رانوں پر رکھ کر یہ تشہد پڑھ کر درود اور دعائیں پڑھے ۔

تشہّد

اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ

تمام زبانی اور بدنی اور مالی عبادتیں اللہ تعالیٰ کے لیئے ہیں۔ سلامتی ہو

عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

آپ پر اے نبی کریم اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں

اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِیْنَ ط اَشْهَدُ

سلامتی ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر۔ میں گواہی دیتا ہوں

اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدً عَبْدُهٗ

کہ نہیں کوئی معبود مگر اللہ تعالیٰ اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد (صلعم)

وَرَسُوْلُهٗ۔

اس کے نیک بندے اور رسول ہیں؛

درود شریف

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا

اے اللہ فضل کر محمد (صلعم) پر اور محمد (صلعم) کی پیروی کرنے

صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰٓی آلِ اِبْرَاهِیْمَ

والوں پر جس طرح تو نے فضل کیا ابراہیمؑ پر اور ابراہیمؑ کی پیروی

اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۔ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ

ضرور تو حمد والا بڑی شان والا ہے

کرنے والوں پر۔ اے اللہ تعالیٰ برکتیں نازل فرما محمد (صلعم) پر

وَّعَلٰٓی آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰٓی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰٓی

اور محمد (صلعم) کے فرمانبرداروں پر جس طرح برکت نازل فرمائی تو نے

آلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

ابراہیمؑ پر اور ابراہیمؑ کے فرمانبرداروں پر، ضرور تو حمد والا بڑی شان والا ہے

دعائیں

(۱)

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ

اے ہمارے رب العزت دے ہمکو اس دنیا میں ہر قسم کی بھلائی اور آخرت

حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ط

میں بھی ہر قسم کی بھلائی اور بچا ہم کو آگ کے عذاب سے؛

(۲)

رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ

اے میرے رب العزت بنا مجھ کو قائم کرنے والا نماز کا اور میری

رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ ط رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ

اولاد کو بھی اے رب العزت ہمارے اور قبول فرما میری دعا۔ اے ہمارے

وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ ط

رب العزت بخش دے مجھ کو اور میرے ماں باپ کو اور سب مومنوں کو جس دن

حساب قائم ہو؛

دُعاءِ قنوت

نماز وتر کی تیسری رکعت میں اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر

رکوع کرنے کے بعد سیدھے کھڑے ہو کر یہ دعاءِ قنوت پڑھے؛

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنُؤْمِنُ

اے اللہ تعالیٰ ہم تجھ سے مدد چاہتے ہیں اور تیری بخشش چاہتے ہیں اور ہم

بِكَ وَنَتَوَكَّلُ عَلَیْكَ وَنُثْنِیْ عَلَیْكَ الْخَیْرَ

تجھ پر ایمان لاتے ہیں اور بھروسہ رکھتے ہیں اور ہم خوبیاں بیان کرتے ہیں تیری

وَنَشْكُرُكَ وَلَا نَكْفُرُكَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ

اور شکر کرتے ہیں تیرا اور نہیں ناشکری کرتے تیری ہم قطع تعلق کرتے اور چھوڑتے

مَنْ یَّفْجُرُكَ ط اَللّٰهُمَّ اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ

ہیں اس کو جو نافرمانی کرے تیری۔ اے اللہ تعالیٰ ہم تیری عبادت کرتے ہیں اور

نُصَلِّیْ وَنَسْجُدُ وَاِلَیْكَ نَسْعٰی وَنَحْفِدُ وَنَرْجُوْا

نِدائے حق

• داعیان الی اللہ کی راھنمائی اور تبلیغ کی غرض سے حضرت میر محمدؐ اسحاق صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نہایت مفید اور حوالہ جات سے پُر تصنیف "ندائے حق" کا دوسرا حصّہ قسط وار شائع کیا جا رہا ہے اس سے قبل جماعت احمدیہ مغربی جرمنی کی طرف سے اس کتابچہ کا پہلا حصہ شائع کیا جا چکا ہے ۔

پادری جوالا سنگھ صاحب سے ہمارے مطالبات

پچھلے دنوں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے ارشاد کے ماتحت مولانا سیّد محمد سرور شاہ صاحب کے ہمراہ مجھے بھی عیسائیوں کے مقابلہ کے لیئے گوجرانوالہ جانے کا اتفاق ہوا تھا۔ وہاں پر جو مباحثہ ہوا اس پر مختصر رپورٹ "الفضل" میں چھپ چکی ہے لہٰذا زیادہ تفصیل کی چنداں ضرورت نہیں، لیکن چونکہ عام طور پر احمدی احباب کا مقابلہ عیسائیوں سے رہتا ہے اس لیئے میں یہاں ان مطالبات کا دہرا دینا خالی از فائدہ نہیں سمجھتا جو ہم نے عیسائیوں کے لائق مباحث پادری جوالا سنگھ صاحب سے دوران مباحثہ میں کیئے اور جن کا جواب باوجود بہت ہاتھ پاؤں مارنے کے پادری صاحب سے نہ بن سکا اور اس طرح پر انہوں نے اپنے لاجواب ہونے سے ان مطالبات کے قوی ہونے پر مہر لگا دی۔ اگر عیسائیوں سے گفتگو کرتے وقت احباب یہ مطالبات ان کے سامنے پیش کریں تو میرا یقین ہے کہ انشاء اللہ العزیز کبھی بھی ان مطالبات کے جواب دینے سے عہدہ برآ نہیں ہو سکیں گے اور ہمارے احباب کی فتح ہوگی ذیل میں وہ مطالبات نمبر وار درج کر دیئے جاتے ہیں :

پہلا مطالبہ :- عیسائی کہتے ہیں کہ خدا نے اپنا اکلوتا بیٹا ہمیں بخشا جو ہم پر قربان ہوا۔ اس پر ہم ان سے سوال کرتے ہیں کہ جب مسیح کو صلیب پر لٹکایا گیا تو صلیبی تکالیف کو جسم کے ذریعہ مسیح کی انسانی روح نے محسوس کیا یا الوہیت نے ؟

اگر انسانی روح نے دکھ محسوس کیئے تو ہم پر ایک انسان قربان ہوا نہ کہ خدا کا اکلوتا اقنوم ثانی (جِسے عیسائی دوسرا خدا کہتے ہیں)۔ اگر صلیبی دکھ الوہیت نے محسوس کیئے تو یہ الوہیت کا نقص ہے کہ وہ بھی انسانی روح کی طرح دکھ محسوس کرتی ہے اور پھر یہ بھی عیسائی صاحبان بتا دیں کہ اگر الوہیت بھِی دکھوں میں مبتلا ہو سکتی ہے تو الوہیت اور انسانیت میں مابہ الامتیاز کیا رہا ؟

دوسرا مطالبہ : عیسائیوں کے نزدیک تثلیث کے تین اقانیم ہیں باپ ، بیٹا ، روح القدس ۔ اس پر ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا تینوں میں کوئی مابہ الامتیاز بھی ہے یا نہیں ؟ اگر کوئی بھی مابہ الامتیاز نہیں تو تین اقنوم نہ ہوئے ، صرف ایک ہوا۔ اگر کوئی مابہ الامتیاز ہے تو وہ اعلیٰ صفت ہے یا ادنیٰ ؟ اگر اعلیٰ ہے تو ایک اقنوم میں اعلیٰ بات ہے جو دوسرے دو اقنوموں میں نہیں تو اس طرح وہ دو اقنوم ناقص ہوئے اور ناقص افراد کا مجموعہ بھی ناقص ہوتا ہے۔ اور اگر مابہ الامتیاز کوئی بری یا ادنیٰ صفت ہے تو یہ بھی الوہیت کا نقص ہے کہ ایک اقنوم میں ایک بُری صفت ہے جس سے دوسرے دو اقنوم بری ہیں۔

تیسرا مطالبہ : عیسائیوں کا یہ کہنا ہے کہ مسیح کے سوا کوئی انسان گناہ سے پاک نہیں، ایک بالکل بے بنیاد دعویٰ ہے جس کا کوئی ثبوت نہیں، بلکہ خود بائبل کے خلاف ہے۔ دیکھو لُوقا باب ایک، آیت ۶ ۔ وہاں لکھا ہے کہ ذکریا نامی ایک کاہن تھا اس کی جورو ہارون کی بیٹیوں میں سے تھی، اور اس کا نام الیشبع تھا۔ وہ دونوں خدا کے حضور راستباز اور خداوند کے سارے حکموں اور قانونوں پر بے عیب چلنے والے تھے۔ دیکھئے یہ ذکریا اور اس کی بیوی کی تعریف ہے جو نبی بھی نہیں صرف معمولی کاہن ہے۔ اس عبارت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ دونوں میاں بیوی بالکل بے گناہ تھے اور خدا تعالیٰ کے جس قدر بھی قانون تھے سب پر عمل کرتے تھے۔ پھر ان کا عمل کوئی معمولی نہ تھا بلکہ وہ خدا کے حکموں پر بے عیب چلنے والے تھے اور نہایت راستباز تھے تو یہ دعویٰ کرنا کہ آدم کی اولاد میں سب گنہگار ہیں لوقا کے نزدیک غلط ہے، کیونکہ ذکریا اور اس کی بیوی جو بالکل بے گناہ تھے باوا آدم کی اولاد میں سے تھے اب عیسائی صاحبان بتائیں کہ مسیح کے سِوا باقی سب کے گنہگار ہونے کی کیا دلیل ہے ؟

چوتھا مطالبہ : پادری صاحب کا یہ کہنا کہ چونکہ مسیح کے متعلق نئے

عہدنامہ میں لکھا ہے کہ وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا یہ اس کی الوہیت کی دلیل ہے، اس پر میرا ایک اعتراض ہے کہ اگر مسیح کے ازلی ہونے کے ذکر سے اس کی الوہیت ثابت ہوتی ہے تو ملک صدق سالیم کو بھی عیسائی صاحبان خدا مانیں کیونکہ اس کے متعلق بھی عہدنامہ جدید میں لکھا ہے کہ وہ ازلی ابدی ہے چنانچہ عبرانیوں باب ۷ آیت ۳ میں لکھا ہے :۔ "شاہ سالیم یعنی سلامتی کا بادشاہ یہ بے باپ، بے ماں، بے نسب نامہ جس کے دنوں کا شروع نہ زندگی کا آخر بلکہ خدا کے بیٹے سے مشابہ ہوا" دیکھیئے یہاں پر صاف اقرار ہے کہ ملک صدق سالیم ازلی ابدی ہے۔ سو اگر ازلی ابدی کے الفاظ سے مسیح خدا ثابت ہوتا ہے تو پھر ملک صدق سالیم کو بھی الوہیت کے مرتبہ تک پہنچا ہوا ماننے پڑے گا۔

پانچواں مطالبہ : پادری علی بخش صاحب نے اپنے لیکچر میں خدا کے مجسم ہونے کی پہلی ضرورت یہ پیش کی ہے کہ چونکہ خدا انسان کی آنکھ سے پوشیدہ ہے اور پوشیدہ چیزوں پر انسان کا قوی ایمان نہیں ہوتا اس لیئے وہ مجسم ہوا تاکہ خدا کو دیکھ کر ایمان قوی ہو۔ اس پر میرے چار اعتراض ہیں :

۱۔ تسلیم کر لو کہ مسیح مجسم خدا تھا مگر پادری صاحب کی بیان کردہ ضرورت پوری نہیں ہوتی کیونکہ خدا کو تو پھر بھی کسی نے نہیں دیکھا اور جو جسم حواریوں اور یہودیوں، دوستوں اور دشمنوں کو نظر آتا تھا وہ انسانی جسم تھا (یہ بات عیسائی خود تسلیم کرتے ہیں) نہ کہ الوہیت تھا۔ اور الوہیت جس طرح مسیح کے مجسم ہونے سے پہلے لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ تھی، وہ تو اب مجسم ہونے کے بعد بھی پوشیدہ ہی رہی اور کوئی نیا انکشاف حاصل نہ ہوا۔ مسیح کی الوہیت تو لوگوں نے مشاہدہ نہیں کی۔ صرف اس کا جسم دیکھا اور اس کے جسم کو تم خود انسانی جسم تسلیم کرتے ہو۔

۲۔ دوسری جرح اس پر یہ ہے کہ اگر بغیر خدا کے مجسم ہونے کے کسی کو خدا پر قوی یقین نہیں ہوتا تو بتاؤ آدم سے لے کر مسیح تک ہزاروں برس خدا نے کیوں مجسم اختیار نہ کیا۔ کیا اسے مسیح تک تمام قوموں کے ایمان کا فکر نہ تھا؟

۳۔ تیسری جرح یہ کی جاتی ہے کہ اگر خدا کو مجسم دیکھنے کے بغیر ایمان قوی نہیں ہوتا تو بتاؤ کہ مسیح کے بعد جس قدر عیسائی دنیا میں ہوئے ان کے ایمان بڑھانے کا کون سا ذریعہ خدا تعالیٰ نے بنایا ہے؟

اور علاوہ ازیں یہ بھی تسلیم کر لیجئے کہ مسیح سے لے کر اب تک انیس سو (1900) برس کے لمبے عرصے میں ایک عیسائی بھی قوی الایمان پیدا نہیں ہوا۔ اور یہ سب بشپ وغیرہ ضعیف الایمان ہیں۔

۴۔ چوتھی بات آپ سے یہ پوچھنی ہے کہ پولوس صاحب (۱۔ تین خدا۔ ۲۔ سؤر کے گوشت کا جواز۔ ۳۔ کفارہ ۴۔ مسیح کی صلیبی لعنتی موت یہ سب

(باقی صفحہ 47 پر)

داعیان الی اللہ مغربی جرمنی کے نام

محترم امیر صاحب کی تازہ ہدایت

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے تازہ خط کی روشنی میں میں جملہ داعیان الی اللہ اور تبلیغ کا جوش رکھنے والے احباب سے گذارش کرتا ہوں کہ وہ اپنی تبلیغی کوششوں کو تیز تر کردیں اور جماعت احمدیہ کی دوسری صدی کے پہلے سال کی بیعتوں کے ٹارگٹ ایک لاکھ کو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے تمام جماعتوں کو دیا ہے اسکو پورا کرنے کیلئے ایڑھی چوٹی کا زور لگا دیں۔ دوسری صدی کا پہلا سال جو ۲۲ مارچ ۹۰ء کو ختم ہو رہا ہے ہماری بھرپور کوشش اور دعا ہونی چاہیئے کہ اپنے زیر تبلیغ جو دوست ہیں ان کی اس رنگ میں مدد اور رہنمائی کریں کہ وہ بیعت کر کے باقاعدہ جماعت میں شامل ہو جائیں تا مغربی جرمنی کی جماعت اس لحاظ سے بھی اپنے آقا کی خوشنودی حاصل کر سکے۔ صدران جماعت ایسے پروگرام ترتیب دیں کہ پورے ملک میں تبلیغ کا ایک شور برپا ہو جائے۔

○ ○ ○

اِسلام آباد (پاکستان) میں

پلاٹ برائے فروخت

اِسلام آباد انٹرنیشنل ائرپورٹ کے نزدیک **ایک کنال** کا پلاٹ برائے فروخت موجود ہے۔ پلاٹ کی خصوصیات اور دیگر معلومات کیلئے رابطہ کریں:

عبدالمومن (ھمبرگ)

040-7923770 یا 04161-53719

ہماری مساعی

ہمبرگ سے سید افتخار احمد صاحب اپنی تبلیغی مساعی کے بارہ میں رقم طراز ہیں: ہمبرگ شہر میں سات BEZIRKS AMT ہیں اور ہر ایک میں تقریباً دو سے تین لاکھ آبادی ہے۔ ان سات میں سے ایک BEZIRKS AMT ALTONA ہے۔ صد سالہ اظہار تشکر کے سلسلہ میں خاکسار نے ان سے رابطہ کیا۔ الحمد للہ یہ کوشش کامیاب ہوئی اور انہوں نے ہمیں ۲۸ دسمبر ۱۹۸۹ء تین بجے بعد دوپہر کا وقت دیا۔ یہ ہماری خوش قسمتی تھی کہ مکرم امیر صاحب مغربی، محترم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب بھی اتفاقاً اس دن ہمبرگ میں ہی موجود تھے اور اس طرح وہ بھی اس پروگرام میں شامل ہوئے۔ مکرم امیر صاحب نے جماعت احمدیہ کا تعارف کروایا اور LEITER کے سوالوں کے تسلی بخش جواب دیئے۔ یہ گفتگو تقریباً ۴۵ منٹ تک جاری رہی۔ آخر میں مکرم امیر صاحب نے LEITER BEZIRKSAMT کی خدمت میں جرمن ترجمہ والا بڑا قرآن کریم، حضرت مسیح موعود علیہ السلام منتخب احادیث اور منتخب اقتباسات کا ایک سیٹ پیش کیا اور ساتھ ہی ایک پلیٹ بھی جس پر جماعت احمدیہ کا EMBLEM بنا ہوا تھا۔ BEZIRKSAMT LEITER نے بتایا کہ میں آپ کی یہ کتب اپنے علاقہ کی لائبریری میں رکھوا دوں گا۔ اور اپنے ذاتی مطالعہ کے لیے ایک اور سیٹ کی خواہش ظاہر کی، جو بعد میں پوری کر دی گئی۔ (سید افتخار احمد سیکرٹری تبلیغ ہمبرگ)

اس موقع پر لی گئی ایک تصویر

●●●

مکرم الطاف حسین صاحب صدر جماعت MANN HEIM لکھتے ہیں: ایک خوش کن خبر ارسال کر رہا ہوں۔ مورخہ ۳ دسمبر ۸۹ء کو ہم ممبران جماعت نے شہر من ہائم کے اسسٹنٹ میئر سے ملاقات کی اور قرآن مجید کا تحفہ پیش کرنے کے ساتھ ساتھ بلدیہ شہر کو ایک خوبصورت پودا جماعت کی طرف سے پیش کیا گیا جو کہ شہر کی مشہور تفریح گاہ LUISEN PARK میں جماعت کے نام کی تختی کے ساتھ لگایا جائے گا۔ صد سالہ جشن تشکر کے سلسلہ میں اس ملاقات کے دوران ان کے ہاں شہر کے سب سے معروف اخبار MANN HEIM MORGEN کے نمائندگان بھی تشریف لائے ہوئے تھے۔ وہاں تفصیلی گفتگو کے دوران جماعت کا تعارف کروایا گیا۔ وہاں پر موجود شہر کی DIAKONISCHSWERK کی CHEFIN بھی اس ملاقات میں شریک تھیں اور انہوں نے جماعت کے ساتھ مکمل تعاون کرنے کا وعدہ کیا۔ جماعت کے بچوں کی دینی تربیت اور مادری زبان میں تعلیم دلوانے کے لیے ایک سکول میں جگہ اور تمام سہولیات فراہم کرنے کا وعدہ کیا ہے، اور اپنے خرچ پر احمدی استاد بھی تعینات کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری ان چھوٹی چھوٹی مساعی میں بے انتہا برکت ڈالے۔ آمین۔

اس موقع پر لی گئی ایک یادگار تصویر

(الطاف حسین۔ صدر جماعت من ہائم)

کولون مشن میں

تبلیغی مساعی کی ایک جھلک

کولون ریجن اپنی خدمات اور تبلیغی کوششوں میں معمول کی طرح اس مرتبہ بھی پیش پیش رہا۔ یکم دسمبر ۱۹۸۹ء کو صدر صاحب جماعت DÜREN نے ریجنل امیر صاحب کو اطلاع دی کہ مورخہ ۸ دسمبر بروز جمعہ ایک سکول کے کم وبیش ۶۰ بچے اپنے اساتذہ کے ہمراہ کولون مشن میں صد سالہ تقریبات کے سلسلہ میں نمائش دیکھنے آئیں گے۔ اس سلسلہ میں محترم امیر صاحب سسٹر عائشہ اور مسز MARIA SANG کو خصوصاً بلوایا گیا تاکہ جرمن زبان میں دسترس رکھنے کی وجہ سے آپ مہمانوں کے سوالات کا موزوں جواب دیں۔

نمائش دیکھنے کیلئے طلباء اور اساتذہ صبح ٹھیک دس بجے کولن مشن میں پہنچے جہاں ریجنل امیر چوہدری سعید الدین صاحب نے انہیں خوش آمدید کہا۔ مشن ہاؤس کے گیٹ پر نمایاں طور پر آویزاں کلمہ طیبہ اور جوبلی کے نشان پر سب کی نظر پڑی۔ ایک دوست کے پوچھنے پر امیر صاحب نے کلمہ طیبہ کی اسلام میں اہمیت واضح کی اور جوبلی کے نشان کی وضاحت بھی کی۔

نمائش کو نہایت خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔ ہال کا دروازہ کھلتے ہی قرآن سیکشن شروع ہوتا ہے، جہاں دنیا کی تقریباً ۱۱۴ اہم زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم رکھے گئے ہیں۔ سٹینڈ پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مختلف ممالک کے دوروں، اشاعت اسلام اور قرآن کے بارہ میں مصروفیت سے متعلق تصاویر چھ فریموں میں ترتیب دی ہوئی ہیں۔ تمام طلباء نے تصاویر انتہائی شوق سے دیکھیں۔ سامنے دیوار پر خانہ کعبہ کی بڑی تصویر آویزاں ہے جہاں مسلمانوں کو حج کرتے ہوئے دکھایا گیا ہے۔ ساتھ ہی دوسرا حصہ حدیث سے متعلق ہے، اس کمرے میں مختلف زبانوں میں احادیث کے تراجم رکھے ہوئے ہیں علاوہ ازیں تبلیغی لٹریچر، مختلف اخبار ورسائل بھی یہاں ہی رکھے گئے ہیں۔ تمام طلباء نے اس سیکشن کو بہت پسند کیا خصوصاً حضور کی تصاویر، اور مصروفیات جن کا تعارف سسٹر عائشہ صاحبہ کروا رہی تھیں مہمانوں کی دلچسپی کا مرکز بنے رہے۔

اس کے بعد تمام دوست جنرل سیکشن میں آئے۔ طلباء نے صد سالہ تقریبات کے ماڈل بہت پسند کئے۔ دنیا کے نقشے پر جن ممالک میں جماعت احمدیہ کے مشن موجود انہیں روشن بلبوں سے ظاہر کیا گیا ہے۔ تمام دوستوں کو تفصیلاً مسز ماریا سنگ نے بتایا کہ ۱۲۰ ممالک میں ہمارے تبلیغی مشن کام کر رہے ہیں اور اس وقت پوری دنیا میں احمدیوں کی تعداد ڈیڑھ کروڑ ہے، اس پر مہمانوں نے خوشی کا اظہار کیا اور کہنے لگے کہ مذہبی جماعتوں میں جتنے آپ بین الاقوامی ہیں اتنی کوئی اور جماعت نہیں۔ الحمدللہ۔ شوکیس میں رکھے ہوئے تبرکات کے متعلق تمام طلباء اور اساتذہ کو بتایا گیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی "بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے"۔ کسطرح پوری ہوئی، تمام مہمانوں نے اس کمرے کو جسے بہت خوبصورتی اور قرینے سے سجایا گیا ہے، بہت پسند کیا۔

جوں ہی اس حصہ سے آگے گزرتے ہیں نمائش کا ڈوئچ سیکشن شروع ہو جاتا ہے، اس حصہ میں تمام کتابیں، پمفلٹ، کارڈز اور بینرز جرمن زبان میں لکھے گئے ہیں۔ علاوہ ازیں دیوار کے ساتھ مغربی جرمنی کے نقشے کو ایک بڑے فریم میں سجایا گیا ہے، سوئچ آن کرنے پر روشن بلب ان جگہوں کی نشاندہی کرتے ہیں جہاں ہماری تعداد باقاعدہ طور پر موجود ہے۔

بچوں نے اس کوشش کو بہت پسند کیا اور اپنی اپنی پسند اور واقفیت کے مطابق نقشے میں مختلف جگہوں پر جماعت کے مراکز کے ایڈریس لئے۔ ہر طالب علم کو ان کے بیحد اصرار پر ایک ایک پوسٹ کارڈ جن پر کلمہ طیبہ اور مساجد کی تصاویر بنی ہوئی ہیں اور اسلام اور احمدیت سے متعلق ایک ایک تعارفی پمفلٹ دیا گیا اس طرح کل ۱۱۷ کتابیں اور کارڈز مہمانوں کو تحفتہً دیے گئے۔ بعض بچوں نے تو بار بار پوچھ کر اس دوران کلمہ طیبہ یاد بھی کر لیا۔

شہداء سیکشن میں شہداء کی تصاویر اور پاکستان میں احمدیوں پر ظلم وستم کی داستان سن کر مہمانوں نے بہت حیرت کا اظہار کیا۔ اساتذہ نے دریافت کیا کہ احمدیوں کو کیوں شہید کیا جاتا ہے جس پر عظمت صاحب نے تفصیلاً جماعت احمدیہ کا نقطۂ نظر اور پاکستان میں درپیش مشکلات کا ذکر کیا۔ اس کے بعد تمام دوست خلفاء احمدیت سیکشن میں آئے۔ یہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور چاروں خلفاء کی بڑی بڑی نمایاں تصاویر بالترتیب (بقیہ صفحہ 47)

قابلِ تقلید

وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ (الحج ۳۶)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے (ہماری خوشنودی کے لیئے) اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔

ہمبرگ ریجن کی جماعت BAD SEGEBERG کے سیکرٹری صاحب مال مکرم سیٹھی باسط احمد صاحب نے اطلاع دی ہے کہ ان کی جماعت کے صدر مکرم حبیب اللہ صاحب طارق نے اپنی فرم سے ملنے والی خصوصی منافع کی رقم ایک لاکھ ساٹھ ہزار مارک پر شرح کے مطابق چندہ عام کی واجب رقم میں سے نو ہزار مارک ادا کیئے ہیں۔ بقیہ ایک ہزار مارک آئندہ ماہ ادا کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ فجزاھم اللہ تعالیٰ۔ احباب دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ ان کے مال میں برکت دے، ان کے ایمان اور اخلاص میں ترقی عطا فرمائے۔ اسی طرح دیگر مالی قربانیوں میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

دیگر احباب جماعت کو جو اپنی کل آمدنی پر شرح کے مطابق چندہ ادا نہیں کرتے ان سے میری درخواست ہے کہ وہ بھی اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر ہر قسم کی آمدنی پر شرح کے مطابق چندہ ادا کیا کریں اور اللہ تعالیٰ کے خاص فضلوں کے وارث ٹھہریں۔

اس کے متعلق امیر صاحب نے فرمایا کہ جن پر اللہ تعالیٰ کا خاص فضل بصورت اچھی تجارت اور مادی دولت کے ہے، وہ دوست اکثر اللہ تعالیٰ کی طرف سے عائد کردہ فرائض کو ادا کرنے میں کوتاہی کرتے ہیں۔ یہ تو ان پر اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور اس کی مہربانی ہے کہ وہ دنیاوی لحاظ سے بہتر پوزیشن میں ہیں اور ان کی تجارت چمک رہی ہے، اور ہر شخص اسی پر انحصار کرتا ہے۔ پس خدا تعالیٰ کا حصہ اپنے منافع میں سے نکالنے سے ہی وہ اپنے آپ کو اور اپنے اموال کو پاک کر سکتے ہیں۔

(منظور احمد خان، نیشنل ایڈیشنل سیکرٹری مال، مغربی جرمنی)

مختصر رپورٹ

پہلا داعیانِ الی اللہ کیمپ فرینکفرٹ ریجن

منعقدہ ۱۶، ۱۷ دسمبر ۸۹ء - احمدیہ سینٹر بونامیس

مجلس شوریٰ ۱۹۸۹ء کے فیصلے کے مطابق ہر ریجن میں ہر سہ ماہی میں داعیان الی اللہ کے تربیتی کیمپ لگانے کا فیصلہ ہوا تھا جس کی منظوری ازراہِ شفقت حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دے دی تھی، چنانچہ فرینکفرٹ ریجن کا پہلا تربیتی کیمپ مورخہ ۱۶-۱۷ دسمبر ۱۹۸۹ء کو بمقام احمدیہ سینٹر بونامیس منعقد ہوا اور اس طرح فرینکفرٹ ریجن نے مجلس شوریٰ کے فیصلہ پر عمل کر کے اپنی ذمہ داری کو نبھانے کی کوشش کی۔

اس کیمپ میں مجموعی طور پر ۱۵ سے ۲۰ داعیان الی اللہ نے شرکت کی زیادہ تر داعیان الی اللہ فرینکفرٹ شہر اور آفن باخ سے تعلق رکھتے تھے مکرم سفیر الدین صاحب فلڈا سے تشریف لائے تھے۔ اس کیمپ کے شرکاء کے سامنے مندرجہ ذیل موضوعات رکھے گئے تھے۔

موضوعات	لیڈر
(۱) اسلامی پردہ اور اسکی ضرورت و اہمیت	مکرم ناز احمد صاحب ناصر
(۲) موازنہ مذاہب (عیسائیت)	مکرم میر عبداللطیف صاحب
(۳) یورپی معاشرہ کی برائیاں اور ان کا سدِّباب	عبدالشکور اسلم خان
(۴) تبلیغ کا نفسیاتی پس منظر	مکرم محمد صفدر رانا صاحب

کیمپ کے شرکاء چار گروپوں میں تقسیم کیے گئے۔ ایک گروپ کو ایک موضوع دیا گیا اور ہر گروپ کا ایک لیڈر مقرر کیا گیا تھا۔ چنانچہ سب گروپوں نے اپنے اپنے موضوعات پر سیر حاصل بحث کی۔ اسی دوران محترم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب امیر جماعت مغربی جرمنی بھی تشریف لائے اور مختلف گروپس میں بذات خود شریک ہو کر بحث میں حصہ لیا

(عبدالشکور اسلم خان، نیشنل سیکرٹری تبلیغ)

بقیہ نظم

تین کو بھی کر دکھایا چار اس کی ذات نے
موہ لیئے دل اہلِ دل کے جسکی ہر اک بات نے
مُردے انفاسِ مسیحائی سے زندہ کر دیئے
دولتِ توحید سے گھر مشرکوں کے بھر دیئے
غور کر اے طالبِ حق و صداقت غور کر

اس کے صدقے حق نے اک صحرا میں جل تھل کر دیا
اپنے بندوں کے لیئے جنگل میں منگل کر دیا
الغرض پوری ہوئی ہر اک بشارت سر بسر
کر کے پورے کام سب رخصت ہوئے فضلِ عمرؓ
تا اٹھائے تو نہ عقبیٰ میں ندامت غور کر

پہلا حضرت چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب رضؓ ٹرافی ٹیبل ٹینس ٹورنامنٹ

فرینکفرٹ ریجن

:- الحمدللہ کہ فرینکفرٹ ریجن کا پہلا حضرت چوہدری سر محمد ظفر اللہ خانصاحب رضؓ ٹیبل ٹینس ٹرافی ٹورنامنٹ مورخہ ۱۲ر دسمبر ۱۹۸۹ء کو بمقام احمدیہ سینٹر بونامیس میں نہایت خوش اسلوبی اور کامیابی کے ساتھ انعقاد و اختتام پذیر ہوا۔ ٹورنامنٹ کا آغاز صبح دس بجے تلاوت قرانِ پاک اور عہد خدام الاحمدیہ کے ساتھ ہوا۔ مکرم مبشر احمد صاحب طاہر ریجنل قائد فرینکفرٹ ریجن نے اس ٹورنامنٹ کا باقاعدہ افتتاح کیا۔ اس موقع پر انہوں نے کھلاڑیوں کو کھیلوں کی اہمیت اور نظم و ضبط کے بارہ میں تلقین و ہدایات دیں۔ خدام اور اطفال کے علیحدہ علیحدہ مقابلہ جات کروائے گئے۔ خدام کیلئے یہ ٹورنامنٹ سنگلز اور ڈبلز، لیگ کی بنیاد پر کھیلا گیا۔ ٹورنامنٹ میں ۳۲ خدام اور ۱۵ اطفال نے حصہ لیا۔ اس کے علاوہ ناظرین کی بھی ایک اچھی خاصی تعداد کھلاڑیوں کی حوصلہ افزائی کیلئے موجود رہی۔

سنگلز اور ڈبلز مقابلوں میں پہلی تین پوزیشنز حاصل کرنیوالے کھلاڑیوں کو خوبصورت ٹرافیاں انعام میں دی گئیں اس کے علاوہ پروگرام کے مطابق پہلی چھ پوزیشنز حاصل کرنیوالے خدام و اطفال کھلاڑیوں کو منتخب کیا گیا جو آئندہ ہونے والے مرکزی ٹورنامنٹ میں حصہ لے سکیں گے، منتخب ہونے والے کھلاڑی:

خدام: (۱) فخر الاسلام (۲) مقصود احمد طاہر (۳) ڈاکٹر وسیم احمد (۴) طاہر محمود (۵) عبدالمومن طاہر (۶) اشرف احمد۔

اطفال: (۱) سہیل ملک (۲) عبدالرفیق احمد (۳) عثمان احمد (۴) اطہر اعوان (۵) انس باجوہ (۶) منظفر باجوہ ٹورنامنٹ کے کامیابی سے انعقاد کیلئے مکرم ریجنل قائد صاحب کی سربراہی میں ایک کمیٹی تشکیل دی گئی تھی۔ تمام ممبران کمیٹی نے اپنی ذمہ داریوں کو بڑے احسن رنگ میں ادا کیا۔

ٹورنامنٹ شام ۷ بجے بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ اختتامی تقریب میں مکرم فلاح الدین خان صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مغربی جرمنی نے کھلاڑیوں میں انعامات تقسیم کیے اور قیمتی نصائح سے نوازا۔ دعا کے ساتھ یہ تقریب اپنے اختتام کو پہنچی۔ الحمدللہ علی ذالک۔ (نعیم احمد شاہد، ریجنل معتمد فرینکفرٹ ریجن)

ھمبرگ ریجن

:- مرکزی ہدایت کے مطابق ہمبرگ ریجن کا پہلا حضرت سر محمد ظفر اللہ خانصاحب رضؓ ٹرافی ٹیبل ٹینس ٹورنامنٹ ۲۸، ۲۹ دسمبر ۱۹۸۹ء کو فضل عمر مشن میں منعقد ہوا ٹورنامنٹ کا آغاز شام ۶ بجے تلاوت قرآن کریم سے ہوا، بعد ازاں خدام کا عہد دہرایا گیا۔ اس کے بعد مکرم ظہور احمد صاحب ریجنل قائد ہمبرگ ریجن نے ٹورنامنٹ کے اغراض و مقاصد پر روشنی ڈالی نیز کھلاڑیوں کو ان مقابلوں کے قواعد و ضوابط سے آگاہ کیا۔ ٹورنامنٹ کا باقاعدہ افتتاح مکرم ڈاکٹر محمد جلال صاحب شمس مشنری انچارج سٹٹ گارٹ نے کیا۔ آپ نے اپنے افتتاحی خطاب میں حضرت چوہدری صاحب کے بلند کردار اور اعلیٰ اخلاق پر نہایت مؤثر انداز سے روشنی ڈالی اور کھلاڑیوں کو اپنی قیمتی نصائح سے نوازا۔

اس ٹورنامنٹ میں ۲۰ خدام اور ۲۲ اطفال نے حصہ لیا۔ ٹورنامنٹ کے دوران نہایت معیاری کھیل اور اعلیٰ نظم و ضبط دیکھنے میں آیا۔ پروگرام کے مطابق مرکزی ٹورنامنٹ کیلئے چھ خدام و اطفال کا انتخاب کیا گیا پہلی تین پوزیشنز حاصل کرنیوالے کھلاڑیوں کو خوبصورت ریکٹ انعام کے طور پر دیے گئے۔ منتخب شدہ کھلاڑیوں کے نام یہ ہیں۔ خدام: (۱) عثمان احمد بھٹی (۲) انوار احمد بھٹی (۳) داؤد احمد (۴) طارق کریم (۵) رانا عبدالغفار (۶) طاہر احمد۔ اطفال: (۱) الطاف احمد بھٹی (۲) شہزاد احمد (۳) سلطان احمد (۴) سہیل انور (۵) سہیل احمد (۶) احمد حسن۔

اختتامی تقریب میں مولانا ڈاکٹر شمس صاحب نے کھلاڑیوں میں انعامات تقسیم کیے۔ آخر میں مکرم ریجنل قائد صاحب نے ٹورنامنٹ میں حصہ لینے اور کامیابی کے ساتھ انعقاد کرنے پر کھلاڑیوں اور منتظمین کا شکریہ ادا کیا۔ مکرم بھٹی صاحب، مکرم فضل الرحمٰن صاحب انور، مکرم سعید النصر صاحب اور مکرم داؤد احمد صاحب نے اسی سلسلہ میں اپنا بھرپور تعاون پیش کیا۔

(منوّر احمد آصف، ریجنل معتمد ہمبرگ ریجن)

★ مکرم محمد اجمل صاحب قائد مجلس MORFELDEN WALLDORF تحریر فرماتے ہیں کہ مجلس خدام الاحمدیہ MORFELDEN WALLDORF نے جشن تشکر کے سلسلہ میں شہر کے میئر سے ملاقات کا پروگرام بنایا۔ چنانچہ مورخہ ۲۸ر نومبر کو بعد دوپہر میئر کے ساتھ ملاقات کی جس میں انہیں اسلام واحمدیت کا پیغام دیا اور مجلس خدام الاحمدیہ کے بارہ میں بھی بتایا۔ میئر صاحب اسی بات پر بہت حیران ہوئے کہ ہم خدمت خلق کے سلسلہ میں بغیر معاوضہ لیے

(بقیہ صد 47)

بقیہ : پیشگوئی مصلح موعودؓ...

۲۱، المصلح الموعود ہونے کا دعویٰ ۱۹۴۴ء
۲۲، دنیا کی مشہور آٹھ زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم کی تکمیل کا اعلان ۱۹۴۶ء
۲۳، قادیان سے ہجرت ۱۹۴۷ء
۲۴، نئے مرکز ربوہ کا افتتاح ۱۹۴۸ء
۲۵، ربوہ میں حضور کی مستقل رہائش ۱۹۴۹ء
۲۶، جامعہ نصرت کا قیام ۱۹۵۱ء
۲۷، حضور پر قاتلانہ حملہ ۱۹۵۴ء
۲۸، قرآن مجید کے ڈچ ترجمہ کی اشاعت ۱۹۵۴ء
۲۹، بیماری کا حملہ اور دوسرا سفر یورپ ۱۹۵۵ء
۳۰، تفسیر صغیر کی اشاعت ۱۹۵۷ء
۳۱، تحریکِ وقف جدید کا آغاز ۱۹۵۸ء
۳۲، قرآن مجید کے جرمن ترجمہ کے دوسرے ایڈیشن کی اشاعت ۱۹۵۹ء
۳۳، خلافت ثانیہ کے پہلے پچاس برس پورے ہونے پر اللہ تعالیٰ کے حضور اظہار تشکر اور دعائیں، ۱۹۶۴ء۔

پیشگوئی مصلح موعودؓ کی تمام علامتوں کے پورا ہونے اور شجرِ اسلام کو اپنی آنکھوں سے پھلتا پھولتا ہوا دیکھنے کے بعد محبوبِ حقیقی کی طرف رحلت فرما گئے؛ ۱۹۶۵ء ۸، نومبر بروز دوشنبہ صبح دو بج کر بیس منٹ پر۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون ؁

بقیہ : حیات طیّبہ

عطیہ الٰہی ہیں ان سب کو فیض صحبت مصنف سے مستفیض ہو کر پاوے اور عین الیقین حاصل کرلے ......"۔

(منشور محمدی۔ ۵، جمادی الآخر ۱۳۰۱ ہجری)

بقیہ :۔ یہ درد رہے گا بن کے دوا...

کے بعد کے دنوں میں گرفتار کرکے تقریباً ۱۸ دن جیل میں رکھے گئے بعد میں ان کی رہائی ہوگئی۔ ابھی پھر بار بار ان کو تنگ کیا جارہا ہے دوسرا محترم مربی صاحب نعیم احمد طاہر کی بھی ضمانت قبل از گرفتاری کرائی گئی ہے۔ ان کو بھی کافی مشکلات ہیں"۔

(اقتباس از خط مکرم وحید احمد صاحب سعید
پیر محل۔ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ)

بقیہ : چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ

پر پہنچ گئے اور میں نماز سے فارغ ہو کر آرام کی نیند سو گیا۔ فجر کو بیدار ہوا تو بفضل اللہ بیماری کا کوئی اثر باقی نہ تھا۔ جہاز ہاڈنگفورڈ میں لنگر ڈالے تھا۔ ناشتے کے بعد ہم اوڈا کے قریب ایک آبشار دیکھنے گئے جہاز پر واپس آنے تک میں بفضل اپنے آپ کو بالکل توانا اور تندرست محسوس کرتا تھا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

میری بیماری کا باعث سردی کا لگنا ہو یا کچھ اور، میری صحت کی بحالی کے مادی اسباب ڈاکٹر کی توجہ، ان کی تجویز کردہ دوائی کی مناسبت اور ناروے کی ہوا کی صفائی ضرور ہوں گے لیکن جیسے ہر بات کے روحانی اسباب بھی ہوتے ہیں میری بیماری اور بحالیٔ صحت کے روحانی اسباب بھی تھے۔ اس واقعہ کو ۵۸ سال ہونے کو آئے اس لمبے عرصہ میں مجھے ان تمام مراحل سے گذرنا پڑا ہے جو انسانی زندگی کے لوازمات میں سے ہیں۔ لیکن موت اور حیات کے مسئلے کے متعلق مجھے کبھی کوئی پریشانی نہیں ہوئی۔ نہ میرا دل موت کے خوف سے کبھی ہراساں ہوا ہے۔ ہاں بعد میں جب خطاؤں اور تقصیروں کا بوجھ بڑھنے لگا تو کبھی کبھی حسرت کے ساتھ ذہن میں آتا کہ اس وقت شائد حساب آسان رہتا لیکن ساتھ ہی دل میں آتا کہ تم کون ہو اللہ تعالیٰ کے غفران اور رحمت کی حد بندی کرنے والے۔ جس کے ہاتھ میں فیصلہ ہے اسی کا اختیار ہے۔ جب چاہے جس کو چاہے طلب فرمائے۔ اس کی بخشش اور اس کی پردہ پوشیاں، اس کی ذرہ نوازیاں اس کے انعام و افضال کیا یعبادی الّذین اسرفوا علی انفسھم لا تقنطوا من رحمت اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعاً انہٗ ھو الغفور الرّحیم۔ کا ثبوت نہیں ہیں؟ اس کی بخشش اور رحمت پر نظر رکھو جب تک وہ یہاں رکھنا چاہے اس کا فضل ہے' جب وہ بلا لے اس کی رحمت ہے۔ نہ تو جانے میں عجلت چاہو کہ آخر تمہارے پاس کون سی ہے جس کے برتے پر تم حاضری کی خواہش کرو اور سرخروئی کے ساتھ باریابی کی امید رکھو۔ نہ ہی یہاں دل لگاؤ کہ اس کے بلانے پر تامل' ملال یا حسرت کا شائبہ بھی پیدا ہو۔ لبّیک اللّٰھمّ لبّیک لا شریک لک لبّیک کہتے ہوئے اور اس کی رحمت پر یقین واثق رکھتے ہوئے حاضر ہو جاؤ۔ اے رب العالمین، اے ارحم الرّاحمین! میرا ہر ذرّہ تیری بخشش اور احسانوں کے بوجھ کے نیچے دبا ہوا ہے میں تجھ سے بہت بہت راضی ہوں۔ تو اپنی لا انتہا بخشش اور رحمت سے مجھے ایسی گھڑی میں بلائیو جب تو بھی مجھ سے راضی ہو اور مجھے بھی اپنی بارگاہ میں رسوا نہ کیجیو۔ آمین۔ (ایضاً صد ۶۱۔۶۴)

انصار متوجہ ہوں!

(۱) انصار دوستوں کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ اس وقت تک بفضل اللہ تعالیٰ چھ ریجنز میں انصار اللہ کی مجالس قائم ہو چکی ہیں، جو باقاعدہ طور پر کام کر رہی ہیں۔ الحمد للہ۔ انصار دوست ضروری معلومات کے لیے متعلقہ ریجنز سے رابطہ قائم کریں۔ تمام ریجنز کے ناظمین علاقہ اور زعماء اعلیٰ کے نام اور ٹیلیفون نمبرز دیے جا رہے ہیں:

فرینکفرٹ ریجن:

ناظم علاقہ: مکرم صوفی نذیر احمد صاحب ہائیڈل برگ ← ۰۶۲۲۱ ۷۶۶۰۸۱ / ۰۶۲۲۱ ۳۸۰۷۶۴ / ۰۶۲۲۱ ۲۲۰۲۶

زعیم اعلیٰ: مکرم داؤد احمد صاحب ناصر ——— ۰۶۰۷۴ ۳۲۶۷۳

کولون ریجن:

ناظم علاقہ: مکرم منور احمد صاحب اختر رائنگن ——— ۰۲۱۰۲ ۴۳۹۵۶

زعیم اعلیٰ: مکرم محمد خان صاحب ———

ہمبورگ ریجن:

ناظم علاقہ: مکرم ملک محمد شریف صاحب ——— ۰۶۰۵۵ ۶۷۷۳۳

زعیم اعلیٰ: مکرم ملک محمد شریف صاحب ——— ۰۶۰۵۵ ۶۷۷۳۳

برلن ریجن:

ناظم علاقہ: مکرم نذر محمد صاحب خالد ——— ۰۳۰۴۹ ۳۲۳۵۰

زعیم اعلیٰ: مکرم نذر محمد صاحب خالد ——— ۰۳۰۴۹ ۳۲۳۵۰

میونخ ریجن:

ناظم علاقہ و زعیم اعلیٰ: مکرم محمود احمد صاحب آکس برگ ——— ۰۸۲۱،۵۷۲۰۶۵

سٹٹ گارٹ ریجن:

ناظم علاقہ و زعیم اعلیٰ: مکرم منظور احمد صاحب ——— ۰۷۱۳۱۲۱۶۰۲

(۲) امسال مجلس انصار اللہ مغربی جرمنی کا سالانہ اجتماع مورخہ ۶،۵ مئی ۱۹۹۰ کو بمقام "ناصر باغ" منعقد ہوگا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔ دوست اجتماع میں شمولیت کیلئے ابھی سے تیاری شروع کر دیں۔

(۳) تمام ناظمین علاقہ و زعماء اعلیٰ سے گذارش ہے جنہوں نے اپنے ریجن کے بجٹ اور تجنید فارم ابھی تک نہیں بھجوائے براہ کرم فوری طور پر ارسال کر دیں۔

(۴) جملہ عہدیداران اپنے ریجن کی رپورٹ ہر ماہ کی ۳۰ تاریخ تک ضرور بھجوا دیا کریں۔ کیونکہ یہ رپورٹ ہر ماہ کی دس تاریخ تک حضور اقدس کی خدمت میں بھجوانی ہوتی ہے۔ امید ہے دوست تعاون فرمائیں گے۔ جزاکم اللہ۔

(عبد الغفور بھٹی۔ صدر مجلس انصار اللہ مغربی جرمنی)

ولادت باسعادت

(۱) مکرم انور یوسف صاحب آف فرینکفرٹ کو اللہ تعالیٰ نے بیٹے سے نوازا ہے جس کا نام رفیع احمد تجویز کیا گیا ہے، نومولود مکرم محمد یوسف صاحب دار الرحمت وسطی ربوہ کا پوتا اور مولوی فخر الدین صاحب رضی صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام (دار الفضل قادیان) کا پڑپوتا ہے۔

(۲) مکرم سردار فضل الٰہی صاحب ڈوگر آف BADOLDESLOE کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۱ جنوری ۱۹۹۰ء کو پہلی بیٹی سے نوازا ہے، حضور اقدس نے ازراہِ شفقت بچی کا نام صبیحہ صنوبر تجویز فرمایا ہے، نومولود محترم ماسٹر نذیر احمد صاحب آف تانو ڈوگر (لاہور) کی پوتی ہے اور تحریکِ وقفِ نو کے تحت زندگی وقف ہے۔

(۳) مکرم منور احمد صاحب باجوہ آف EHLENZ کو اللہ تعالیٰ نے ۱۰ اکتوبر ۸۹ء کو پہلی بچی سے نوازا ہے۔ بچی کا نام صائمہ انم باجوہ تجویز کیا گیا ہے۔ نومولود مکرم کیپٹن ڈاکٹر مبارک احمد صاحب چوہدری آف بہاولپور کی نواسی ہے۔ اور تحریک وقف نو کے تحت زندگی وقف ہے۔

(۴) مکرم محمد رفیق اختر صاحب آف WALL DORF کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۵ دسمبر ۸۹ء کو دوسرے بیٹے سے نوازا ہے جس کا نام شہزاد اختر تجویز ہوا ہے، نومولود محمد یوسف صاحب مرحوم آف دار الرحمت ربوہ کا نواسہ ہے۔

(۵) مکرم مبارک احمد صاحب آف KASSEL کو مورخہ ۲۵ دسمبر ۸۹ء کو اللہ تعالیٰ نے بیٹے سے نوازا ہے جس کا نام حضور اقدس نے ازراہِ شفقت محمد عاطف (بدر) تجویز فرمایا ہے۔

(۶) مکرم مبارک احمد صاحب آف نارڈن کو اللہ تعالیٰ نے ۴ مئی ۸۹ء کو بچی سے نوازا ہے۔ جس کا نام حضور اقدس نے ازراہ شفقت عصمت مبارک

(۸) ملک محمد امتیاز احمد صاحب آف RADEVORMWALD کو اللہ تعالیٰ نے دوسرا بیٹا عطا فرمایا ہے۔ ازراہ شفقت حضور اقدس نے بچے کا نام فیراز احمد تجویز فرمایا ہے۔

(۷) مکرم طاہر محمود صاحب آف GUMMERSBACH کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۶ اکتوبر کو بیٹے سے نوازا ہے، حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بچے کا نام محمد نعمان تجویز فرمایا ہے، نومولود تحریک وقف نو کے تحت زندگی وقف ہے۔

(۸) مکرم داؤد احمد صاحب کاہلوں آف فرینکفرٹ کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۷ اکتوبر ۸۹ء کو چوتھے بیٹے سے نوازا ہے، حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بچے کا نام ازراہ شفقت احمد ذوالفقار تجویز فرمایا ہے، نومولود تحریک وقف نو کے تحت زندگی وقف ہے۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ تمام بچوں کو نیک اور خادم دین بنائے اور ہمیشہ صحت و سلامتی سے رکھے۔ آمین۔

یوم مصلح موعودؓ

جماعت احمدیہ اپنی روایات کے مطابق ہر سال فروری کے مہینہ میں یوم مصلح موعودؓ مناتی ہے تا اس پیشگوئی کے پورا ہونے کی یاد کو تازہ کیا جائے۔ جو مسیح الزمانؑ نے کی اور جو اپنے وقت پر پوری ہوئی۔ چنانچہ امسال اس یوم کو منانے کیلئے ۲۴ اور ۲۵ فروری کے دن مقرر کیے گئے ہیں۔ ۲۴ فروری کا دن مرد حضرات کے لیے مخصوص ہے، بلکہ ۲۵ فروری کا دن مستورات کیلئے مخصوص ہوگا۔ صدر صاحبان اور سیکرٹریان اصلاح وارشاد سے گذارش ہے کہ اپنی اپنی جماعتوں میں اس دن کو شایانِ شان طریق سے منانے کیلئے مجلس عاملہ کے مشورہ سے پروگرام مرتب کریں۔ بہتر ہوگا کہ اس دن بچوں میں مٹھائی تقسیم کی جائے اور کھیلوں کے مقابلہ جات منعقد کروائے جائیں۔ غیر از جماعت کو مدعو کیا جائے اور ان کے سامنے پیشگوئی کی اہمیت اور اس کے پورا ہونے کے بارہ میں بتایا جائے۔ اپنی اپنی جماعت کی رپورٹس متعلقہ مشنری انچارج کو ارسال کرنا نہ بھولیں۔

عبدالشکور اسلم خان (نیشنل سیکرٹری تبلیغ)

ضروری اعلان

تمام صدران جماعت کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ اپنی تجنید کا از سر نو جائزہ لے کر مرکز کو آگاہ فرمائیں۔ اکثر دوست اپنے پتہ جات تبدیل کرتے رہتے ہیں، کچھ نئے احباب جماعت میں آتے ہیں اور بعض دوسری جماعتوں میں چلے جاتے ہیں۔ براہ کرم ان تمام امور کو دیکھتے ہوئے اپنی تجنید کی نئی فہرست تیار کرکے مرکز فرینکفرٹ کو ارسال فرمائیں۔

مبشر احمد باجوہ۔ (نیشنل جنرل سیکرٹری)

شکریہ احباب

خاکسار کے بڑے بھائی محترم منظور احمد صاحب چیمہ کی وفات پر احباب جماعت نے جس طرح پر خلوص تعزیت فرمائی اور ہمدردی کا اظہار فرمایا خاکسار اس کے لیے تمام احباب جماعت کا شکریہ ادا کرتا ہے۔ خصوصاً محترم امیر صاحب، محترم امام صاحب اور احباب روڈل ہائم کا جنہوں نے اس سلسلہ میں خاکسار کی خصوصی دلجوئی فرمائی۔

(منصور احمد چیمہ، فرینکفرٹ)

دعائے مغفرت

(۱) مکرم سلمان رشید احمد سونگی صاحب کے بڑے بھائی مکرم نصیر احمد صاحب سونگی گوجرانوالہ پاکستان میں مورخہ ۵ جنوری ۱۹۹۰ء کو حرکت قلب بند ہوجانے کی وجہ سے انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم موصی تھے، چنانچہ اسی شام ان کی تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں ہوئی۔

(۲) مکرم چوہدری امین الدین صاحب طاہر کے والد محترم چوہدری رحمت علی صاحب دارالیمن ربوہ میں مورخہ ۳۰ نومبر ۱۹۸۹ء کو وفات پاگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

(۳) مکرم عبدالقیوم صاحب کھوکھر اور مکرم عبدالحی صاحب بشارت کے والد محترم چوہدری عبدالعزیز صاحب کھوکھر مورخہ ۲۳ دسمبر ۱۹۸۹ء کو ہسپتال میں چند روز بیمار رہ کر انتقال فرماگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

(۴) مکرم ناصر احمد صاحب قمر آف BUXTE HUDE ابن چوہدری الحاج مشتاق احمد صاحب کے دادا جان محترم چوہدری اللہ بخش صاحب کچھ عرصہ قبل ربوہ میں انتقال فرماگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

(۵) محترمہ اہلیہ صاحبہ مکرم محمود احمد صاحب وڑائچ کے دادا جان محترم چوہدری نذیر احمد صاحب باجوہ ایڈووکیٹ، پاکستان میں وفات پاگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

احباب جماعت سے مرحومین کی مغفرت، بلندیٔ درجات اور پسماندگان کے لیے صبر جمیل کے لیے دعا کی درخواست ہے۔

تصحیح

ماہنامہ "اخبار احمدیہ" مغربی جرمنی، نومبر دسمبر ۸۹ء کے شمارہ میں ایک داعی الی اللہ سے تعارف" کے عنوان کے تحت صفحہ ۲۸ کالم ایک کی ساتویں سطر سے آگے یوں پڑھا جائے۔ "مکرم عبداللہ صاحب قصبہ چنڈو کلاں نزد ربوہ کے رہنے والے ہیں۔ ان کے والد محترم نے ایک خواب کی بناء پر حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دست مبارک پر بیعت کرکے احمدیت قبول کی نیز حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی وفات سے قبل ان کا ہاتھ حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں دیا تھا۔ عبداللہ صاحب کچھ عرصہ تک حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے شاہسواروں کے حزب میں بھی شامل رہے۔"

اسی طرح کالم دو کے آخری پیرہ کی پہلی سطر میں ۲ دو جرمن کی بجائے ۳ تین جرمن پڑھا جائے۔ (ادارہ اس غلطی کے لیے معذرت خواہ ہے)

بقیہ : ندائے حق

منصوبے پولوس نے جو پہلے یہودی تھا یونان کے بت پرستوں کو سکھائے اصل مذہب میں نہیں تھے۔ ناشر) جو ایک طرح سے بانیٔ عیسائیت ہیں اور خدا کے رسول کہلاتے ہیں انہوں نے ایمان کی حالت میں "المسیح" جسم کو نہیں دیکھا۔ کیا وہ قوی الایمان نہیں تھے؟ اگر نہیں تھے تو رسول کس طرح ہوئے؟ اور اگر قوی الایمان تھے تو آپ کا وہ کلیہ کہ بغیر مجسم خدا کو دیکھنے کے ایمان قوی نہیں ہوتا بالکل ٹوٹ گیا۔ (باقی آئندہ)

بقیہ : عیب جوئی

نہیں کرتا۔ عیب کسی کا اس وقت بیان کرنا چاہیئے جب پہلے کم از کم چالیس دن اس کے لئے رو رو کر دعا کی ہو۔

خدا تعالیٰ تو جان کر پردہ پوشی کرتا ہے مگر ہمسایہ کو علم نہیں ہوتا، اور شور کرتا پھرتا ہے۔ خدا تعالیٰ کا نام ستار ہے تمہیں چاہیئے کہ تخلقوا باخلاق اللہ بنو۔ ہمارا یہ مطلب نہیں ہے کہ عیب کے حامی بنو بلکہ یہ کہ اشاعت اور غیبت نہ کرو کیونکہ کتاب اللہ میں جیسا آگیا ہے تو یہ گناہ ہے کہ اس کی اشاعت اور غیبت کی جاوے۔

(ملفوظات جلد ہفتم صفحہ ۷۷-۷۹)

بقیہ : تبلیغی مساعی کی ایک جھلک

لگی ہوئی ہیں۔ یہاں سسٹر عائشہ نے مہمانوں کو جماعت احمدیہ کی تاریخ اور خلفاء احمدیت سے متعلق چند پہلوؤں کا ذکر کیا اور بتایا کہ حضرت مسیح موعودؑ کی حضرت عیسیٰؑ سے کیا مماثلت ہے اور آپ کس طرح خدا کے نبی، مہدی اور مسیح ہیں۔ منارة المسیح کی اہمیت اور غرض و غایت بیان کی گئی۔ منارة المسیح کے ماڈل کو سب نے پسند کیا۔ کمرے میں ایک طرف گلوب (ماڈل) رکھا ہوا ہے جس پر منارة المسیح سے روشنی کی شعاعیں پڑ رہی ہیں۔ باجی عائشہ نے تمام دوستوں کو بتایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" حضرت خلیفة المسیح الثانی رضہ کے دور میں کس شان کے ساتھ پوری ہوئی۔

تقریباً ۲ گھنٹے تمام دوست نمائش سے لطف اندوز ہوئے۔ چونکہ خطبہ شروع ہو چکا تھا لہٰذا تمام دوست فوراً مسجد میں تشریف لے آئے جہاں خطبہ جمعہ کا جرمن زبان میں بھی ترجمہ پیش کیا گیا۔ اکثر جرمن طلباء و اساتذہ نے نہایت خاموشی اور دلچسپی سے خطبہ سنا اور احباب کو نماز ادا کرتے ہوئے دیکھتے رہے۔ بعد میں سب نے محترم امیر صاحب کے ساتھ چائے پی اس دوران بھی طلباء کو ان کی دلچسپی کے مطابق چند کتب دی گئیں جبکہ اساتذہ کرام کو قرآن مجید کا تحفہ پیش کیا گیا۔ تمام دوستوں نے وعدہ کیا کہ دوبارہ آئیں گے۔ اس طرح ٹھیک دو بجکر پچاس منٹ پر محترم امیر صاحب نے شکریہ کے ساتھ تمام طلباء اور اساتذہ کو الوداع کیا۔ اللہ تعالیٰ ہماری معمولی کوششوں میں برکت ڈالے۔

بقیہ : نماز مترجم

رَحْمَتَكَ وَنَخْشٰى عَذَابَكَ اِنَّ عَذَابَكَ

تیرے لئے ہم نماز پڑھتے ہیں اور سجدہ کرتے ہیں اور تیری طرف ہم دوڑتے

بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ

ہیں اور کھڑے ہوتے ہیں اور ہم امید وار ہیں تیری رحمت کے اور ڈرتے ہیں تیرے عذاب سے، یقیناً تیرا عذاب کفار کو پہنچنے والا ہے۔

بقیہ : میئر سے ملاقات

کام کرتے ہیں اور لوگوں کی حتی المقدور مدد کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ ملاقات تقریباً پون گھنٹہ تک جاری رہی۔ آخر پر مکرم طارق صاحب نے چند کتابیں جن کا اسلام کا تعارف اور دیگر موضوعات شامل تھے تحفةً میئر کو پیش کیں۔ جبکہ خاکسار نے قرآن کریم مع جرمن ترجمہ اور ایک عدد پلیٹ صد سالہ جشن تشکر پیش کی۔ ہمارے اس پروگرام میں دو اور خادم مکرم قمر سلطان صاحب اور نصیر احمد چغتائی صاحب بھی شامل تھے۔

فرینکفوٹ میں

عمدہ مٹھائیوں اور لذیذ کھانوں کا واحد مرکز

زمن انٹرپرائزز

KAISER STR. 55 _ 6000 FRANKFURT

ہمارے ہاں نہایت عمدہ مٹھائیاں اور لذیذ و مزیدار کھانے دستیاب ہیں۔ نیز آرڈر پر بھی مٹھائی تیار کی جاتی ہے

نقطۂ نظر

یہ صفحہ ایسے خطوط کے لئے مخصوص ہے جن کا تعلّق معاشی، معاشرتی، سماجی مذہبی اور دیگر مسائل سے ہے، اپنا نقطۂ نظر اور خیالات دوسروں تک پہنچانے کے لئے قلم اٹھائیے۔ تاہم آپ کی رائے سے ہمارا اتفاق ضروری نہیں ہے۔

● مکرم ومحترم ایڈیٹر صاحب! —— السلام علیکم ورحمت اللہ وبرکاتہ

مکرم ومحترم بزرگوار مولانا عطاء اللہ صاحب کلیمؔ کی نگرانی اور آپ کی محنت سے اخبار احمدیہ نے جو ترقی کی ہے وہ کسی تبصرے کی محتاج نہیں ہے، شروع شروع میں میرا خیال تھا کہ آپ شاید اخبار احمدیہ کے ایڈیٹر کے لئے موزوں نہیں ہیں لیکن کچھ ہی عرصہ بعد مجھے اپنا یہ خیال تبدیل کرنا پڑا اور اب جب بھی اخبار احمدیہ پڑھتا ہوں اپنے اس خیال پر شرمندہ ہوتا ہوں۔

ماہ نومبر، دسمبر ۱۹۸۹ء میں یہ اعلان پڑھ کر کہ آپ اخبار میں قارئین کے خطوط پر مشتمل ایک نیا سلسلہ شروع کر رہے ہیں بہت خوشی ہوئی، اس سلسلہ سے اخبار کی افادیت میں یقیناً اضافہ ہوگا اور اس سے کم از کم دو ۲ فائدے تو بہر حال ہوں گے، ایک طرف قارئین کو معاشی، معاشرتی، سماجی اور مذہبی معاملات میں مختلف خیالات سے آگاہی ہوگی تو دوسری طرف نئے لکھنے والے پیدا ہوں گے اور بعض ایسے لوگ سامنے آئیں گے جو اچھا لکھ سکتے ہیں لیکن شاید سمجھتے ہیں کہ لکھنے کیلئے مضمون نگار یا ادیب ہونا ضروری ہے، اس لئے لکھنے سے گریز کرتے ہیں۔ امید رکھتا ہوں کہ ان کالموں میں صحت مند اور اصلاحی مضامین پڑھنے کو ملیں گے، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کی کاوشوں کا ثمر شیریں عطا فرمائے اور اخبار احمدیہ کے ساتھ ساتھ اس سلسلہ کو کامیابیاں اور کامرانیاں عطا فرمائے۔ آمین

(مبارک عارف 6453-SELIGEN STADT)

● مکرمی ومحترمی ایڈیٹر صاحب! —— السّلام علیکم!

ہم کیا کرتے ہیں اور ہمیں کیا کرنا چاہیئے؟ اس سلسلہ میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ یہ باتیں ہمیں عام زندگی میں دیکھنے کو ملتی رہتی ہیں۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ ہم ایک دوسرے کی دل سے عزت نہیں کرتے، ایک دوسرے سے خلوص اور پیار سے بات چیت نہیں کرتے، ایک دوسرے کے مسائل کو ممکنہ حد تک حل کرنے میں مدد نہیں دیتے، ہم اپنے گھروں کی زیادہ سے زیادہ صفائی نہیں کرتے، پاکستان اور دیگر جگہوں میں مقیم اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں سے خط و کتابت کی زیادہ ضرورت محسوس نہیں کرتے یہ اور اسی قسم کی بہت سی دیگر باتیں میرے خیال میں کرنے کے لائق ہیں اور ہمیں ان کا خاص طور پر خیال رکھنا چاہیئے۔ ایک دوسرے کی مدد کرنی چاہیئے، ایک دوسرے سے دور ہونے کی بجائے، قریب ہو کر پیار و محبت کی فضا قائم کرنی چاہیئے۔ میرے نزدیک باہمی پیار و خلوص کا احساس ہر انسان کے لیئے ڈاکٹر کی دوائی سے کہیں زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔ ع شاید کہ اتر جائے کسی دل میں مری بات

(سیّد تنویر وقار 7240-HORB. UNTERTALHEIM)

● مکرمی ایڈیٹر صاحب! —— سلام مسنون!

یہ جان کر بہت خوشی ہوئی کہ آپ نے ماہنامہ "اخبار احمدیہ" میں خطوط کیلئے ایک صفحہ مخصوص کیا ہے، چند ایک گذارشات پیش خدمت ہیں:

(i) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ارشاد کی روشنی میں کہ ہر احمدی عربی پر بھی عبور حاصل کرے تو اس سلسلہ میں "اخبار احمدیہ" میں اگر ہر ماہ دو چار آیات کریمہ لکھ کر نیچے ان کا لفظی ترجمہ لکھ دیا جائے تو اس طرح اس سلسلہ میں خاطر خواہ فائدہ ہو سکتا ہے، جیسا کہ ماہنامہ "تشحیذ الاذہان" شائع کرتا ہے۔

(ii) اس میں کوئی شک نہیں کہ "اخبار احمدیہ" احمدیت کے ہر تاریخی موقعہ یا دن پر اسکی مناسبت سے مضمون شائع کرتا ہے مثلاً یوم مصلح موعود یا یوم خلافت وغیرہ لیکن ہوتا یوں ہے وہ وقت گذر جاتا ہے تو پھر اخبار ہمیں موصول ہوتا ہے، جس سے اس کی افادیت میں فرق آتا ہے، میری رائے یہ ہے کہ کسی موقعہ کی مناسبت سے مضامین ایک ماہ پہلے کے اخبار میں شائع کر دیئے جائیں تاکہ اس سے فائدہ اٹھایا جا سکے۔

(iii) تیسری گذارش اخبار کی ترسیل کے بارہ میں ہے۔ خاکسار اس سلسلہ میں مکرم ضیاء الحسن صاحب شاکرؔ آف ہائیڈل برگ کا بے حد ممنون ہے کہ انہوں نے اس اہم امر کی طرف توجہ دلائی۔ بہت سے اعلانات اور دیگر مضامین محض اخبار کی ترسیل کی وجہ سے متاثر ہوتے ہیں، امید ہے اس طرف فوری توجہ فرمائیں گے۔ ممنون ہوں گا۔

(جاوید اقبال — 5760-ARNSBERG-2)

پیشگوئی مصلح موعود کے بارہ میں حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی مصلح موعودؓ کے ارشـــادات

خدا نے اس پیشگوئی کے ذریعے

اسلام اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا ایک زندہ ثبوت پیش کیا ہے

خدا میرے اور میرے شاگردوں اور اتباع کے ذریعے سے دنیا میں اسلام کی عزت کو قائم کرے گا

بے شک تم خوشیاں مناؤ اور اچھلو لیکن اس خوشی میں اپنی ذمہ داریوں کو فراموش مت کرو!

دشمنانِ اسلام پر خدا تعالیٰ نے کامل حجت کردی ہے اور واضح کردیا کہ اسلام خدا تعالیٰ کا سچا مذہب ہے

● ’’اللہ تعالیٰ کے اذن اور اسی کے انکشاف کے ماتحت میں اس امر کا اقرار کرتا ہوں کہ وہ مصلح موعود جس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی پیشگوئیوں کے ماتحت دنیا میں آنا تھا اور جس کے متعلق یہ مقدر تھا کہ وہ اسلام اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام کو دنیا کے کناروں تک پھیلائے گا اور اس کا وجود خدا تعالیٰ کے جلالی نشانات کا حامل ہوگا وہ میں ہی ہوں اور میرے ذریعہ ہی وہ پیشگوئیاں پوری ہوئی ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنے ایک موعود بیٹے کے متعلق فرمائی تھیں۔‘‘ ــــــ (الموعود صد ۶۶، ۶۷)

● ’’میں کہتا ہوں اور خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ہی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق ہوں اور مجھے ہی اللہ تعالیٰ نے ان پیشگوئیوں کا مورد بنایا ہے جو ایک آنے والے موعود کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمائیں۔‘‘ ــــــ (الموعود صد ۲۰۷)

● ’’غرض اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کے رحم سے وہ پیشگوئی جس کے پورا ہونے کا ایک لمبے عرصہ سے انتظار کیا جارہا تھا اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق اپنے الہام اور اعلام کے ذریعہ مجھے بتایا ہے کہ وہ پیشگوئی میرے وجود میں پوری ہو چکی ہے اور اب دشمنان اسلام پر خدا تعالیٰ نے کامل حجت کردی ہے اور ان پر یہ امر واضح کردیا ہے کہ اسلام خدا کا سچا مذہب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کے سچے رسول اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام خدا تعالیٰ کے سچے فرستادہ ہیں۔ جھوٹے ہیں وہ لوگ جو اسلام کو جھوٹا کہتے ہیں۔ کاذب ہیں وہ لوگ جو محمد رسول اللہ علیہ وسلم کو کاذب کہتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے اس عظیم الشان پیشگوئی کے ذریعہ اسلام اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا ایک زندہ ثبوت لوگوں کے سامنے پیش کردیا ہے۔‘‘ ــــــ (الموعود صد ۲۰۸، ۲۰۹)

● ’’خدا میرے ذریعہ سے یا میرے شاگردوں اور اتباع کے ذریعہ سے اس پیشگوئی کی صداقت ثابت کرنے کے لئے رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کے نام کے طفیل اور صدقے اسلام کی عزت کو قائم کریگا اور اس وقت تک دنیا کو نہیں چھوڑیگا جب تک اسلام پھر اپنی پوری شان کے ساتھ دنیا میں قائم نہ ہو جائے اور جب تک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پھر دنیا کا زندہ نبی نہ تسلیم کرلیا جائے۔‘‘ (الموعود صد ۲۱۲)

● ’’بے شک آپ لوگ خوش ہو سکتے ہیں کہ خدا نے اس پیشگوئی کو پورا کیا بلکہ میں کہتا ہوں آپ کو یقیناً خوش ہونا چاہیئے کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے خود لکھا ہے کہ تم خوش ہو اور خوشی سے اچھلو کہ اس کے بعد اب روشنی آئے گی۔ پس میں تمہیں خوش ہونے سے نہیں روکتا میں تمہیں اچھلنے اور کودنے سے نہیں روکتا۔ بے شک تم خوشیاں مناؤ اور خوشی سے اچھلو اور کودو لیکن میں کہتا ہوں اس خوشی اور اچھل کود میں تم اپنی ذمہ داریوں کو فراموش مت کرو۔‘‘ ــــــ (الموعود صد ۲۱۴، ۲۱۵)

قومیں اس سے برکت پائیں گی

اخبار "محسن" ملتان (۲۳؍ مئی ۱۹۲۹ء) نے لکھا:

"یہ امر قابلِ صد مسرت ہے کہ سلسلہ احمدیہ کے امام صاحب نے اس مبارک تقریب کو کامیاب بنانے کے لئے ہر مذہب و ملت کے پیرووں کو مدعو کیا ہے ..... ظاہر بین نظریں اس کی تہہ کو نہیں پہنچ سکتیں۔ لیکن اگر بنظرِ امعان دیکھا جائے تو اس کی تہہ میں ایک بہت بڑا اسلامی تبلیغی راز مضمر ہے۔"

اخبار "پیغامِ عمل" فیروزپور (۲۴؍ مئی ۱۹۲۹ء) نے لکھا:

"ہم مسلمانوں کو خصوصاً و دیگر انصاف پسند اصحاب کی خدمت میں عموماً نہایت ادب و نیاز سے گذارش کرنا چاہتے ہیں کہ اگر آپ فی الواقعہ ان ہر دو قوموں (مسلم و ہندو) کے مابین صلح و آشتی چاہتے ہیں نیز دنیا کے ہادیانِ دین کی عزت و احترام کو اپنا فرض اولین تعین کرتے ہیں تو آؤ حضرت امام جماعت احمدیہ کی اس مبارک تحریک پر لبیک کہتے ہوئے اس کو ہر ممکن طریق سے کامیاب بنانے کی سعی کریں۔"

اخبار مشرق گورکھپور (۲۱؍ جون ۱۹۲۸ء) نے لکھا:

"ہندوستان میں یہ تاریخ ہمیشہ زندہ رہے گی۔ اس لئے کہ اس تاریخ میں اعلیٰ حضرت آقائے دو جہاں سردار کون و مکان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکرِ خیر کسی نہ کسی پیرایہ میں مسلمانوں کے ہر فرقہ نے کیا۔ اور ہر شہر میں یہ کوشش کی گئی کہ اوّل درجے پر ہمارا شہر رہے ..... جن اصحاب نے اس موقعہ پر تفرقہ و فتنہ پردازی کے لئے پوسٹر لکھے اور تقریریں لکھ کر ہمارے پاس بھیجیں وہ بہت احمق ہیں جو ہمارے عقیدے سے واقف نہیں۔ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ جو شخص لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ پر ایمان رکھے وہ ناجی ہے۔ بہرحال ۱۷؍ جون کو جلسے کی کامیابی پر ہم امام جماعت احمدیہ جناب مرزا محمود احمد صاحب کو مبارکباد دیتے ہیں اگر شیعہ و سُنّی اور احمدی اسی طرح سال بھر میں دو چار مرتبہ ایک جگہ جمع ہو جایا کریں گے تو پھر کوئی قوت اسلام کا مقابلہ اس ملک میں نہیں کر سکتی۔"

اخبار "کشمیری" لاہور (۲۸؍ جون ۱۹۲۸ء) نے ۱۷؍ جون کی شام کے عنوان سے یہ تبصرہ شائع کیا:

"مرزا بشیر الدین محمود احمد (جماعت احمدیہ قادیان کے خلیفۃ المسیح) کی یہ تجویز کہ ۱۷؍ جون کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک سیرت پر ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں لیکچر اور وعظ کئے جائیں باوجود اختلافاتِ عقائد کے نہ صرف مسلمانوں میں مقبول ہوئی بلکہ بے تعصب امن پسند صلح جو غیر مسلم اصحاب نے ۱۷؍ جون کے جلسوں میں عملی طور پر حصہ لے کر اپنی پسندیدگی کا اظہار فرمایا۔"

مولانا محمد علی جوہر نے لکھا:

"ناشکر گزاری ہوگی کہ جناب مرزا بشیر الدین اور ان کی اس منظم جماعت کا ذکر ان سطور میں نہ کریں جنہوں نے اپنی تمام تر توجہات بلا اختلافِ عقیدہ، مسلمانوں کے بہبود کے لئے وقف کر دی ہیں۔"

(اخبار ہمدرد ـ ۲۶؍ ستمبر ۱۹۲۷ء)

اک وقت آئے گا کہ کہیں گے تمام لوگ
ملّت کے اس فدائی پہ رحمت خدا کرے

Herausgeber (Publisher): Ismail Noori
Verlag Der Islam · Babenhäuser Landstr. 25 · 6000 Frankfurt a.M. 70
Tel.: 0 69 - 68 14 85 · Fax: 0 69 - 68 65 04 · Telex: 4 16 187 islam d